

۴۰۰۰

۴۹۱۴۵

بدیه رضویہ

۷۸۸
۱۲۸۵

تفصیل حائری علی الارض خالی البیر

درین بیان سعادت اقران خلاصه باب اول تحفه حمیدیه موسوم به



تضمن اصول عقائد امامیه اثنا عشریه با دلائل عقلیه و نقلیه

مطبع ری رضا واقع لکهنطوبت



بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين محمد خاتم النبيين
وعلى افضل الوصيين عني بن ابي طالب امير المؤمنين وعترتها الاطيبين الاثمه الطاهرين
الابعدية بديه رضويه خلاصه باب اول تحفه احمدية متضمن اصول عقائد امامية اثنا عشرية بعد
انتفاع بهر خاص عام اقل الانام في تحرير كركه شائع كيا هو خداوند عالم صلى الله عليه وسلم
عامة مومنين كو منتفع كرمي اوز ناچيز كے سننات سوي در گزر فرمائے واللہ دلي الامور و ہولہم
الغفور مقدمہ فضیلت علم اور طلب علم میں واضح ہو کہ علم اشرف کمالات ہے
اور آیات و احادیث فضیلت علم میں بیشمار وارد ہیں عین الحیوۃ میں حضرت رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منقول ہو کہ طلب علم ہر مسلمان پر واجب جیسا کہ حق تعالیٰ طالبان علم کو
دوست رکھتا ہو اور جناب امیر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اسی گروہ مردم معلوم ہوتے ہیں
کہ دین کا کامل ہونا بسبب طلب علم اور عمل کرنے کے اوس علم پر جو تحقیق کہ طلب علم تلوگون پر طلب
مال سے زیادہ تر لازم ہو اس واسطے کہ رزق تمہارا مقسوم ہو چکا ہو اور خدا صفا من مذوق نام

اپنی شناخت پر وفا کرے اور علم اہل علم کو دیا گیا ہو اور علم ہی کے اہل علم سے علم حاصل کرے
 جناب صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص علوم دین کو یاد کرے تو حق تعالیٰ قیامت
 میں اس کی طرف نظر فرمائے گا اور اعمال اس کے قبول نہ فرمائے گا اور حضرت امام محمد باقر
 علیہ السلام نے فرمایا وہ علم کہ لوگ اس کے علم سے نفع حاصل کریں شہر ہزار عابدوں سے بہتر ہے
 میں جانتا چاہیے کہ تحصیل علم دین اس قدر کہ اعتقاد حق کو یقین حاصل کرے اور طہارت و
 ناز و روزہ و دیگر اعمال مسائل ضروری دریافت کرے ہر شخص پر فرض ہے اور مومنین
 صاحبان دولت کو چاہئے کہ طالبان علم کی اعانت کریں تا عذاب آخرت سے نجات پائیں اور جو
 میں زمانہ میں درواج ہو کہ تحصیل علم دین کی طرف لوگ توجہ نہیں کرتے اور اپنی اولاد کو کاروبار
 کیا سکھاتے ہیں کہ تحصیل معاش کے قابل ہوں اور دنیاویات نہیں پڑھتے بلکہ مانع
 ہوتے ہیں تو یہ امر خلاف حکم خدا و رسول اور سبب ہلاکت اور باعث انحلال دین ہے
 جناب امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ فرمایا جناب سالک آپ نے کہ طلب علم واجب
 پر سلمان پر پس علم طلب کرو اس کے مقام سے اور حاصل کرو اس علم کو اہل علم سے تحقیق کہ
 علیم کرتا رضامندی خدا کیلئے ایک ثواب ہے اور طلب علم کرنا عبادت ہے اور بحث کرنا علم
 بیع خدا کا ثواب رکھتا ہے اور تعلیم کرنا اس شخص کو کہ اس علم پر عمل کرے اور اس علم کو
 سمجھے مقدم ہے اور سکھانا طالب علم کو سبب تقرب خدا ہے اس واسطے کہ علم سے حلال و
 حرام خدا پہچانا جاتا ہے اور سبب روشنی راہ بہشت اور مونس وحشت ہے اور مصائب
 غیبت ہے اور ہجران ہوتا ہے تنہائی میں اور رہنا ہوتا ہے شادی و غم میں اور حربہ ہوتا ہے دشمن کیلئے

اور دوستان خدا کے نزدیک زینت ہو پہلا باب اصول دین کے بیان میں اس میں
 پانچ فصلیں ہیں فصل پہلی توحید خدا کے بیان میں اس فصل میں تین مطلب ہیں
 مطلب پہلا بیان اثبات وجود خداوند عالم میں واضح ہو کہ پہلے جو چیز کہ بندہ مکلف ہو
 ابتدائی تکلیف میں واجب ہو وہ حاصل کرنا ایمان کا ہو اور ایمان جانتا اصول دین کا ہو اور
 اصول دین میں اول معرفت اپنی خدا کی ہو اور اس عالم کے بنانے والی کا ہونا ظاہر و آشکار
 اس واسطے کہ جو شخص فکر کرتا ہو آسمانوں اور زمینوں اور سورج اور چاند اور ستاروں اور ہوا
 اور ابر اور مینہ اور پہاڑ اور دریا اور حیوانات کی پیدائش میں اور اپنی بدن اور روح کی
 خلقت میں اور عجیب صنعتیں کہ جو حق سبحانہ تعالیٰ نے ان چیزوں میں پیدا کی ہیں تو وہ شخص
 جانتا ہو کہ یہ سب چیزیں خود بخود نہیں پیدا ہوئیں کوئی انکا پیدا کرنے والا ضرور ہی اور خالق
 انکا مثل ان چیزوں کو نہیں ہی اور ذات اسکی سب جہت سے کامل ہو اور کوئی نقصان اسکی
 صفت میں نہیں ہی جناب امیر المؤمنین علیہ السلام فرماتے ہیں اَوَّلُ الدِّينِ مَعْرِفَةُ
 یعنی ابتدائی دین معرفت خدا ہی پس پوشیدہ نہ رہی کہ پہلے خداوند عالم کا پہچانا ہر بالغ و
 عاقل پر واجب ہو اور مراد پہچاننے سے اسکی حقیقت ذات کا دریافت کرنا نہیں ہو کہ اس میں
 عقل بشر عاجز ہے لیکن صفات شہوتیہ اور سلبیہ کا جاننا لازم ہو کہ انہیں صفات سے
 خداوند عالم پہچانا جاتا ہو انشاء اللہ تعالیٰ اسکی بیان کیا جائیگا اب جاننا چاہیے کہ اصول
 دین میں تقلید کرنا اور غیر کے قول کو قبول کرنا بے تحقیق حق و باطل اور بغیر ملاحظہ و تامل
 جائز نہیں ہو بلکہ چاہیے کہ بجائے خود مختلف مذہبوں میں سے ایک مذہب کی حقیقت بشری و ربوبی

ثابت کرنے ایسا نہ ہو کہ کسی غیر کے کہنے سے حق سمجھ کر مذہب باطل کو اختیار کیا ہو اور
 ہر دین پر اپیش خدا کوئی دلیل قوی اسکے پاس نہ ہو اور عذاب شدید میں مبتلا کیا جائے
 مگر شرط یہ ہے کہ انصاف سے غور و تاہل کرے اور باپ دادا کے مذہب کی پاسداری نہ کرے
 تو امر حق ظاہر ہو جائیگا مطالب و وسوسہ صفت ثبوتیہ کے بیان میں صفات ثبوتیہ
 اُسے کہتے ہیں کہ جو باتیں خداوند عالم کے لیے ثابت کرنا لازم ہیں اور وہ آٹھ صفتیں ہیں
 پہلی صفت یہ ہے کہ حتمی قدیم و ازلی ہو یعنی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا اسلئے کہ اگر حادث
 ہوتا تو چاہئے تھا کہ قدیم نہ ہو اور جب ثابت ہو چکا کہ وہ واجب الوجود ہے تو اُس پر عدم و فنا
 روا نہیں ہے دوسری یہ ہے کہ خدا قادر و مختار ہے اسکی قدرت کاملہ سے کوئی شے باہر نہیں ہے
 یعنی ہر چیز پر قادر ہے پس کسی کام کے کرنے اور نہ کرنے دونوں میں مختار ہے لیکن حکماء و فلاسفہ
 کہتے ہیں کہ خدا کو پیدا کرنے میں اشیاء کے اختیار نہیں ہے آتش بے مداخلت قدرت ہر شے کو
 جلا دیتی ہے حالانکہ یہ افکار خیال غلط ہو اسلئے کہ اُس میں خدا کا عاجز ہونا لازم آتا ہے اور نقصان کا
 سبب ہے اور جناب باری سب عیون سے اور نقصانوں سے بری ہے اور قدرت اسکی سب
 بمنون سے کامل ہے تیسری یہ ہے کہ خداوند عالم عالم ہے یعنی ہر جزو کل سے مطلع ہے خواہ موجود ہو
 معدوم ہو پس علم اسکا قیل وجود اشیاء اور بعد وجود اشیاء یکسان ہے کچھ فرق نہیں رکھتا
 اسلئے کہ اگر ازل سے خاناتا تھا تو جاہل ہوگا اور اُس پر جاہل ہونا جائز نہیں ہے چوتھے
 یہ کہ ہر درگاہ حقیقی قدیم ہے یعنی زندہ ہے اسکو موت اور فنا نہیں ہے اسلئے کہ اگر زندہ نہ ہو تو اوپر
 علم اور قدرت دونوں محال ہونگی پانچویں یہ ہے کہ خداوند عالم مدبرک اور ربیع اور بصیر ہے اور

سمجھنے مک کے یہ ہیں کہ جو چیزیں ہم بواسطہ آلات حواس دریافت کرتے ہیں جناب باری
 انہیں چیز و تکوینے آلات حواس کے دریافت کرتا ہی اوسکو آلات کی حاجت نہیں ہے
 اسلئے کہ اُس نے اپنی قدرت سے حواس کو بھی پیدا کیا ہی اور اسید طرح بغیر حاجت گوش
 ہر ایک کی آواز سنتا ہی اور بغیر حاجت چشم ہر ایک کو دیکھتا ہی لیکن جسوقت جسکے لئے
 جو کہ مصلحت جانتا ہی کرتا ہی کبھی بیمار گردیتا ہے کبھی صحت عنایت فرماتا ہی کبھی موت
 اپنے بند کیلئے مناسب سمجھتا ہی اسلئے کہ اپنی بندوں کو حال اور مصالح سے خوب آگاہ ہی
 اوس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں جیسا کہ اکثر آیات و احادیث میں وارد ہوا ہی کہ حق تعالیٰ نے
 دو لوحین پیدا کی ہیں انہیں سب چیزیں لکھی ہیں ایک کا نام لوح محفوظ ہی کہ جو لوح محفوظ ہیں
 لکھا جاتا ہی اُس میں ہرگز فرق نہیں ہوتا دوسری لوح محو اثبات ہی اُس میں جو کچھ لکھا جاتا ہے
 موافق حکمت و مصلحت اوس میں تغیر و تبدل بھی شرط کیا جاتا ہی وہ بدل سکتا ہی مثلاً ایک شخص کی
 عمر پچاس برس کی لکھی ہی یعنی مقتضای حکمت یہ ہی کہ جب تک اُس شخص سے کوئی چیز باعث
 اُسکی زیادتی اور کمی عمر کا نہ ہو عمر اوسکی پچاس برسی پوری ہوگی اور جسوقت کہ اوس سے عمل خیر
 ظہور میں آئے گا تو پچاس برس کو ساٹھ برس لکھ دیئے جائینگے اور جسوقت کوئی معصیت کریگا
 تو پچاس برس کے چالیس رہ جائینگے بخلاف لوح محفوظ کہ جو کچھ اُس میں تحریر ہو چکا ہی زیادتی و کمی
 اُس میں نہیں ہوتی مثل اسکے کہ لوح محفوظ میں لکھا ہو کہ فلان شخص صلوٰۃ رحم کریگا اور اس سے
 عمر اوسکی ساٹھ برس کی ہوگی یا ایک شخص قطع رحم کریگا اور بسبب قطع رحم عمر اوسکی
 چالیس برس کی رہ جائیگی اور بظاہر غرض اس لوح محو اثبات سے یہ کہ لوگوں پر ظاہر ہو کہ

اعمال خیر کو امور تقدیر میں اسدرجہ دخل ہو کہ اونکی بجا لانے سے عمر زیادہ ہو جاتی ہو اور کس قدر
 اعمال بد کی نحوست ہوتی ہو کہ اونکو وجہ عکس ہو جاتی ہو چھٹی یہ کہ خداوند عالم مرید اور کارہ ہی اور
 مرید کے معنی کئی ہیں ایک یہ کہ جناب باری اپنے افعال کو بارادہ واقع کرتا ہے جیسا کہ علماء متکلمین
 فرماتے ہیں کہ مراد ارادہ سے علم مصلحت فعل ہی پس جو فعل کرتا ہے اپنے ارادہ اور اختیار سے
 کرتا ہے اسلئے کہ ارادہ حکم کی قسم سے ہے اور علم عین ذات ہے اور اسکو تغیر و تبدل نہیں ہوتا دوسرے
 کسی فعل سے کارہ ہوتا اور کراہت سے مراد علم مقصدہ ہی پس حقیقی کا ارادہ وقت مصلحت
 فعل سے اور وقت مقصدہ ترک سے متعلق ہوتا ہے اور اس تعلق کو بھی کبھی ارادہ اور کراہت
 کہتے ہیں تیسرے معنی ارادہ کی یہ ہیں کہ کسی چیز کے پیدا کرنے کو ارادہ اور فنا کرنے کو کراہت کہتے ہیں
 جیسا کہ بعض حدیث نمین وارد ہوا ہے چوتھے معنی ارادہ کی یہ ہیں کہ حق تعالیٰ اپنے بندوں سے
 ارادہ طاعت کرتا ہے اور اُسنے ارادہ معصیت کا نہیں کرتا بلکہ معصیت سے کراہت رکھتا ہے اور
 بہانہ ارادے سے مراد یہ ہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے بندوں کو حکم بطاعت کیا ہے اور مراد کراہت سے
 یہ ہے کہ معصیت سے ممانعت فرمائی ہے یا چونکہ معنی یہ ہیں کہ ارادہ توفیق دیتا ہے اور کراہت
 یہ ہے کہ سلب توفیق کرتا ہے ساتویں صفت ثبوتیہ یہ کہ حق تعالیٰ متکلم ہے یعنی خداوند عالم خالق
 کلام ہے جس میں پہلا کلام کو پیدا کر دیا جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کیلئے شجرہ طور میں کلام ایجا
 فرمایا اٹھویں یہ کہ خداوند عالم صادق ہے یعنی کلام اوسکا سچ ہے اسلئے کہ جھوٹ قبیح ہے اور قبیح
 ذات خدا بری ہے مطلب تیسرا صفات سلبیہ کے بیان میں صفات سلبیہ اوسے کہتے ہیں
 کہ جن امور سے خداوند عالم پاک و منزہ ہے اور وہ چہ ہیں پہلی یہ ہے کہ خدا شریک نہیں رکھتا

اور سواۓ خدا کی کوئی دوسرا تیسرا خدا نہیں ہے پس واضح ہو کہ خداوند عالم واحد و احد ہے
 یعنی سواۓ اسکے کوئی اور واجب الوجود نہیں ہے اور جو چیز کہ غیر ذات خدا موجود ہے ممکنات و
 اور حق سبحانہ و تعالیٰ خداوندی میں کسیکو شریک نہیں رکھتا اسلئے کہ اگر اسکا شریک ہو یعنی خدا
 ہوں اور انہیں سے ایک کسی چیز کا ارادہ کرے اور دوسرا اسکا مانع ہو تو اول کا عاجز ہونا لازم
 آتا ہے اور اگر مانع نہ ہو سکی تو دوسری کا عاجز ہونا لازم آتا ہے اور یہ محال ہے دوسری صفات سلیم
 سے یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے فی صورت اور جسم نہیں ہے کہ وہ ان دونوں ہی میں ہی اس لئے کہ اگر اسکو
 لئے کوئی صورت اور جسم ہو تو چاہئے کہ کوئی اسکے مشابہ اور مثل بھی ہو والا نکہ کوئی اسکے مثل
 نہیں ہے لیکن سنو نہیں پیروان احمد جنبل کہتے ہیں کہ خدا کی صورت اور جسم ہی اور عرش پر بیٹھا
 اور جسم اور عرش سے بقدر چلنے بالشت زیادہ ہے اور بالشت بھی اسی کی ہیں اور
 ہر شب جمیع کو ایک گدھے پر سوار ہو کر زمین پر آتا ہے اور صبح تک نہ اترتا ہے کہ آیا میرے بند و
 کوئی ایسا ہے کہ اپنے گناہوں سے توبہ کرے اور میں توبہ اسکی قبول کروں اور بعض اہلسنت کہتے ہیں
 کہ زمانہ حضرت نوح میں جسوقت کہ طوفان آیا تو حق تعالیٰ اسقدر دیا کہ اسکی آنکھوں میں آشوب
 ہو گیا اور ملائکہ عبادت کیلئے حاضر ہوئے بعض کہتے ہیں کہ خدا مرد پیر کی صورت ہے کہ اسکے
 سر اور اسکی ڈاڑھی میں سیاہ اور سفید بال ہیں تیسری محفات سلیم یہ ہے کہ خدا کے لئے
 مکان نہیں ہے اور نہ کسی سمت میں ہے اسلئے کہ یہ مہر و لوازم جسمانی سے ہیں اور باطل ہونا اسکا
 عقلاً اور شرعاً ثابت ہے جیسا کہ امدوق علیہ الرحمۃ نے روایت کی ہے کہ سلمان بن مہران کہتے ہیں
 کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ آیا حق تعالیٰ کس مکان میں ہے حضرت نے

فرمایا کہ وہ کسی مکان میں نہیں ہی ایسے کہ اگر وہ کسی مکان میں ہوتا تو چاہیے تھا کہ حادث ہوتا
 ایسے کہ مکان میں رہنی والا مکان کا محتاج ہی اس پر یہ حوادث کی صفت ہی قدیم اس سے
 بری اور شیخ مفید علیہ الرحمہ نے نقل کیا ہے کہ ایک عالم یہود خلیفہ اول کو پاس آیا اور اُس نے کہا
 کہ اس امت کو پیغمبر کا خلیفہ تو ہی خلیفہ نے کہا ہاں میں ہوں یہودی نے کہا کہ میں تو ریت میں
 دیکھا ہی کہ انبیاء کے خلفاء عالم ہوتے ہیں پس مجھے بیان کر کہ خدا کہاں ہی خلیفہ نے کہا کہ خدا
 آسمان پر ہی اور عرش پر بیٹھا ہی یہودی نے کہا پس خدا سے زمین خالی ہی خلیفہ نے کہا کہ یہ کلام
 زندیقوں کا ہی میری پاس سے دور ہو والا میں تجھے قتل کروں گا وہ یہودی تعجب کرتا ہوا پھر اور
 اسلام پر ہنستا ہوا چلا اثنائی راہ میں اس کو حضرت امیر المومنین علیہ السلام ملے حضرت فرمایا
 کہ ای یہودی تیرا سوال اور جو کچھ کہ تو نے جواب دیا مجھے معلوم ہوا اب میں بیان کرتا ہوں اُس نے
 کہ خداوند عالم خالق مکان ہی اُس کے لئے کوئی مکان نہیں بلکہ اُس کے آثار قدرت ہر جگہ موجود ہیں
 پس اگر میں تیری کتابوں نہیں پتا دوں تو آیا تو ایمان لائے گا یہودی نے عرض کیا کہ اگر یہ ہماری
 کتابوں نہیں لکھا ہی تو میں ایمان لاؤں گا حضرت نے فرمایا آیا تو نے اپنی کتابوں میں نہیں دیکھا
 کہ ایک روز حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے ناگاہ جانب مشرق سے ایک فرشتہ آیا
 حضرت موسیٰ نے اُس سے پوچھا کہ تو کہاں سے آتا ہی اُس نے عرض کیا کہ خدای عزوجل
 پاس سے بعد اوس کے دوسرا فرشتہ مغرب سے آیا موسیٰ نے اُس سے پوچھا کہ تو کہاں سے
 آتا ہی اُس نے عرض کیا کہ خدای عزوجل ثناء کے پاس سے آتا ہوں بعد اسکے تیسرا فرشتہ آیا
 اوس نے کہا کہ میں آسمان ہفتم سے خدا کے پاس سے آتا ہوں بعد اوس کے چوتھا فرشتہ آیا

اوسنے کہا کہ میں طبقہ ہفتم زمین سے خدا کے پاس سے آتا ہوں اُس وقت موسیٰ علیہ السلام
 فرمایا کہ میں حمد کرتا ہوں اوس خدا کی کہ اوس سے کوئی جگہ خالی نہیں ہے یہودی نے یہ سنا
 کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہی حق ہے اور آپ ہی اپنے پیغمبر کی خلافت کے سزاوار ہیں
 چوتھی صفت سلبیہ یہ ہے کہ حقائق پر حلول و اتحاد جائز نہیں ہے پوشیدہ رہے کہ حلول
 ایک چیز کے دوسری چیز میں در آنا کہتے ہیں جس طرح رنگ جسم میں عدا تھا ہے اور اتحاد دو
 چیزوں کے مل کر ایک ہو جانا کہتے ہیں پس خدا پر حلول اور اتحاد روا نہیں اسلئے کہ حلول
 و اتحاد اجسام و عوارض جسم سے تعلق رکھتے ہیں اور حقائق ان چیزوں سے بری ہیں
 پس کیونکر کسی جسم میں در آئے گا لیکن علامہ حلی علیہ الرحمہ صوفیوں کا عقیدہ نقل فرماتی ہیں
 کہ خدا عارفوں سے متحد ہو جاتا ہے اور بعضے اس سے بھی زیادہ ترقی کرتے ہیں کہ خدا
 نفس ہو رہے یعنی جو چیز ہے خدا ہے اور یہ کفر ہے پس چاہیے کہ صاحب ایمان ایسی لوگوں سے
 احتراز کریں اور انکی شر سے اپنی ایمان کو بچائیں یا انچوں میں صفت سلبیہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ کو
 دنیا و آخرت میں کوئی دیکھ نہیں سکتا اسلئے کہ جو چیز دیکھی جاسکتی ہے وہ جسم سے تعلق رکھتی ہے
 اور حقائق اس سے بری ہیں کتاب تحفہ میں شاہ عبدالعزیز نے لکھا ہے کہ آخرت میں مومنین انکی
 دیدار سے مشرف ہونگے اور کافرین اور منافقین اس نعمت سے محروم رہینگے پس یہی سبب
 سنیوں کا ہے اور اس دعویٰ پر نہ دلیل عقلی ہے نہ نقلی لیکن ایک دلیل نقلی انکی ہاتھ لگی ہے
 اوسہ کمال اعتماد رکھتے ہیں اور اہل بصیرت کے نزدیک وہ بھی انکے دعویٰ کے
 موافق نہیں ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ اگر خدا کا دیکھنا جائز نہ ہوتا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام

کہ پیغمبر خدا تھے کیونکہ حق تعالیٰ سے دیکھنے کا سوال کرتے اور یہ امر وہ حال سے خالی نہیں پایا کہ
 حضرت موسیٰ جانتے تھے کہ خدا کا دیکھنا ممکن نہیں تو سوال اور نکاح بحث ہوتا ہی پایا کہ بجا
 تھی تو حضرت موسیٰ پر حمل لازم آتا ہے لیکن اہلسنت کی عقل سے تعجب ہے کہ فقط حضرت موسیٰ
 علیہ السلام کے سوال کو دیکھا اور اس کے قبل و بعد کے الفاظ کو نہ دیکھا اور خداوند عالم کے
 جواب پر نظر نہ کیا کہ خدا فرماتا ہے لَنْ تَرَانِي یعنی ای موسیٰ تو ہرگز مجھ نہ دیکھی گا اور لَفْظُ لَنْ واسطی
 دوام کے ہوتا ہے یعنی کبھی نہ دیکھے گا جب حضرت موسیٰ کو خدا کا دیکھنا محال ہی تھا اور انکی نسبت
 نسبت بدرجہ اولیٰ محال ہوگا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سوال بسبب اصرار قوم اپنے
 قوم کے زبان سے تھا چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے فَقَدْ سَأَلُوا مُوسَىٰ اَكْبَرُ مِنْ ذَالِكَ فَقَالُوا اَنْتَ
 اللّٰهُ جَهْمَةٌ فَاَخَذَ ثَوْبُ الصّٰعِقَةِ يَطْلُمُهُمْ ترجمہ ظاہر الفاظ کا یہ ہے کہ سوال کیا اس
 جماعت نے موسیٰ علیہ السلام سے بزرگتر اس سے پس کہا کہ دیکھا وہ کہو خدا کو علانیہ پس گرفتار کیا
 اُس جماعت کو صاعقہ عذاب خدا نے بسبب ظلم کرنے اُس جماعت کی اس کلام الہی
 واضح ہوا کہ یہ سوال ظلم و محصیت تھا اور بسبب اسکے صاعقہ اوپر نازل ہوا اور احادیث
 اہلبیت میں وارد ہوا ہے کہ جب اس قوم نے یہ سوال عظیم کیا تو حضرت موسیٰ نے فرمایا
 کہ خدا قابل دید نہیں ہے اُس قوم نے اصرار کیا کہ آپ حق تعالیٰ سے سوال تو کیجیے حضرت موسیٰ
 علیہ السلام نے عرض کی خداوند تو جانتا ہے کہ یہ قوم کیا کہتی ہے وحی نازل ہوئی کہ تم سوال قوم پر
 کرو تم سے مواخفہ جمالت قوم کا نہوگا اور وقت حضرت موسیٰ نے عرض کی تَبَّ اَیْنِی جواب ہوا
 لَنْ تَرَانِي علاوہ اسکے اور آیات سے ثابت ہے کہ خدا قابل اسکے نہیں ہے کہ اُسی کوئی دیکھا

چنانچہ خود فرماتا ہے لَا تَذْكُرْهُ إِلَّا بَصَائِرَ نَفْسٍ نَّهْنٍ وَكَيْفَ سَكْتَيْنِ اَوْ سَكُوْا كَهَيْئَةِ جَهَنَّمَ صَفَتْ
 سَلْبَةً يَوْمَئِذٍ اِنَّ خُذَ اَوْنَدَ عَالَمٍ كِي فَوْتِ كُو تَغْيِرُ اَوْنَدَ تَبْدَلُ نَهْنٍ هُوَ اَسْلِبُهُ كِي صَفَتْ مَخْلُوْقِ كِي اَهْم
 اَوْنَدَ خُتَعَانِي هَمِيْشَه سِي اِيَكِ حَالِيْ هُوَ اَوْنَدَ هَمِيْشَه اِيَكِ حَالِ پَرِيْ هِيْكَ اَوْنَدَ هَمِيْشَامِنْ حَكْمِ سِي مَنَقُولِ
 كِه اِيَكِ زَنْدِيْقِ نَهْنِ حَضْرَتِ اِمَامِ جَعْفَرِ صَادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ سِي سَوَالِ كِيَا كِه اَرَا خُذَ اَوْنَشِ
 اَوْنَدَ غَضَبِنَاكِ هُوَ تَا هِيْ حَضْرَتِ نَهْنِ فَرَمَا اَلْبَتَّ لِيَكِنْ مَثَلِ مَخْلُوْقَاتِ كِي نُوْشِيْ اَوْنَدَ غَضَبِ
 اُسْكَانِهِيْنَ هُوَ تَا اَسْلِبُهُ كِه جَبُوْقَتِ بِنْدُوْنِ كِي طَبِيْعَتِ مِيْنِ سِرُوْرِ اَوْنَدَ غَضَبِ عَارِضِ هُوَ تَا هِيْ
 تَوَانِ كِي حَالَتِ كُو تَغْيِرِ مَوْجِبَاتَا هُوَ اَوْنَدَ هَمِيْشَه سِي اِيَكِ حَالِيْ هُوَ اَوْنَدَ هَمِيْشَه رِيْ هِيْكَ -
 فَصْلِ دُو سَرِيْ بِيَانِ عَدْلِ مِيْنِ اِسْ فَصْلِ مِيْنِ كِي مَطْلَبِ مِيْنِ مَطْلَبِ پَهْلَا
 وَاضَحِ هُوَ كِه خُذَ اَوْنَدَ عَالَمِ عَادِلِ هِيْ ظَلَمِ نَهْنِ كَرْتَا اَوْنَدَ جَوْ فَعْلِ بَدِيْ مِيْنِ خُذَ اَوْنَدَ نَهْنِ هُوَ نَهْنِ
 يَتَا بَرَنْدَ هَبِ شِيْعَه حَقِ سِي حَانَه وَتَوَالِيْ اَفْعَالِ قَبِيْحِ پَرِيْ هِيْ گَزَرِ رَاضِيْ نَهْنِ هُوَ تَا چِنَا نَجْ اِسْ عَوْ
 پَرِ اِيَه قُرْآنِ شَاهِدِ هِيْ كِه پَرُوْرْدِ گَارِ عَالَمِ اِيَكِ مَقَامِ پَرِ فَرَمَاتَا هُوَ قَائِمًا بِالْقِسْطِ اَوْنَدَ دُو سَرِيْ
 فَرَمَاتَا هُوَ اِنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَمٍ لِّلْعَالَمِيْنَ اَوْرَجَا بِجَا حَكْمِ كَرْتَا هِيْ كِه عَدْلِ كَرُوْ اَوْنَدَ ظَلَمِ نَكْرُوْ كِيُوْ نَكْرُوْ هِيْ كِيُوْ
 كِه بِنْدُوْ نَكْرُوْ حَكْمِ كَرِيْ كِه عَدْلِ كَرُوْ اَوْنَدَ عَدْلِ نَكْرُوْ اَوْنَدَ لِيْلِ عَقْلِيْ ثَبُوْتِ عَدْلِ خُذَا پَرِيْ هِيْ
 كِه اَكْرِ خِلَافِ عَدْلِ خُذَا سِي ظَهُوْرِ مِيْنِ اَوْنَدَ لِيْلِ كُوْنِيْ فَعْلِ بَدِيْ مَعَاذِ اللّٰهِ خُذَا هِيْ هُوَ تُوْ يَكِيْ كِي صُوْرَتِ
 خَالِيْ نَهْنِ هِيْ اِيَكِ يَكِه بَرَايِ سِي اُسْ فَعْلِ بَدِيْ خُذَا عَالَمِ نَهْنِ مَثَلِ اُسْ جَاهِلِ كِي كِه حَالَتِ
 مِيْنِ گَنَاهِ كَرِيْ اَوْنَدَ خُذَا پَرِ جَهْلِ رُوْا نَهْنِ دُو سَرِيْ يَكِه بَدِيْ سِي عَالَمِ هُوَ اَوْرَا دُسْ كِي تَرْكِ كِي
 اَقْدَرَتِ دُرُكُتَا هُوَ مَثَلِ اُسْ شَخْصِ كِي كِه اَزْ رَا هِ مَجْبُوْرِيْ فَعْلِ قَبِيْحِ كُو بَا كَرَاهِ كَرِيْ اَوْنَدَ خُذَا

عاجز ہونا اور انہیں تیسرے یہ کہ فباحت و بدی سے عالم ہو اور اس کے ترک پر بھی اختیار رکھتا ہو لیکن اس کا محتاج ہو کہ بغیر فعل قبیح اپنی احتیاج روا نہیں کر سکتا مثلاً رفع اگر سنگی کے لئے چوری کری اور اس کا باطل ہونا پر ظاہر ہی اس واسطے کہ خدا کسی چیز کی احتیاج نہیں رکھتا چوتھی یہ کہ احتیاج نہ رکھتا ہو اور عیب چوری کری اور یہ شخص نادانی ہو خدا پر یہ سب چیزیں محال ہیں کیونکہ اس سے فعل قبیح ظہور میں آئے گا معلوم ہوا کہ خدا عادل ہے لیکن اشاعرہ اہلسنت تجویز کرتے ہیں کہ خدا سے فعل قبیح ہو سکتا ہو مطلب دوسرا جبر و اختیار کے بیان میں واضح ہو کہ ہمارے مذہب شیعہ بدی اپنی اکثر فتویٰ میں کہ بعض افعال انہیں سنی کا لیف شرعی سے بھی تعلق رکھتے ہیں مختار ہیں لیکن اہلسنت کہتے ہیں کہ بند و نکی افعال کا فاعل خدا ہی خواہ نیک ہوں خواہ بد بلکہ خدا افعال نیک و بند و نکی ہاتھ سے جاری کرتا ہی اور بندہ ہی اس میں مجبور ہیں اور شاہ عبدالعزیز کا عقیدہ یہ ہے کہ جو امر بندوں سے ہوتے ہیں خواہ خیر ہو خواہ شر خواہ کفر خواہ ایمان خواہ طاعت خواہ معصیت ان سب کا خالق خدا ہی بند و نکو ان کے پیدا کرنے کی طاقت نہیں ہی پس یہ اقوال اہلسنت کئی وجہ سے باطل ہیں وجہ اول یہ کہ اگر وہ انحال جو بندہ کرتا ہی یہ فعل خدا کو ہوں جیسا کہ اہلسنت کہتے ہیں تو گناہ پر عذاب کرنا ظلم ہو گا حالانکہ خدا ظالم نہیں ہے بلکہ ظالم پر لعنت کرتا ہی اور اس سے بدتر کون ظلم ہو گا کہ خود ایک فعل بند کی ہاتھ پر جاری کرے اور پھر اس بند کو سزا دے کہ کیوں تو نے ایسا فعل کیا اور دوسری یہ کہ اگر یہ مذہب اہلسنت کا درست ہو تو خدا کا پیغمبر و نکو بھیجنا اور شرع مقرر کرنا حسب حکم

مہربانی سے یہ فعل کو خدا کرنا ہی تو بند و نکو مامور کرنا کہ پیغمبر کی اطاعت کرو اور نماز و
 روزہ کرنا اور زنا اور چوری نہ کرو یہ سب فضول ہے پناہ بخدا وجہ تیسری یہ کہ
 بالیقین ہم اپنے افعال اختیاری اور غیر اختیاری میں فرق پاتے ہیں ایک فعل ہمارا
 اختیاری ہے کہ ہم اپنی ارادہ و اختیار سے کرتے ہیں مثل اسکی کہ اپنی اختیار سے کوٹھی سے
 نیچے اتریں دوسرے بے اختیار ہے کہ اس میں اختیار نہیں رہتا مثل اسکے کہ پاؤں پھسل جا
 اور بے اختیار کوٹھے سے گر پڑیں پس اگر کوئی فعل بند و نکو اختیار میں نہوتا تو چاہیے
 کہ اس میں اور اس میں کچھ فرق نہوتا حالانکہ ہر عاقل ان دونوں میں فرق کر سکتا ہے
 اور کہ اس میں دلیل کی حاجت نہیں ہے پس کیونکر ہو سکتا ہے کہ سب افعال ہمارے
 یکساں ہوں اور سب بے اختیار سمجھے جائیں قاضی سید نور اللہ شوستری لکھتے ہیں
 کہ ایک روز بھلول علیہ الرحمہ ابو حنیفہ کے دروازے پر وارد ہوئے اور سنا کہ وہ
 اپنے شاگرد میں سے کلمہ رہا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے تین چیزیں فرمائی
 کہ وہ میری پسند نہیں ہیں ایک یہ کہ شیطان جہنم میں آگ سے جلایا جائیگا حالانکہ شیطان آگ سے
 پیدا ہوا ہے کیونکر ہو سکتا ہے کہ آگ کو آگ جلانے دوسری یہ کہ خدا کا دیکھنا غیر ممکن ہے
 پس یہ بھی کیونکر ہو سکتا ہے کہ جو چیز موجود ہو اسکو نہ دیکھے تیسری یہ کہ بندے
 اپنے فعل کے مختار ہیں حالانکہ برخلاف اسکے حدیث میں وارد ہیں جس وقت کلام
 ابو حنیفہ کا تمام ہوا تو بھلول نے زمین سے ایک ڈھیلہ اٹھا کر ابو حنیفہ کے مارا اور بہا
 وہ ڈھیلہ ابو حنیفہ کی پیشانی پر لگا ابو حنیفہ اور اس کے شاگرد غصہ میں بھلول کے

پیچھے دوڑے اور اونکو پکڑ لیا چونکہ وہ خلیفہ کے عزیز تھے اس جہت سے کچھ نکر کے
 ناچار اونکو خلیفہ کے پاس لائے اور بہلول کی شکایت کی بہلول نے اس کے جواب میں
 کہا کہ اے ابو حنیفہ میں نے تجھ کو کیا ایذا دی ہے ابو حنیفہ نے کہا کہ تیرے میری پیشانی پر ڈھیلہ
 مارا اس کے صدمہ سے میرے سر میں درد ہوتا ہی بہلول نے کہا کہ تو مجھ کو درد کو دکھا دے
 ابو حنیفہ نے کہا کوئی درد کو نہیں دیکھ سکتا بہلول نے کہا پس تو نے کیسے حضرت امام جعفر
 صادق علیہ السلام پر اعتراض کیا تھا کہ یہ امر ممکن نہیں ہے کہ خدا موجود ہو اور اسکو کوئی
 نہ دیکھے اور پھر تو اپنی دوسری دعویٰ میں بھی جھوٹا ہی اسلئے کہ وہ ڈھیلہ مٹی کا تھا اور تو بھی مٹی
 بنا ہی چاہتے تھا کہ مٹی سے مٹی کو ایذا نہوتی جیسا کہ تیرا قیاس ہے کہ شیطان آگ سے بنا ہوا آگ کو
 کیونکر جلایا گی اور تیرا دعویٰ بھی تیرا باطل ہوا جو تو نے کہا تھا کہ حضرت امام جعفر صادقؑ فرمایا کہ
 بندے فاعل مختار ہیں اور حالانکہ بندہ مجبور ہیں پس اگر بندہ مجبور ہیں تو سیر کیا خطا ہو تو کس
 مجاہد خلیفہ کے پاس لایا ابو حنیفہ یہ سن کر سکت ہو گیا اور کہہ چوب ندی کا آخر شرمندہ ہو کے
 چلا گیا مطلب تیسرا اس بیان میں کہ خداوند عالم حکیم ہے۔ مخفی نہ ہو کہ خداوند عالم حکیم ہے
 جو کام اسکا ہر مصلحت و حکمت سے خالی نہیں ہوتا اور حقیقی کوئی فعل عبث اور بیفائدہ نہیں کرتا
 لیکن فخر رازی کا یہ گمان ہے کہ کفار کو تکلیف ایمان کی دینا اور اونکو ہمیشہ جہنم میں جلا نا اس میں کیا
 فائدہ ہے باوجود اس کے کہ حقیقی جانتا تھا کہ اگر انکو تکلیف ایمان کی دوں گا تو یہ ایمان نہ لائینگے اور
 اسی طرح شاہ عبد العزیز کا یہ مذہب ہے کہ شیطان کو پیدا کرنا اور اسکو بندہ بنائے کہ وہ غیر
 مسلط کر دینا کہ انکو اغوا کرے اسمیں کیا مصلحت ہے اور انکو ملن کلمات کی جواب میں

جناب سید العلماء تحریر فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ فرماں مجید فرمایا ہے اَفَحَسِبْتُمْ اَنْتُمْ اَخْلَقْتُمْ اَنْفُسَكُمْ
آیا نہیں گمان باطل کرتے ہو تم کہ پرہیز کیا ہم نے تم کو عبث حق یہ ہے کہ کوئی فعل اس کا حکمت
اور مصلحت سے خالی نہیں ہے اور یہ کچھ ضرور نہیں کہ اسکے سبب فلو کی حکمت عقل دریافت کر کی
لیکن بعض افعال کی مصلحت ظاہر ہے اور کو تفصیل عقل دریافت کر سکتی ہے اگر اہل خلاق
ہر حکیم و صانع علیم کی صنعت و حکمت کا انکار کرتے ہیں اور اسی طرح بعض عوام بھی
سبب اپنے قصور عقل کے گمان کرتے ہیں کہ یہ سب امور عالم عبث ہیں بسبب کچھ حکمت
و مصلحت نہیں ہے تو یہ گمان باطل ہے اسلئے کہ خداوند عالم حکیم و دانایا ہے کیونکہ ہر فعل لغو کرتا
لیکن مثال ان اشخاص کی مثل اندھون کے ہے کہ ایک مکان عالیشان میں داخل ہوں
اور وہاں ہر ایک چیز قریب سے رکھی ہو اور بسبب اپنی نابینائی کے نہ دیکھیں اور سمجھیں اور
بچا پاؤں رکھیں اور ادن اشیاء میں اور ان چیزوں کے رکھنے کی مصلحت نہ
سمجھیں اور پریشان و حیران ہو کے صاحب مکان کی مذمت کرنے لگیں پس یہی حال
بعیدہ اون لوگوں کا تصور کیا جائے کہ جو لوگ حکیم علی الاطلاق کی صنعت و حکمت کا انکار کرتے ہیں
اسلئے کہ انکی عقل اور مصلحت و حکمت کو نہیں پہنچتی اور خدا پر اعتراض بجا کرنے لگتے ہیں
اور شاعرانست انکار غرض و غایت و مصلحت میں حکما و فلاسفہ کی پیروی کرتے ہیں کہ ایجاد
خلاق کو عبث اور بیفائدہ جانتے ہیں اور حق تعالیٰ کی آسمین کوئی غرض صحیح نہیں قرار دیتی ہیں
پس انکی تکذیب میں قول خدا کافی ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ
یعنی نہیں پیدا کیا ہم نے جن اور انس کو مگر واسطے عبادت کے اور پھر فرماتا ہے

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَبَيْنَهُمَا إِلَّا عِبَادًا يَعْلَمُونَ يَعْنِي نَبِيْن پید کیا ہئے آسمانوں اور
زمینوں کو اور جو کچھ انکے درمیان میں ہے عبادتِ فضل تیسری نبوت کے بیان میں اس
فصل میں پانچ مطلب ہیں مطلب پہلا بعثتِ انبیاء کے بیان میں ہشام بن حکم نے
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت سی ایک زندیق نے
سوال کیا تھا کہ آپ نے نبوتِ انبیاء کہاں سے ثابت کی حضرت نے فرمایا جو وقت ہمیں ثابت کیا کہ ہمارا
ایک خالق ہے صاحبِ صنعت و حکمت اور وہ ایسا صاحبِ حکمت اور صانع ہے کہ جائز نہیں
کہ اسکی خلق اُسکو دیکھ سکے اور اُس سے معاشرت و کلام کر سکے تا ایک دوسری پرانی حجت
تمام کرے تو لامحالہ کوئی واسطہ ہونا چاہئے کہ قول خدا کو بیان کرے اور اسکے پیام کو اُسکے
بندوں تک پہنچا دے اور انکی رہنمائی کرے جیسے کہ اُسکے لئے منفعت اور مصلحت ہو والا انکی
ہلاکت کا سبب ہوگا عقل گناہت ہوا کہ حکیم و انا کی طرف سے رسول کا آنا ضرور ہے کہ بندوں کو امر و نہی
خدا سے آگاہ کرے اور جناب سید العلماء شراہ تحریر فرماتے ہیں کہ شیعوں کا اعتقاد یہ ہے کہ
ابتداء میں خلقتِ آدمی روی زمین کبھی حجت خدا سے خالی نہیں ہوتی خواہ وہ حجت خدا ظاہر و مشہور ہو
خواہ پوشیدہ و مستور ہو یعنی ہر وقت حجت خدا خلق پر تمام ہوتی ہوتی ہے لیکن بعضے عریان
عقل اس میں شبہ کرتے ہیں کہ حجت خدا بعضے سرزمین میں تمام نہیں ہوتی یعنی بعضے سرزمین
پر پھر خصوص اُس جزیرہ میں کہ نام اُسکائی دنیا رکھا ہے کہ وہ زیر حکومت نصاریٰ ہے کہ وہاں حجت خدا
کہاں ہے پس اس کلام سے معلوم ہوا کہ انکو عقل سے کچھ بہرہ نہیں ہے اس لئے کہ اس حدیث سے
یہ ثابت ہے کہ زمین کبھی حجت خدا سے خالی نہوگی لیکن ہر زمین پر حجت خدا کا ہونا ضرور نہیں ہے

بلکہ اگر ایک مقام میں بھی حجت ہو تو مصداق حدیث حاصل ہو جائیگا پس ہر مکلف
 پر لازم ہے کہ خود اسکی جستجو کر کے اسکی خدمت میں حاضر ہو اور اگر فرض کیا جائے ہماری پیغمبر
 حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ کے زمانے سے قبل وہ زمین آباد تھی تو ہو سکتا ہے
 کہ اونہوں نے کسی پیغمبر کی تلاش کی ہوگی اسلئے کہ زمین کبھی حجت خدا سے خالی نہیں ہوتی
 اور اگر اونہوں نے پیغمبر کی جستجو نہیں کی تو اس میں اوکی تقصیر لازم آئیگی لیکن جو شخص
 کہ غافل محض ہے وہ معذور ہوگا مطلب دوسرا صفات انبیاء کے بیان میں اور
 تھوڑے سے نام اون نبیوں کے کہ اقرار بتی نبوت اور حقیقت کا واجب ہے اور جو شخص ایک کا بھی
 اونہیں سے انکار کریں تو وہ کافر ہو اس بحث کو حق الیقین سے نقل کیا جاتا ہے بحث اول شیعوں کا
 اعتقاد یہ ہے کہ عقل کھڑے سے بھیجنا پیغمبروں کا خدا پر واجب ہے اس واسطے کہ لطف خدا پر واجب
 اور موافق اجماع فرقہ شیعہ اور بنا بر آیات و احادیث متواترہ سب انبیاء اول عمر سے
 آخر عمر تک گناہان صغیرہ و کبیرہ سے عمدہ آ اور سہواً بری ہیں اور اس باب میں دلیلین عقلی
 اور نقلی موجود ہیں اور انبیاء پر تبلیغ رسالت میں اور وحی میں بلکہ جملہ امور جو عبادت سے تعلق
 رکھتے ہیں اور عبادات میں سہو جائز نہیں ہے اور اگر سہو انبیاء کی نسبت تجویز کیا جائے تو
 اوکی قول قابل اعتماد نہیں ہو سکتے اور واضح ہو کہ جن آیتوں اور حدیثوں سے انبیاء کی معصیت کا
 توہم ہوتا ہے اوکی تاویل یہ ہے کہ انبیاء سے مکروہ اور ترک اولیٰ ہوا اور اوکی مرتبہ عظیم کے موافق
 ترک اولیٰ بھی امر عظیم ہے اس سبب سے او سیکے تفسیر لفظ معصیت سے کیجاتی ہے اور جو کچھ
 تفسیروں اور تائیدوں میں انبیاء کے قصہ مذکور ہیں کہ اون قصوں سے انبیاء کی خطا و گناہان ہوں

اکثر یہ سب قصی المسنت کی کتابوں سے منقول ہیں کہ انھوں نے یہودیوں کی کتابوں سے نقل
کیے ہیں اس واسطے کہ خطائیں اپنی خلفا کی پوشیدہ کریں اور ایک جماعت شیعہ نے بھی بسبب تاہمی
او لکوا اپنی کتابوں میں لکھا ہے اور حدیثین او کی رد میں اہلبیت علیہم السلام سے بکثرت منقول ہیں
پس ان قصوں پر اعتقاد اور اعتقاد کرنا چاہیے بحث دوسری حقیقت یہ ہے کہ ہر کی معجزہ سے معلوم
ہوتی ہے اس واسطے کہ ہر شخص کسی مرتبہ عالی کا مثل نبوت وغیرہ مدعی ہو تو فقط اسکے دعویٰ سے
باور کرنا چاہیے مگر جب مطابق دعویٰ نبوت اونی معجزہ ظاہر کیا تو معلوم ہوا کہ نبی برحق ہے
اور اطاعت اسکی لازم ہے اس واسطے کہ اگر نبی حق نہ ہوتا تو خدا پر لازم تھا کہ اسکے دعویٰ کو
باطل کر دی اور اسکی معجزہ کو ظاہر نہ کرنے دے بحث تیسری چاہیے کہ پیغمبر اپنے تمام امت سے
افضل ہوا اور سب سے علم میں زیادہ ہوا اس واسطے کہ تفضیل مفضل عقلاً ناجائز ہے اور چاہیے کہ پیغمبر
اون سب علموں کا عالم ہو کہ امت اسکے اون علموں کی محتاج ہو اور چاہیے کہ صفات کمال سے مستفید
مثل کمال عقل و زیرکی و فطانت و قوت رائے اور عفت و شجاعت و کرم و نرمی و مدارا اور
ترک دنیا اور صلحا و علما اور اہل حقین کی رعایت ملحوظ رکھے اور کینہ اور بغل و حرص و حسد اور محبت دنیا
اور حب مال و جاہ اور کج خلقی اور نامردی سے پاک ہو اور اون مرضوں سے بری ہو کہ جو موجب
نفرت خلق ہیں مثل کوڑھ اور جذام اور اندھا ہونے اور گونگا ہونے اور بہرہ ہونے اور ب
میں بھی عیب نہ ہو چنانچہ نبی کیلئے حلال زادہ ہونا ضروری اور آباد اجداد اسکے زریں نون
بلکہ صفت دنی بھی اوس سے ظہور میں نہ آئے مثل اسکے کہ بازار میں کوئی چیز نہ کمائی اور ان امور
کو بھی علما ذکر کرتے ہیں کہ اجداد حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے تہا آدم سب مسلمان تھے

بحث جو تھی علما شیعہ کا اسات پر اتفاق ہو کہ انبیا اور ائمہ علیہم السلام سب فرشتوں سے
 افضل ہیں اور اس مضمون کی حدیثیں بکثرت ہیں اور عقلی دلیل بھی اسباب میں بہت ہیں
 اور علما میں مشہور ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر ہیں چاہیے کہ مجملہ اعتقاد کرے کہ سب نبی
 اور وصی انکے حق ہیں اور جن نبیوں کے نام قرآن مجید میں وارد ہوئے ہیں نبوت انکی ضروری
 دین اسلام ہے مثل حضرت آدم اور شعیث اور ادریس اور نوح اور ہڈو اور صالح اور شعیب
 اور ابراہیم اور لوط اور موسیٰ اور اسمعیل اور اسحاق اور یعقوب اور یوسف اور داؤد اور سلیمان
 اور ایوب و یونس اور الیاس اور عیسیٰ علیہم السلام اور اقرار انکی نبوت اور حقیقت کا واجب
 اور جو کہ ایک پیغمبر کا بھی انہیں سے انکار کری تو وہ کافر ہے اور انکے فضائل اور خوبیوں سے
 فرق ہو اور افضل سے پہنچ پیغمبر ہیں نوح و ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ
 علیہ وآلہ اوکلوہوا اعظم کہتے ہیں اور شریعت انکی پہلی شریعت کی منسوخ کرنے والی ہی اور افضل
 سب سے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور بعد انکے حضرت ابراہیم سب
 نبیوں سے افضل ہیں مطلب تیسرا جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نسب شریف
 و نبوت و معجزات وغیرہ کے بیان میں جلاء العیون میں نسب شریف و سلسلہ آباء رسول خدا
 صلی اللہ علیہ وآلہ وغیرہ ہے یہاں باختصار لکھا جاتا ہے محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم
 بن عبد مناف اور اسم شریف مادر گرامی رسول خدا آمنہ بنت وہب ہی اور جناب امام محمد باقر
 علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت کے دس نام ہیں پہنچ نام قرآن میں ہیں اور پہنچ علما
 قرآن کے ہیں جو پہنچ نام کہ قرآن میں ہیں وہ یہ ہیں محمد و احمد و یس و نون اور عبد اللہ

جو نام قرآن کے علاوہ ہیں وہ یہ ہیں فاتح و خاتم و کافی و تقنی و حاشر اور علی ابن ابیہیم
 علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے کہ حق تعالیٰ نے جناب رسالتاً بیت کا نام مُزکل رکھا تھا اس واسطے
 کہ جو وقت حضرت پر وحی نازل ہوتی تھی تو حضرت اپنی تین ایک جامہ میں پیچیدہ کرتے تھے
 اور خطاب بعد شرف فرمایا ہی اس واسطے کہ رحمت حضرت کی قبل از قیامت ہوگی یعنی کفن بھی ہے
 اوٹھینگے اور دوبارہ عزاب الہی سے ڈرائینگے حق البقین میں لکھا ہے کہ دلیل حضرت کی پیغمبری
 یہ ہے کہ حضرت نے دعویٰ نبوت کیا اور بہت سے معجزات باہرہ مطابق اپنے دعویٰ کے
 ظاہر فرمائے اور یہ دونوں امر متواتر ہیں لیکن دعویٰ پیغمبری کا پس کل مذاہب قابل ہیں
 کہ حضرت نے دعویٰ پیغمبری کیا اور معجزے حضرت کی حد شمار سے زیادہ ہیں بلکہ سب افعال
 اور افعال اور اخلاق حضرت کے معجزہ تھے اور متواتر ترین معجزات میں سے قرآن مجید
 کہ تار و قیامت باقی رہیگا اور جس زمانے میں جو پیغمبر مبعوث ہوتا تھا معجزہ اس کا جنس سے
 اوس فن کے ہوتا تھا کہ اوس زمانہ میں شایع تر ہوا اور لوگ اوس زمانے کے اوس فن کے
 ماہر ہوں اسلئے کہ حجت اون لوگوں پر تمام ہو جائے جیسا کہ زمانہ حضرت موسیٰ میں سحر کا
 رواج تھا خدا نے اونکو عصا اور یدریضا کا معجزہ عنایت فرمایا باوجود اسکے کہ وہ لوگ ساحر تھے
 مگر حضرت موسیٰ کے مقابلہ میں سب نے اپنی عاجز ہونیکا اقرار کیا اور جس زمانے میں حضرت
 عیسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے تو امراض مزمنہ بکثرت ہوتے تھے اور اطباء و حاذق مانند
 جالینوس وغیرہ کے موجود تھے پس حق تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو مردہ زندہ کرنیکا اور جذامی
 اور کوڑھی کو شفا دینیکا اور اندھ کو بینائی دینیکا معجزہ عطا فرمایا کہ جو اون طبیبوں کے صنعت ہی

مشابہ تھا اور جسوقت میں حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے تو عرب میں
 فن فصاحت و بلاغت پر مدار فضل و کمال تھا شعر اشعار و عبارات فصیحہ و بلیغہ لاتی تھے
 اور کعبہ میں لٹکاتے تھے اور ادب پر فخر کرتے تھے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
 قرآن مجید پیش کیا اور فرمایا کہ اگر میری پیغمبری میں شک رکھتے ہو تو مثل اس قرآن کے
 لاؤ اور اسیے نہ ہو سکا پھر فرمایا کہ مثل ایک سورہ کے لاؤ فصحاء عرب نے اتفاق ہو کر چاہا لیکن
 ایک چھوٹے سورہ کے مثل بھی نہ لاسکے اور معجزے جناب رسول خدا کے بہت ہیں چنانچہ
 حق الیقین میں لکھا ہے کہ خدا نے جس پیغمبر کو جو معجزہ عطا کیا مثل اس کے اور زیادہ اُس سے
 حضرت کو معجزات عنایت فرمائے اور حضرت کی معجزوں کا شمار نہیں ہو سکتا ہر معجزہ سے
 زیادہ اور کتابوں میں مجلسی علیہ الرحمۃ لکھے ہیں اور معجزے حضرت کی چند قسم ہیں پہلی
 حضرت کے بدن شریف کے معجزات ہیں ایک یہ کہ ہمیشہ حضرت کی جبین نورانی سے
 نور چمکتا تھا اور مثل چاند کے شعلہ جبین در دیوار پر پڑتی تھی اور جسوقت دست مبارک کو
 بلند کرتے تھے انگشتان مبارک مانند شمع کے روشنی دیتی تھیں دوسرے بوی خوش
 حضرت میں تھی جس راہ سے گزر فرماتے تھے لوگ پہچان لیتے تھے کہ حضرت نشریف لائے ہیں
 اور پسینہ حضرت کا جمع کرتے تھے کہ وہ بہترین عطر تھا چنانچہ ایک ڈول پانی کا حضرت کی خدمت میں
 لائے حضرت نے ایک چلو پانی منہ میں لیکے کلی کی اور ڈول میں ڈالی وہ پانی مشک سے
 خوشبو تر ہو گیا تیسرے جب دھوپ میں کھڑے ہوتے تھے یا چلتے تھے تو حضرت کا
 سایہ معلوم نہوتا تھا چوتھے جسکے ساتھ حضرت راہ چلتے تھے ہر چند وہ بلند قد ہوتا تھا

مگر حضرت موافق ایک سر و گردن کے اُس سے اونچے معلوم ہوتے تھے پانچویں ہمیشہ
 و صوب میں ابر حضرت پر سایہ کیے رہتا تھا اور ساتھ چلتا تھا چھٹے کوئی جانور حضرت کے
 سر پر سے اوڑ کے نجاتا تھا اور کوئی جانور شل کھی اور چھوڑ دینا کے حضرت پر نہ بیٹھا تھا
 ساتویں جس طرح حضرت سامنے سے دیکھتے تھے اسی طرح سے جانب پشت سے ملاحظہ
 فرماتے تھے آٹھویں خواب اور بیداری حضرت کی بکسان تھی اور نیند حضرت کے ادراک کو
 بیکار نہ کرتی تھی اور باتیں ملائکہ کی سنتے تھے اور ملائکہ کر دیکھتے تھے اور جو کچھ دلوں میں گذرتا تھا
 اوسے جانتے تھے نوین یہ کہ بدبو حضرت کے مشام مبارک میں نہ پہنچتی تھی دسویں یہ
 کہ آب دہن جس کوئین میں ڈالتے تھے اوسمین برکت ہوتی تھی اور وہ پر آب ہو جاتا تھا اور
 جس صاحب در و پر مل دیتے تھے شفا پاتا تھا اور دست مبارک جس طعام میں پہنچتا تھا
 اوسمین برکت ہوتی تھی اور طعام قلیل بہت سی لوگوں کو سیر کر دیتا تھا چنانچہ ایک بزرگالہ اور
 ایک صاع جو کے روٹیوں میں حضرت نے جابر کے یہاں سات سو آدمیوں کو سیر کیا
 گیا رھوین یہ کہ سب زبانیں سمجھتے تھے اور سب زبانوں میں باتیں کرتے تھے بارھویں حضرت کی
 ریش مبارک میں سترہ سفید بال تھے کہ مثل آفتاب کے چمکتے تھے تیرھویں یہ کہ مہربوت
 پشت مبارک پر نقش تھی اور نور اوسکا نور آفتاب سے زیادہ تھا چودھویں یہ کہ انگشتان
 مبارک سے اسقدر پانی جاری ہوا تھا کہ ایک جماعت کثیر سیراب ہو گئی پندرھویں یہ کہ
 اونگلی کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے کئی سو تھوین سنگریزے حضرت کی باتھ میں
 تسبیح خدا کرتے تھے اور لوگ سنتے تھے سترھویں یہ کہ جس چوپایہ جانور پر حضرت سوار

ہوتے تھے وہ راہ دار ہو جاتا تھا اور پیر نہوتا تھا اٹھا رہوین یہ کہ ختنہ کئی ہوئے اور
 ناف بریدہ اور آکالیش خون وغیرہ سے پاک و پاکیزہ پیدا ہوئے تھی اور وقت ولادت
 پاؤں کی جانب سے پیدا ہوتے تھے اور جب زمین پر تشریف لائے تو ایک بومشک سے
 بہتر پیدا ہوئی کہ اوسنے تمام جہان کو محط کر دیا پھر حضرت نے مجھ کعبہ کی طرف کر کے سجدہ کیا
 اور جب سجدہ سے سر اٹھایا تو ہاتھ آسمان کی طرف بلند کی اور وحی انیست خدا اور اپنی
 رسالت کا اقرار فرمایا پھر حضرت سے ایک نور ساطع ہوا کہ اوسنے مشرق و مغرب عالم کو
 روشن کر دیا اونیسویں یہ کہ حضرت مدۃ العمرین کبھی محکم نہیں ہوئے بیسویں یہ کہ
 جو فضلہ حضرت سے جدا ہوتا تھا اس سے بومی مشک آتی تھی اور کوئی اوسکو نہ دیکھتا تھا
 بلکہ زمین نامور تھی کہ اوسکو نگل جائے اکیسویں یہ کہ قوت میں کوئی فرد بشر حضرت کی
 برابری نہ کر سکتا تھا بائیسویں یہ کہ جمیع مخلوقات حضرت کی حرمت کی رعایت کرتی تھی اور
 اور جس پتھر اور درخت کی طرف سے گزرتے تھے وہ حضرت کی تعظیم کیلئے جھکتا تھا اور سلام
 کرتا تھا اور زمانہ طفلی میں سانپ حضرت کا گھوارہ ہلاتا تھا تیسویں یہ کہ اگر زمین نرم پر چلتے تھے
 تو نشان قدم معلوم نہوتا تھا اور جب میں سخت پر چلتے تھے تو اثر حضرت کے پاؤں کا بجاتا تھا
 چوبیسویں یہ کہ خدا نے حضرت کی طرف سے ایک ہیبت دلونمین ڈال دی تھی کہ باوجود
 ایسی خلق اور ایسی تواضع اور شفقت و رحمت کے کوئی فرد بشر رو سے مبارک پر
 نظر نہ کر سکتا تھا اور جو کافر اور منافق حضرت کو دیکھتا تھا دہشت سے خود بخود کا پنے لگتا تھا
 اور وہ مینو کی راہ سے کافرون کے دلون میں حضرت کا رعب اثر کرتا تھا

قسم دوسری معجزات وقت ولادت با سعادت شیعیہ اور سنی روایت کرتے ہیں
 کہ حضرت کی شب ولادت شیاطین کو آسمان پر جانے سے ممانعت ہوئی اور آسمان
 شہاب ظاہر ہونے یہاں تک کہ لوگ ڈریں کہ قیامت آگئی اور علم کا ہنوکا جاتا رہا اور سحر
 ساحر و سحر ضعیف ہو گیا اور جو بت تمام میں تھامنے کے بہل کر پڑا اور طاق کسریٰ کہ
 بادشاہ عجم نے نہایت استحکام سے بنایا تھا لرزہ مین آیا اور چوہ کنگر سے اوسکے گڑھے
 اور درمیان سے شکافتہ ہو گیا اور زمین تک دو حصہ ہو گیا اور اب تک خشک سبکی اوسکی اوسکی
 موجود ہے اور ایک قصر کہ دجلہ پہ بنایا تھا گر پڑا اور پانی اوسمیں جاری ہوا اور دیا چڑ
 سا وہ کہ اوسکی پیش کرتے تھے خشک ہو گیا اور کاشان مین اوسی مقام پر ایک نمک سا
 موجود ہے اور آشکہ فارس کہ ہزار برس سے اوسکی پیش کرتے تھے خاموش ہو گیا
 اور رودخانہ سا وہ کہ برسوں سے خشک تھا پانی اوسمیں جاری ہوا اور ایک نور اوس شب
 حجاز کی طرف سے چمکا اور تمام عالم مین بھیل ا اور تخت ہر بادشاہ کا اولٹ گیا اور سب
 بادشاہ اوس روز گونگے ہو گئے تھے اور بات نکر سکتے تھے اور ملائکہ مقرب اور ارواح
 پیغمبران واصفیا وقت ولادت مافرا السعادة حاضر ہوئی اور رضوان خاندن بہشت جو رنگی
 ہمراہ نازل ہوا اور لوٹے اور طشت سونے اور چاندی اور زمرہ کے بہشت سے
 حاضر کئے گئے اور حضرت آمنہ کیلئے شربت بہشت آیا کہ اونھوں نے نوش فرمایا اور حضرت
 رسول صلی اللہ علیہ وآلہ کو بعد ولادت آہنامی بہشت سے غسل دیا اور عطرباہے فردوس
 معطر کیا اور حضرت کی پشت پر مہر نبوت کو نقش کیا اور جو حریر سفید کہ ملائکہ بہشت لائی تھے

اور یسین حضرت کو لپیٹا اور حضرت کو جمیع روحانیوں کو دکھایا اور سب ملائکہ آسمان خدمت میں
 حضرت کی حاضر ہوئے اور حضرت پر سلام کیا اور وقت ولادت با سعادت چار رکن کعبہ
 معظمہ کے زمین سے جدا ہوئے اور حجرہ مقدسہ کی طرف سجدہ کے لئے جھکے اور اکثر عجیب
 و غریب امور اور معجزے وقت ولادت سے تائید و نما ظاہر ہوئے چنانچہ اکثر معجزے کتابیات لفظاً
 میں لکھی ہیں **قسم تیسری** وہ معجزے اور حضرت کے کہ جو آسمان سے تعلق ہیں اور وہ بھی
 اکثر ہیں پتے شق القمر دوسرے رحمت آفتاب نماز علی بن ابیطالب کو لئے تیسرے ستاروں کا
 ٹوٹنا اور کثرت شہاب وقت ولادت چوتھے اہلبیت علیہم السلام کے لئے مائدہ کا آسمان سے نازل
 ہونا یا پانچویں بجلی گرنا اور حضرت کے بعض دشمنوں پر نزول عذاب ہونا قسم چوتھی وہ معجزات
 جو حضرت سے زمین و سنگ و درخت کی نسبت ظاہر ہوئے مثل اسکے کہ چوب خرما کا حضرت کی
 مفارقت میں نالہ کرتا کہ حضرت نے اوسکو اپنی پشت مبارک کا تکیہ بنایا تھا اور طلب کرنا
 حضرت کا درخت کو اور اوسکا حضرت کی طرف آنا اور حضرت کے اشارے سے بتوں کا ٹنٹھ کے
 بہل گر پڑنا اور ایک ساعت میں ہیرا ہو جانا اور پہل لگانا درخت خشک مین اور حضرت کو
 درخت چہرہ کلام کرنا اور خرے کی درختوں کا سلمان فارسی کو لئے بونا اور اسی ساعت اُنکا
 بڑھنا اور سیوہ دنیا اور زمین میں اسب سراقہ کے پاؤں گر جانا اور اس قسم کے معجزے
 زیادہ حد و شمار سے ہیں **قسم پانچویں** وہ معجزے کہ جو حضرت سے نسبت بھوانات ظاہر
 ہوئے مثل اسکے کہ آہواہ رسترا اور گرگ اور سوسمار اور بزغالہ بریان نے حضرت سے
 باتیں کیں اور حضرت کے نافہ نے شب عقبہ حضرت سے کلام کیا اور سفینہ غلام حضرت کو

شیر نے راہ بتلائی اور اکثر جوانوں نے حضرت کی رسالت پر گواہی دی اس طرح کے
 بھی معجزات بہت ہیں **قسم چھٹی** مستجاب ہونا ہی حضرت کا اور زندہ ہونا مردوں کا
 اور پینا ہونا اندھوں کا اور شفا پانا بیماروں کا اور اس طرح کی بھی معجزی ہیشمار قسم ساتویں
 غالب ہونا حضرت کا دشمنوں پر اور انکی شر سے محفوظ رہنا اور نازل ہونا ملائکہ اسما
 حضرت کی نصرت کے اتنی جیسا کہ جنگ بدر اور احد وغیرہ میں ہوا اور اتنا اسکے لوگوں پر
 ظاہر ہونے قسم آٹھویں غالب ہونا حضرت کا شیاطین اور جنوں پر اور ایمان لانا
 جنوں کا حضرت کی رسالت پر جیسا کہ قرآن مجید اور احادیث سے ثابت ہے **قسم نویں**
 خبر دینا امور پوشیدہ اور امور آئندہ کا مثل اسکے کہ حضرت نے خبر دی تھی کہ نبی امیہ
 ہزار مہینے بادشاہی کریں گے اور بعد انکے نبی عباس سلطنت کریں گے اور اہلبیت رسالت کی
 مظلومی اور امیر المؤمنین اور بنین علیہم السلام کا شہید ہونا اور کیفیت ہر ایک کی
 شہادت کی اور بادشاہ عجم کی حکومت کا تمام ہو جانا اور دولت نصاریٰ کا باقی رہنا
 اور امام رضا علیہ السلام کی خبر شہادت اور انحضرت کا خراسان میں دفن ہونا اور
 شہادت عمار اور کیفیت انکی اور حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام سے عائشہ اور طلحہ
 اور زبیر اور معویہ اور خوارج کا لڑنا اور ابوذر کے مظلوم ہونے اور انکو مدینہ سے
 نکالنے کی خبر دینا بلکہ جو کچھ اکثر اہلبیت اور صحابہ پر واقع ہوا حضرت نے اسی بیان فرمایا
 اور نجاشی پادشاہ حبش کے مزیکا حال اسکے انتقال کے وقت ارشاد کرنا اور خبر شہادت
 جعفر طیار اور زید اور عبداللہ بن رواحہ دینا جو وقت یہ حضرات شہید ہوئے اور

خبر شہادت حبیب ابن عدی اور خبر اس مال کی کہ عباس نے مکہ میں پوشیدہ کیا تھا
 اور حضرت کا اون حالات کو جو منافق اپنی گھر و نہیں کہتے تھے اور جو کچھ صحابہ
 اپنے گھر و نہیں کرتے تھے بیان کرنا اور اکثر اشخاص جو حضرت کے پاس آتے تھے
 حضرت اون سے پہلے حاجت اون کی بیان فرما دیتے تھے اور ایسا فعل حضرت سی
 کم ظہور میں آیا تھا کہ معجزے سے خانی ہو اور جسے ان معجزوں کی تفصیل مطلوب ہو
 کتاب حیات القلوب کی جلد دوم کی طرف رجوع کرے **فصل چوتھی** امامت کو
 بیان میں اس فصل میں آٹھ مطلب ہیں **مطلب پہلا** بیان میں اس امر کے کہ امام
 خدا کی طرف سے معین ہوتا ہی خلق کے اختیار میں امام کا معین کرنا نہیں ہے
 کتاب حق الیقین کے مطالب کا خلاصہ یہ ہے کہ امت نے اختلاف کیا ہے
 اس بات پر کہ امام کا معین واجب ہی یا نہیں اور اگر واجب ہے تو آیا خدا پراد سکا
 معین کرنا واجب ہے یا امت چر جس امر پر فرقہ شیعہ نے اتفاق کیا ہی وہ یہ ہے
 کہ پروردگار عالم پر امام کا معین کرنا واجب ہی یا جملہ چند عقلی دلیلیں نقل کی جاتی ہیں
 پہلی یہ کہ جو دلیل پیغمبر و نئے بھیجنے کے وجوب پر دلالت کرتی ہی وہی دلیل وجوب
 معین امام پر دلالت کرتی ہی و دوسری یہ کہ معین کرنا امام کا لطف ہی اور لطف خدا
 واجب ہی اور خدا کے لئے عمل میں لانا امر واجب کا اصلح ہی اور کسی طرح شک نہیں
 کہ بند و نئے لئے جملہ احوال اور سب زمانوں میں رئیس یا ایسے کسی حاکم کا ہونا کہ انکی
 امور دین و دنیا کا مختار ہو عقلاً اصلح معلوم ہوتا ہی اور ایسا رئیس ہمارا یا پیغمبر ہے

یا امام اور جس زمانہ میں کہ پیغمبر نہ تو چاہیے کہ امام اس کا قائم مقام ہو تیسری
 یہ کہ جب بعثت حضرت رسول کی مخصوص حضرت کے زمانہ کے لئے تھی بلکہ حضرت سب
 خلافت پر قیام قیامت مبعوث ہوئے تھے اور ان بندگان الہی کو لیے ایک کتاب لائی تھی
 اور ایک شریعت جانب خدا سے مقرر ہوئی تھی اور آداب اور سنتیں ہر ایک امر میں مقرر ہوئی
 تھیں چنانچہ مدت قلیل میں ایک جماعت ایمان ظاہری لائی کہ اکثر انہیں سواطین
 منافق تھے پس کوئی عاقل یہ امر تجویز نہیں کر سکتا کہ خدا اور رسول ایسے امر عظیم کو
 اتمام چھوڑیں اور کوئی حفاظت کرے والا اس شریعت کا کہ جو مفسر اور واضح کنندہ
 معانی قرآن مجید اور سنت رسول ہوا اور کذب و سہوا اور تغیر و تبدل احکام سے
 بری و معصوم ہو مقرر نہ کریں اور قرآن مجید مجمل و غامض ان لوگوں میں چھوڑ دیا
 جائے حالانکہ اب تک وہ قرآن جمع اور ترتیب نہیں پایا اور جو کچھ قرآن میں مذکور ہے
 اُس میں نہایت اجمال ہی پس کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ اُس اجمال کو ہر شخص ایک
 طریقے پر سمجھے اور کوئی مفسر اس کے لئے معین نہ ہو علاوہ اسکے ہزار حکم ضروری سے
 ایک حکم بھی اُس قرآن کے ظاہر الفاظ سے نہیں معلوم ہو سکتا اور سنت و احادیث
 رسول میں نہایت اختلاف ہو اور چند نو مسلم کہ طرح طرح کی غرضنمای فاسدہ رکھتی ہوں
 صاحب اختیار کئی جائیں کہ جس اہل باطل کو چاہیں اپنی واسطے معین کر لیں اور
 وہ مرد جاہل جب کوئی امر مشکل درپیش ہو تو صحابہ کو جمع کر کے اور آپ مثل خرد و گل مجبور
 ہو جائے اور ہر ایک سے پوچھے اور انہیں سے ایک شخص کی عقل کو اپنی عقل کے

نزدیک ترجیح دیدی جو کوئی تھوڑی سی بھی عقل رکھتا ہو گا ایسے امر قبیح کو خدا و رسولؐ
 جائز نہ رکھیں گا خصوصاً اس حالت میں کہ معلوم ہو کہ خدا اپنے بندوں کی نسبت
 اس لطف و رحمت سے پیش آتا ہے پیغمبر عطا و رحیم با انیمہ شفقت و مہربانی اپنی
 امت کے حق میں کیونکر گوارا فرمائیں گا کہ اوسکی امت ایسی حیرت و ضلالت میں مبتلا رہے
 اور ایسا پیغمبر کہ اپنی بدن شریف اور نفس لطیف پر ہدایت امت کو لیے ہر طرح کی
 اذیت گوارا کرے کیونکر ہو سکتا ہے کہ یکایک لے ہاتھ اٹھالے ایک زمیندار اگر بیمار ہو
 تو اپنی رعیت پر کسی شخص لائق کو معین کرتا ہے اور ایک ضابطہ قرار دیتا ہے کیونکر ہو سکتا ہے
 کہ پیغمبر آخر الزمان دینا سے جائے اور اپنے دین و ملت اور کتاب و سنت اور عیت
 و امت کے لئے کوئی وصی و جانشین معین نہ کرے اگر اسباب میں عقل حکم حق نکر لگی تو کسی
 امر بدیہی میں بھی حکم حق نکر لگی چوکتی یہ کہ سنی بھی اقرار کرتے ہیں کہ عادت مقرر و خدا کی
 سب پیغمبر و انکی نسبت آدم سے تا خاتم الانبیاء یہ تھی کہ جب تک خلیفہ پیغمبر معین نہ کر لیتا تھا
 اوسوقت تک وہ پیغمبر دنیا سے رحلت نہ فرماتا تھا اور حضرت رسولؐ کا بھی سبب انہیں
 اور سفر و نہیں یہی دستور تھا کہ جب حضرت مدینہ مشرفہ سے باہر تشریف لیجاتے تھے تو کوئی
 رئیس اور خلیفہ اپنا معین کر جاتے تھے اور سب شہر و نہیں اور قریہ ہای اسلام میں ایک
 حاکم معین کرتے تھے اور امت کے امور اوپر چھوڑتے تھے پس کیونکر اس مفارقت
 کبریٰ اور سفر آخر دی میں اس امت کو معطل چھوڑتے پانچویں یہ کہ رتبہ امام کا
 جس طرح ہے کہ مذکور ہوا مثل منصب نبوت کے ہے اگر امام کو لوگ امام بنالین تو

ہو سکتا ہے کہ نبی کو بھی نبی بنالین اور یہ امر باتفاق باطل ہے اور بندہ کے مصلح
 عام کے لیے عامۃ امت کی ناقص عقلین حکم اصلاح نہیں کر سکتی ہیں چنانچہ اکثر عقلائی
 صاحب تدبیر جب کسی بندہ و بست کو لئے کسی قریہ میں کوئی حاکم معین کرتے ہیں اور
 بعد اسکے اوسکے رائسمین خطا ظاہر ہوتی ہے تو اوس حاکم کو بدل ڈالتی ہیں پس تمام خلق کی
 ریاست دین و دنیا کو لئے کیونکر عقلین آدمیوں کو فاکرینگی کہ کسیکو حاکم بنائیں حالانکہ امامت
 عصمت شرط ہے اور کوئی سوائے عصمت پر مطلع نہیں ہو سکتا اور عقلی دلیل اس مخلص میں بہت ہیں بلحاظ اختصا
 تحریر نہیں کی گئیں اور آیات قرآن سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ امام خدا کی طرف سے معین ہوتا ہے
 چنانچہ اسباب میں اکثر آیات حیاۃ القلوب کی تیسری جلد میں موجود ہیں مطلب دوسرا
 شرائط امامت کے بیان میں حق الیقین میں کو ہے کہ امامت میں تین شرطیں ہیں پہلی یہ کہ چاہی
 امام جملہ امور میں خصوصاً علم میں کل امت سے افضل ہو اور یہ امر بھی آیات قرآن سے ثابت ہے
 وہ آیتیں بلحاظ اختصار نہیں لکھیں دوسری شرائط امامت سے عصمت ہے اور علماء شیعہ کا
 اس بات پر اتفاق ہے کہ امام بھی مثل پیغمبر کے اول عمر سے آخر عمر تک سب گناہان کبیرہ و صغیرہ
 معصوم ہے چنانچہ احادیث متواترہ اس مضمون پر وارد ہیں تیسری امامت میں فرقہ شیعہ کے
 نزدیک امام کا ہاشمی ہونا شرط ہے اور یہ امر اون حدیثوں سے ثابت ہے کہ ہر امام ہاشمی نسب ہی
 کو لئے نص با امامت وارد ہوئی ہے چنانچہ ان تین صفتوں کو علماء ائمہین ذکر کرتے ہیں اور
 کہتے ہیں کہ چاہیے جو صفتیں پیغمبر میں مذکور ہوئی ہیں امام میں بھی ثابت ہوں بلکہ اوسکے
 نسب میں بھی شبہ نہو اور پدر امام کا زریل اور مان غیر عقیقہ نہو اور جو عیب کہ باعث

نفرت خلق میں اونسے امام بری ہوا اور محقق طوسی علیہ الرحمہ اپنے بعض رسائل میں
 لکھتے ہیں کہ امام میں آٹھ شرطیں معتبر ہیں پہلی معصوم ہونا گناہان کبیرہ و صغیرہ سے
 دوسری عالم ہونا تیسری شجاع ہونا چوتھی یہ کہ صفات کمال رکھتا ہو مثل دلیری
 و سخاوت و مروت و غیرہ پانچویں یہ کہ پاک ہو اور ن عیبوں سے کہ جو باعث نفرت
 خلق ہوں چھٹی یہ کہ قرب و منزلت اوسکی خدا کے نزدیک سب سے زیادہ ہو اور زہد
 و عبادت و اطاعت اوسکی سب سے بیشتر ہو ساتویں یہ کہ معجزات اوس سے ظاہر ہوں
 کہ اور لوگ مثل میں اوس معجزے کے عاجز ہوں اسلئے کہ وقت ضرورت معجزہ اوسکی
 حقیقت کو لئے ایک دلیل ہوا کھڑوں میں یہ کہ امامت اوسکی عام ہو اور امامت اسی ہی میں
 منحصر ہو مطلب تیسرا اہل آیات کے بیان میں کہ جو امامت و فضیلت حضرت
 امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام پر دلالت واضحہ رکھتی ہیں چنانچہ یہ سب
 اہل بیتین شیعوں کی تفسروں اور کتب معتبرہ سے لکھی جاتی ہیں تاکسی کو مجال انکار باقی نہ رہی
 حق الیقین میں مذکور کہ آیہ اِنَّمَا وَلِیْکُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الَّذِیْنَ یَقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ
 وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوٰۃَ وَهُمْ رَکْعُوْنَ ۝ یعنی نہیں ہی صاحب اختیار و اولیٰ تمھاری امور میں
 مگر خدا و رسول اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور وہ برپا رکھتی ہیں نماز کو اور دیتی ہیں
 زکوٰۃ کو حال نماز میں کہ رکوع میں ہوتے ہیں شیعوں اور سنیوں نے اتفاق کیا ہی
 اس بات پر کہ یہ آیہ شان جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام میں نازل ہوا ہی اور وجہ
 اس آیہ کی دلیل ہو نیکی امامت امیر المومنین علیہ السلام پر یہ ہی کہ لفظ ولی لغت میں

چند معنی پر مشتمل ہے یا در دوست صاحب اختیار اولی تبصرات اور اخیر کے دونوں میں
ایک دوسرے سے قریب ہیں اور اول کے دونوں معنی پر ظاہر ہے کہ اس آیت میں
مراد نہیں ہو سکتے اس واسطے کہ یا در دوست مومنوں کے مخصوص خدا اور رسول
اور بعض مومن کہ موصوفات ساتھ اس صفت خاص کی ہوں نہیں ہیں بلکہ سب مومن
یا در دوست ایک دوسرے کے ہیں جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ
بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ اور ملائکہ بھی محب اور یا در مومنوں کے ہیں چنانچہ خداوند عالم
فرماتا ہے لَنْ يَخُنَّ أُولِيَاءُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ بَلْكَ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ يَافِي
مومنون کے ہوتے ہیں اور اگر سستی کہیں کہ آیت میں لفظ جمع وارد ہوئی ہے پس یہ آیت
جناب امیر علیہ السلام کے لئے کیونکہ مخصوص ہو گا جواب اوسکا یہ ہے کہ عرب میں لفظ
جمع ازراہ تعظیم یا کسی غرض و فائدہ خاص کی واسطے شخص واحد کو استعمال کرتے ہیں اور قرآن میں
نظیر اس کے اکثر مقام پر موجود ہے دوسرا جواب یہ ہے کہ ہم جناب امیر علیہ السلام کی خصوصیت کا
دعویٰ نہیں کرتے اس واسطے کہ شیعوں کی احادیث میں وارد ہوا ہے کہ سب ائمہ اس
آیت میں داخل ہیں چنانچہ ہر امام قریب زمانہ امامت اس فضیلت پر فائز ہوتا ہے
اور صاحب کشف کہتا ہے کہ مراد اس آیت سے اگرچہ علی بن ابیطالب علیہ السلام ہیں
لیکن خدا نے لفظ جمع سے فرمایا تاکہ اور لوگ بھی حضرت کی پیروی کریں حاصل یہ کہ
یہ آیت شانین جناب امیر علیہ السلام کی وارد ہوا ہے اور مراد ولایت سے اس آیت میں
امامت ہے دوسرے آیت کریمہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلَوْ رَدُّوا عَنْكُمْ فَيُؤْتِكُمْ

ای وہ گروہ کہ ایمان لائے ہو ورنہ خدا سے اور سب چیزوں میں صادقوں کے
 ساتھ رہو خصوصاً دعویٰ ایمان میں اور پر ظاہر ہی کہ صادقوں کے ساتھ رہنے سے
 انکی پیروی مقصود ہی نہ یہ کہ صادقین کے ساتھ رہا کرو اس واسطے کہ یہ امر محال ہے
 اور یہ حکم تا قیامت سب مومنین کے حق میں جاری ہے اور امام اوسی کو کہتے ہیں
 کہ جس شخص کی پیروی واجب ہو خلاصہ یہ کہ اس آیت میں حکم تابعیت ہی نہ حکم
 صاحبیت اور صادق سے مراد یہ ہے کہ ہر قول و فعل میں صادق ہو اور جو ایسا ہو
 وہ معصوم ہی پس واجب ہوا کہ معصوم ہر زمانہ میں ہوتا کہ خلایق اوس معصوم صادق کی
 پیروی کریں اور شیعوں کا یہی مذہب ہی پس واضح ہو کہ بالفاق شیعہ و سنی سوا
 خاتم النبیین و امیر المومنین و ائمہ طاہرین سلام اللہ علیہم اجمعین عمد سید المرسلین
 و آجنگ کوئی فرد بشر معصوم نہیں ہے لہذا منحصر ہوا کہ مراد اس آیت میں حضرات ائمہ ہیں
 اور احادیث اہلبیت علیہم السلام میں بھی یہی مضمون وارد ہوا ہے اور بعض تفسیرین
 لکھا ہے کہ اس آیت میں خدا مومنوں کو حکم کرتا ہے کہ صادقوں کے ساتھ رہیں پس چاہی
 کہ صادق موجود ہوں اس واسطے کہ رہنا کسی چیز کے ساتھ مشروط ہو اوس چیز کے
 موجود ہونے پر پس لازم ہے کہ ہر زمانے میں صادقین کا وجود ہو پس چاہی
 کہ تمام است باطل پر اتفاق نہ کرے مولف کتاب کہ فخراری کی اس تفسیر سے
 ثابت ہوا کہ ہر زمانے میں کسی حجت خدا کا ہونا لازم ہے اور یہی مذہب شیعوں کا ہے
 پس کلام حق زبان مخالفین پر بھی جاری ہوا تفسیری و مِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّبِعُ نَفْسَهُ

مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُمَّ وَفِّ بِالْعِبَادِ لِعَنَى بَعْضِ اَدْمُونِیْنَ سِوِیْهِ شَخْصِیِّیْ كِه بِحِیْتَا هِیْ
 اِنِّیْ جَانِکُو وَاِسْطَیْ خُوشْخُودِیْ خُدا كِه اَوْر خُدا مَهْرَبَانِیْ هِیْ اِسْپَنے بِنْدُوْن پَر اَحَادِیْثِ
 مُتَوَاتِرَه مِیْن شِیْعَه وَ سَنِّیْ كُو طَرِیْقُوْن سِیْ دَارُو هُو اِیْ كِه جِسْ شَبْ كُفَارِ قُرَیْشِیْنِ
 قَتْلِ رَسُوْلِ خُدا كَا اِرَادَه كِیَا اَوْر حَضْرَتِ كُو حَقِّ سُبْحَانَه وَ تَعَالٰی كِیْ جَانِبِ سِیْ حَكْمِ هُو اِ
 كِه تَمَّ اِنِّیْ مَقَامِ پَر عَلِیِّ بْنِ اَبِیْطَالِبِ كُو سَلَامُو اَوْر كُفَارِ قُرَیْشِیْنِ سَے پوشِیْدَه هُو كُرْغَارِیْنِ
 چَلے جَاؤْ لِسْ جِسْ وَ قَتِ جَنَابِ رَسَالَتَا بِنِیْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْطَالِبِ كُو یَه بَشَارَتِ دِیْ
 تُو جَنَابِ اَمِیْر شَادِمَانِ هُو سَنِّیْ اَوْر شُكْرِیْهِ مِیْن اِسْ نَعْمَتِ كُو كِه اِنِّیْ جَانِ فِدَا سَے جَانِ
 حَضْرَتِ رَسُوْلِ كُو تَے هِن سَیِّدَه شُكْرِیْ بَیْجَا لَاسَے اَوْر حَضْرَتِ رَسُوْلِ خُدا صَلِیُّ اللّٰهِ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ
 فَرَشْ خَوَابِ پَر سُوْرِیْ اَوْر مَشْرُكِیْنِ كِیْ بَرِهَنَه شَمِیْرُوْنِ سَے پَر وَاكِیْ تُو اَدِ سَوْفَتِ یَه آیه
 جَنَابِ اَمِیْر كِیْ شَانِیْنِ نَازِلِ هُو اِچْنا نَچْه اِسْ آیه كَا جَنَابِ اَمِیْر عَلِیْهِ السَّلَامِ كِیْ شَانِیْنِ
 نَازِلِ هُو نَا كَثْرَتِیْ كِتَبِ تَفْسِیْرِ وَ حَدِیْثِ مِیْن بَهْتِ سِیْ طَرِیْقُوْنِ سَے رَوَا یَتِ كَرْتِے هِن
 چُو تَحْقِیْ آیه تَفْسِیْرِ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّیْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَ كُمْ تَطْهِیْرًا
 لِعَنَى اِرَادَه نَهِنِیْنِ كِیَا هُو خُدا سَے مَكْرِیْ كِه بِرْطَرَفِ كَر سَے مَشْرُكِ اَوْر گَنَاهِ اَوْر شُكْ اَوْر بِیْ
 كُو اَمِیْر اَهْلِیَّتِ یَغِیْرُ اَوْر پَاكِ كَر سَے تَمَكُّو جِیَا كِه پَاكِ كَر نَا چَا هِیْ اَحَادِیْثِ مُتَوَاتِرَه مِیْن
 شِیْعَه وَ سَنِّیْ كِه طَرِیْقُوْنِ سِیْ دَارُو هُو اِیْ كِه یَه آیه حَضْرَتِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنِ عَلِیْهِ السَّلَامِ اَوْر
 فَاطْمَه اَوْر حُسَیْنِ عَلِیْمِ السَّلَامِ كِیْ شَانِیْنِ مِیْن نَازِلِ هُو اَسْوَدَانِیْنِ كِه نَازِلِ
 وَغِیْرَه سَے كُوئیْ اِسْ آیه مِیْن دَاخِلِ نَهِنِیْنِ هِیْ اَوْر مَكْرُ اَحَادِیْثِ اَهْلِ سُنَّتِ مِیْنِ

وارد ہوا ہے کہ جب حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب امیر و جناب
 سیدہ و حسنینؑ یہاں السلام کو عبائین داخل کیا اور فرمایا کہ خداوند ابھی میرے
 اہلبیت میں ام سلمہؓ نے قصد کیا کہ میں بھی داخل ہو جاؤں تو حضرت نے فرمایا کہ عاقبت
 تیری بخیر ہے لیکن تو ان سختیوں میں شامل نہیں ہو سکتی یا بچوں آہ مبارک ہو فَمَنْ
 جَاءَكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَذْكُرْ آبَاءَكُمْ وَآبَاءَكُمْ وَنِسَاءَكُمْ
 وَأَنْفُسَكُمْ أَنْتُمْ تَكْتُمُونَ فَجَعَلَ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ یعنی مجھے مجادلہ کرے
 امر عیسے میں بعد اسکے کہ آیا ہے تیری طرف علم اور برہان اور ظاہر کیا تو نے اونپر
 اور اونھوں نے قبول کیا پس کہ اُنسے ای محمد کہ بلائیں ہم پسربنی اور تم پسربنے
 اور ہم عورتیں اپنی اور تم عورتیں اپنی اور ہم اون لوگوں کو جو بمنزلہ ہماری جاگو ہیں
 اور تم اون لوگوں کو جو بمنزلہ ہماری جان کے ہیں بعد اسکے دعا کریں ہم اور لعنت
 کریں ہم اور دوری رحمت خدا سی چاہیں اونکے لیے کہ جھوٹ کہتے ہیں ہم میں
 اور تم میں سی پس حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عباء اور ٹیٹھی اور حضرت
 امیر المؤمنین علیہ السلام اور فاطمہؓ اور حسنؓ اور حسینؓ علیہم السلام کو داخل کیا
 اور کہا کہ خداوند اہر ایک پیغمبر کے اہلبیت ہوتے ہیں یہ میرے اہلبیت ہیں
 پس اسنے ددر کر شکہ اور گناہ کو اور پاک کر انکو جیسا کہ پاک کرنا چاہتے
 پس جبریل نازل ہوئے اور یہ آہ شانیں انکی لائے اِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ
 عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا پس حضرت رسول صلی اللہ

علیہ وآلہ علی و فاطمہ حسن و حسین کو اپنے ساتھ مدینہ سی مبارکہ کے لئے باہر لے گئے
 چونکہ نصاریٰ حقیقت حضرت کی جانتی تھے بعد اؤ حضرت کے کھڑے ہونے کی
 مع ان حضرات عصمت و طہارت کے مقام مبارکہ میں آثار نازل عذاب
 زمین و آسمان میں ظاہر ہوئے عالم بزرگ نصاریٰ نے کہا اشم بخدا میں چند
 صورتیں دیکھتا ہوں کہ اگر دعا کریں کہ پہاڑ اپنی جگہ سے اڑے گا تو اوکھڑا ہوگا
 اس حالت میں نصاریٰ بنی بنجران نے مبارکہ پر جبرأت کی بلکہ مصالحہ کی خواہش کی
 اور ہر سال جزیہ دینا قبول کر لیا حضرت نے انکو دعا بدی اور حکم خدا جزیہ قرار دیا
 اس مبارکہ سے چند امر ظاہر ہوئے پہلے حقیقت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ دوسرے یہ امر ظاہر ہوا کہ آل عبا علیہم السلام بزرگ ترین خلق تھے
 کہ انکو حضرت نے اپنی دعائیں شریک کیا تیسرے یہ کہ حضرت کے نزدیک
 عزیز ترین خلق تھے کہ حضرت اظہار حقیقت کے لئے انکو مقام دعا پر اپنی ہمراہ لائی
 چوتھے یہ کہ حسن و حسین فرزند حقیقی حضرت کے قرار پائی اور رتبہ انکاسب
 صحابہ سے خدا و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ کے نزدیک باوجود صغر سنی زیادہ ہوا
 پانچویں یہ کہ حضرت فاطمہ بہترین زمان عالم تھیں اور بیویوں اور سب عزیزوں
 حضرت کے نزدیک مخصوص تر اور قریب تر تھیں اور خدا کے نزدیک عالی
 رتبہ تھیں چھٹے یہ کہ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام با اتفاق شیعہ و سنی
 داخل مبارکہ تھے اور آثار و نشا و کلام صدق تھے بلکہ داخل انفسا تھے

یعنی بمنزلہ نفس جان پیغمبر تھی پس جو کمال کہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
جمع تھی چاہی کہ جناب امیر علیہ السلام میں بھی سو پیغمبری کے وہی کمال ہوں
جھٹی **إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ اللَّهُ لَهُمُ الذَّخَانَ وَذَٰلِكَ** یعنی وہ
لوگ کہ ایمان لائے ہیں اور عملهای شائستہ کرتے ہیں جلد قرار دیتا ہوں واسطے اونکی
خداوند مہربان دوستی تعلیمی لکھتا ہو کہ یعنی خدا انکو دوست رکھتا ہو اور دوستی انکی
مومنین اہل آسمان وزمین کے دل میں جاگزین فرماتا ہو پھر اپنی مسند میں روایت
کرتا ہو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جناب امیر علیہ السلام سے ارشاد فرمایا
کہ اے علیؑ خدا سے کہو کہ خدا یا میرے لیے کوئی عہد قرار دے اور میری محبت مومنوں
دلوں میں جاگزین فرما پس خدا نے اس آیت کو نازل کیا اور حافظ ابو نعیم نے بھی کتاب
مَنْزَلَ مِنَ الْقُرْآنِ فِي عَالِيٍّ قَرِيبٍ اسی مضمون کے روایت کی ہے اور اکثر
مفسرین و محدثین اہلسنت نے روایت کی ہے کہ یہ آیت شان حضرت امیر علیہ السلام
نازل ہوا ہے اور اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ مومن کو محبت علی بن ابیطالب
علیہ السلام ضرور ہے اور مخفی نہ رہے کہ یہ محبت جو اس آیت میں مذکور ہے
اور حضرت نے اس کے لیے دعا کی ہے یہ محبت خاص ہے جو کہ جزو ایمان ہے اور اگر یہ
محبت خاص نہ ہو تو علامت نفاق کی ہے اور اس مقام پر محبت عام جو کہ ہر مومن
ساتھ ہونا چاہیے مقصود نہیں ہے چنانچہ یہ مضمون احادیث اہلسنت سے بھی
ثابت ہوتا ہے احمد بن حنبل نے روایت کی ہے حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے

فرمایا کہ علیؑ کو منافق دوست نہ رکھیں گے اور مومن دشمن نہ رکھیں گے اور کتب السنن
 مذکور ہے کہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ نے حضرت امیرؓ سے ارشاد فرمایا
 کہ تجھ کو دوست نہیں رکھتا مگر مومن اور دشمن نہیں رکھتا کہ منافق اور حضرت امیر المومنین
 علیہ السلام نے خود ارشاد کیا کہ قسم بخدا مجھ سے پیغمبر خدا نے عہد فرمایا کہ
 دوست نہیں رکھتا ہر مجھ کو مگر مومن اور دشمن رکھتا ہر مجھ کو مگر منافق اور حضرت
 رسول صلی اللہ علیہ وآلہ فرما چکے ہیں کہ جو علیؑ علیہ السلام کو دوست رکھتا ہر
 بتحقیق کہ وہ مجھ کو دوست رکھتا ہر اور جو علیؑ کو دشمن رکھتا ہر بتحقیق کہ وہ مجھ کو دشمن رکھتا
 اور جو کہ علیؑ علیہ السلام کو آزار پہنچاتا ہر بتحقیق کہ مجھ کو آزار پہنچاتا ہے اور جو کہ مجھ کو آزار
 پہنچاتا ہے بتحقیق کہ خدا کو آزار پہنچاتا ہے اور جابر سے روایت کی ہے کہ ہم زیادہ حضرت
 رسول صلی اللہ علیہ وآلہ میں منافقین کو نہ پہچانتے تھے مگر بسبب بعض علی بن ابیطالب
 علیہ السلام اس مقام تک ابن عبد البر کی حدیثیں تھیں اور صحیح ترمذی وغیرہ میں اسکی
 قریب اور احادیث ہیں مولف کہتا ہے یہ احادیث امامت امیر المومنین اور ائمہ اثنا عشر
 سلام اللہ علیہم اجمعین پر دلالت واضح رکھتی ہیں اس واسطے کہ ایک شخص کا منجملہ امت
 پیغمبر یا بن صفت مخصوص ہونا کہ محبت اسکی علامت ایمان اور دشمنی اسکی علامت کفر
 عقل و انصاف کے نزدیک یہ تخصیص ممکن نہیں ہو سکتی مگر امام کی نسبت جو معصوم ہو
 اور کیونکر ہو سکتا ہے کہ رعایا میں سے ایک شخص کی دشمنی کے سبب سے مسلم پر اطلاق کفر
 ہو جائے اور وہ شخص کہ جسکی محبت فرض کی جائے جس صورت میں معصوم ہو گا تو گناہ گار

ہوگا اور گناہگار سے بعض رکھنا بسبب اس کے گناہ کی بعض اوقات واجب و لازم
 ہو جاتا ہے پس ان حدیثوں اور اس آیت سے ثابت ہوا کہ جناب امیر علیہ السلام
 امام بھی ہیں اور معصوم بھی ہیں اور دوست حضرت کے مومن ہیں اور دشمن ان کی
 منافق ہیں جس جماعت نے کہ علی ابن ابیطالب علیہ السلام سے دشمنی کی اور حضرت
 ازار پہنچایا اور بجزیرت کے لئے بلایا اور جنگ صفین و جمل میں اذیت دی سب
 منافق تھے اور خدا فرماتا ہے اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ فِي الدَّرَجَةِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ سَا تُوْن لِّكَ
 الْبَرِيَّاتُ تَا تُو الْبُيُوْت مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلَكِنَّ الْبِرَّ مِنَ التَّقٰى وَ اَتُو الْبُيُوْت مِنْ اَوْ اِيْهَا
 وَ اتَّقُو اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ یعنی نہیں ہونگی اس بات میں کہ داخل ہو گھروں میں
 پشت کی طرف سے اور لیکن نیکو کار وہ شخص ہے کہ پرہیزگاری کرے اور داخل ہو گھروں میں
 اُنکے دروازوں سے اور پرہیز کر و خدا سے اور اس کے عذاب سے شاید رستگار ہو محققین
 اور مفسرین اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ امور دین اور اسکی راہ سے
 اور علم و حکمت اس کے معدن سے حاصل کرنا چاہیے اور باب علم اہلبیت علیہم
 السلام میں چنانچہ جامع الاصول میں صحیح ترمذی سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ
 وآلہ نے فرمایا اَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا اور مشکوٰۃ میں ترمذی سے روایت کی ہے
 کہ اَنَا مَدِيْنَةُ الْحِكْمَةِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا اور استیعاب میں روایت کی ہے اَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ
 وَعَلِيٌّ بَابُهَا مَنْ ارَادَ الْعِلْمَ فَلْيَاتِ مِنْ بَابِهَا اور مناقب خوارزمی میں بھی
 مثل انھیں روایات کے روایت کی ہے اور مضمون سب کا یہ ہے کہ حضرت رسول خدا

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں شہر علم و حکمت ہوں اور علیؑ اسکا دروازہ ہے
 پس جسکو علم مطلوب ہو چاہیے کہ دروازہ کی طرف سے آئے مولف کہتا ہے
 کہ یہ حدیث متواتر ہے کوئی اسکا انکار نہیں کر سکتا اور بمقادیر شریفہ چاہیے کہ
 طلب علم کے لئے جناب امیر علیہ السلام کی طرف رجوع کرین اور عمدہ احتیاج
 امام کی طرف تحصیل علم دین ہی پس اور حضرت کی موجودگی میں دوسرے کو امام قرار
 دینا باطل ہوگا **اکھوین** وَإِنْ تَطَاهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَ
صالح المؤمنین یعنی اگر عائشہ اور حفصہ مدد ایک دوسرے کی کریں ایذا دین
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پس خدایا اور اسکا ہی اور جبریلؑ اور صالح
 المؤمنین شیعہ اور سنی روایت کرتے ہیں کہ صالح المؤمنین حضرت امیر المؤمنین
 علیہ السلام سے مراد ہے ابو نعیم نے کتاب ما نزل من القرآن فی علیؑ میں اور
 نقیانی نے تفسیر میں اور ابن مردودہ نے مناقب میں اسما بنت عمیس وغیرہ
 روایت کی ہے کہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ صالح المؤمنان
 علی بن ابیطالب علیہما السلام ہیں **فوقین** إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
 أُولَٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِّ يَعْنِي وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں اور اعمال شائستہ کی ہیں
 بہترین خلایق ہیں پھر بعد اس کے فرمایا جَزَاؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتٌ عَدْنٌ تَجْرِي
 مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا وَصِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ذَٰلِكَ يُلَبِّسُ
 الْفَحْشَىٰ رِبَّهٖ يَعْنِي جزا انکی نزدیک انکی پروردگار کے بہشت عدن ہی جاری ہوتی ہیں

اس کے نیچے نہرین کہ ہمیشہ اور ابد الابد اور نہیں رہنے کے خدا را راضی ہو اُن سے اور یہ راضی ہیں
 خدا سے یہ واسطے اُس شخص کے ہو کہ دوسے اپنی خدا سی احادیث معتبرہ میں طریق
 شیعہ و سنی سے وارد ہوا ہے کہ یہ آیتین شانین حضرت امیر المومنین علیہ السلام
 اور شانین ان کے شیعوں کی نازل ہوئی ہیں چنانچہ حافظ ابو نعیم نے بواسطہ ابن عباس
 حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوا تو حضرت
 رسول صلی اللہ علیہ وآلہ نے امیر المومنین علیہ السلام سے فرمایا کہ مصداق
 اس آیت کے تم اور تمہارے شیعہ ہیں اور بروز قیامت تم اور تمہارے شیعہ اور
 پسندیدہ خدا حق تعالیٰ سے راضی ہونگے اور خدا تم سے راضی ہے اور دشمن
 تمہارے اس حال سے وارد ہونگے کہ زنجیر بن او کی گردنوں میں ہونگی اور
 ابو القاسم نے شواہد التنزیل میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ یہ آیت شانین
 علی اور ان کے اہلبیت کی نازل ہوا اور ابن مردویہ اور سب محدث سننوں کے
 اس مضمون کو روایت کرتے ہیں اور اس قول کے مؤید وہ حدیث ہے کہ فخر رازی
 وغیرہ نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم نے فرمایا کہ عَلِيُّ خَيْرُ الْبَشَرِ مَعِيَ ابْنُ فَقْدَ كَفَىٰ يَعْزِي عَلَىٰ بَهِرِينَ ابْشَرِہِ
 انکار کرے وہ کافر ہے و سَوِيْن قُلْ كَفَىٰ بِاللّٰهِ شَهِيدًا ابْنِي وَبِكَلْمٍ وَمِنْ عِنْدِ
 اُمِّ الْكِتَابِ یعنی کہ امی محمد اس ہے خدا گواہ در میان میرے اور در میان تمہاری
 اور وہ شخص کہ اُس کے پاس علم قرآن یا لمح محفوظ ہے احادیث میں وارد ہوا ہے

کہ مراد اس شخص سے کہ جسکو علم کتاب ہے امیر المؤمنین اور ائمہ طاہرین علیہم
 السلام ہیں چنانچہ اہلسنت شیعہ سے روایت کرتے ہیں کہ کوئی شخص بعد
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ علی بن ابیطالب علیہ السلام سے زیادہ تر کتاب خدا
 جاننے والا نہ تھا اور ابو نعیم اور ثعلبی محمد بن حنفیہ سے روایت کرتے ہیں کہ من
 عندہ علم الکتاب علی بن ابیطالب علیہ السلام تھے گیارہویں واثنتین
 یجزل اللہ جمیعہا ولا تفرق فی ایضہ جنگل مار وریسمان خدا پر سب لوگ اور پراگندہ
 وپریشان نہ ہو واضح ہو کہ ریسمان خدا کنایہ ہی اوش چیز سے کہ جسکو خدا نے
 اس امت کی نجات کا سبب گردانا ہے اور احادیث کثیرہ میں وارد ہوا ہے
 کہ مراد جبل اللہ سے اہلبیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں چنانچہ ثعلبی نے
 اپنی تفسیر میں روایت کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم ہیں
 جبل اللہ جسے خدا نے اس آیت میں ارشاد فرمایا ہے اور حافظ ابو نعیم نے
 بھی اس مضمون کو روایت کیا ہے بارہویں واثنتین یجزل اللہ جمیعہا ولا تفرق
 یعنی ٹھہراؤ کافرو نکو کہ یہ سوال کیسے جائینگے اہلسنت روایت کرتے ہیں کہ یہ کفار
 محبت علی بن ابیطالب علیہما السلام سے سوال کئے جائینگے تیرہویں قل
 لا اسئلكم علیکم اجر الا المودة فی القربی ومن یقر ف حسنۃ تزد له
 فیہا حسنۃ موافق احادیث معتبرہ شیعہ و سنی اس آیت کے حاصل معنی یہ ہیں
 کہ کہ اسے محمد ان لوگوں سے کہ میں تم سے بغوض تبلیغ رسالت کسی قسم کی اجرت

سائل و طلبگار نہیں ہوں مگر یہ کہ اپنے عزیزوں اور اقربا کی مودت چاہتا ہوں اور
 جو شخص میری مودت میں زیادتی و ثواب چاہے تو میں اس کے لئے ثواب اپنا زیادہ
 کرتا ہوں صحیح مسلم میں روایت کی ہے کہ اس آیت میں لفظ قریبی سے اقربا سے
 آل محمد مراد ہیں اور ابوالقاسم نے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہو تو صحابہ
 عرض کی یا رسول اللہ کون ہیں وہ لوگ جنکی محبت کا ہمیں حکم ہو اسے حضرت نے
 ارشاد فرمایا کہ علیؑ ہے اور فاطمہؑ اور اولاد او سکی اور بر وایت ابو نعیم دوپہر
 علیؑ و فاطمہؑ کے اور ثعلبی نے بھی اپنی تفسیر میں ابن عباس سے اس مضمون کو
 روایت کیا ہے اور شواہد التنزیل میں روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے پیغمبر و نکو درختاے متفرق سے پیدا کیا اور میں
 اور علیؑ ایک درخت سے پیدا ہوئے ہیں میں اوس درخت کی جڑ ہوں اور علیؑ
 اوسکی شاخ ہیں اور حسن اور حسین علیہما السلام اوسکے میوے ہیں اور شیعہ
 ہمارے اوس درخت کے پتے ہیں جو کہ ایک شاخ میں بھی اوسکی شاخوچیں
 لپٹے گا تو وہ نجات پائیں گے اور جو کہ اوسکو چھوڑے اور طرف مائل ہو گا تو وہ جہنم میں جائیں گے
 اور اگر کوئی بندہ مقام صفا اور مروہ کے درمیان میں کئی ہزار برس عبادت خدا
 کرے یہاں تک کہ مثل مشک بوسیدہ ہو جائے اور محبت ہماری نہ رکھتا ہو
 تو خدا اوسکو اندھے منہ جہنم میں ڈالے گا پھر حضرت نے یہی آیت پڑھا اور
 ثعلبی وغیرہ نے روایت کی ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ

فرمایا کہ جو شخص محبت آل محمد پر مرے وہ شہید و آمرزیدہ گارا اور توبہ کئے ہوئے
 اور با ایمان کامل مرتا ہے اور اسکو ملک الموت اور منکر و نکیر بہشت کی بشارت
 دیتے ہیں اور اس شخص کو بہشت کی طرف اس طرح لیجائینگے جس طرح دولہن کو
 دولہ کے گھر میں لیجاتے ہیں اور بہشت کی طرف اسکی قبر میں دو دروازے
 کھول دیں گے اور حق تعالی ملائکہ رحمت کو اسکی قبر کی زیارت کے لئے بھیجتا ہی
 اور جو شخص محبت آل محمد پر انتقال کریگا وہ میری سنت پر مرے گا اور جو شخص
 دشمنی آل محمد پر مرے گا تو جب ہو سکویا امت میں حاضر کریں گے تو اسکی دونوں آنکھوں
 لکھا ہوگا کہ رحمت خدا سے نا امید ہے اور جو شخص دشمنی آل محمد پر مرتا ہے
 تو وہ کافر مرتا ہے اور جو بغض آل محمد پر مرتا ہے بوسے بہشت نہیں سونگتا
 مولف کہتا ہے کہ سنو کہ روایات و احادیث اور آیات قرآنی سے فضائل
 محمد و آل محمد اور فضائل شیعیان علی بن ابیطالب اور انکا مومن اور اہل بہشت
 ہونا اور دشمنان ابلیس کا اہل جہنم و کافر ہونا کمال وضاحت ثابت ہوتا ہے
 چو وھوین الذین آمنوا و عملوا الصالحات ظلوا للہم وھن منہا
 یعنی وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں اور اعمال سنائے کرتے ہیں طوبی واسطے انکے ہی
 اور نیک ہے بازگشت انکی آخرت میں ثوابی نے روایت کی ہے کہ عوبی ایک
 درخت ہے کہ جڑ اسکی بہشت میں علی بن ابیطالب علیہ السلام کے دولت
 میں ہے اور ہر مومن کے گھر میں اسکی ایک شاخ ہے اور جس قدر آیات کہ

شان حضرت امیر المومنین و اہلبیت طاہرین سلام اللہ علیہم اجمعین میں نازل ہو
 میں بکثرت ہیں بخیال اخقار اسی مقدار پر کفای گئی اور جو آیتیں کہ مذکور ہوئی
 ہیں تفصیل انکی بجا رالانوار و حق یقین و حیات القلوب میں موجود ہیں مطالب
 اوں احادیث متواترہ کے بیان میں جو امامت و خلافت حضرت امیر المومنین
 علی بن ابیطالب پر دلالت کرتی ہیں اور یہ سب حدیثیں سنو انکی کتابوں سے
 لکھی گئی ہیں تاکہ سیکو مجال انکار باقی نہ رہے اس مقام میں حق یقین سے
 بعض مطالب خلاصہ کر کے لکھے جاتے ہیں پہلی حدیث غدیر ہے کہ جو امامت
 امیر المومنین علیہ السلام پر نص صریح اور متواتر و مسلم شیعہ و سنی ہے اور
 اس حدیث کو شیعہ و سنی نے اپنی تفسیر ہاؤ معتبرہ اور تواریح معتبرہ میں اس
 کثرت سے لکھا ہے کہ کسی کو شک اور شبہ اور مجال انکار نہیں رہا اگر اس حدیث
 کوئی انکار کرے تو وجود مکہ معظمہ کا بھی باوجود تو اثر انکار ممکن ہو جائیگا محدثین شیعہ
 و سنی کہتے ہیں کہ جب حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ بعد حج آخری کہ دو مہینہ
 قبل از وفات حضرت مکہ معظمہ سے جانب مدینہ روانہ ہوئے تو ذیحجہ کی آٹھارہویں
 تاریخ اثنائے راہ میں یہ آیہ نازل ہوایا اِنَّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ
 وَاَنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ معنی اس آیہ کے
 یہ ہیں کہ ای پیغمبر پہنچا خلائق کو جو کچہ کہ بھیجا گیا تیری طرف جانب خدا سے اور اگر نہ
 کریگا تو اس امر کو کہ جس پر مامور ہوا ہے اور نہ پہنچا یگا او کو خلق کی طرف تو گویا

پہونچا یا تو نے پیغام اپنے پروردگار کا اور نہ ادا کی رسالت اوسکی اور خدا نگاہ
 رکھیکا تجھکو شتر مردم سے اُسوقت حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ غزیر خم میں فرمایا
 اترے حالانکہ وہ مقام قافلہ کے اوترنیکا نہ تھا اور دوپہر تھی اور شدت گرمی
 کی تھی پھر پالا نما سے شتر سے ایک منبر بنایا پھر حضرت اوس منبر پر تشریف
 لیگئے تاکہ سب آدمی حضرت کو دیکھیں اور اُسوقت ایک خطبہ بیان فرمایا اور
 خلافت کو اپنی وفات کی خبر دی اور آدمیوں کو تمسک قرآن مجید اور اہلبیت پر
 مامور کیا پھر فرمایا اَلَسْتُ اَوَّلَ اَبْكُم مِّنْ اَنْفُسِكُمْ یعنی آیا میں نہیں ہوں اولی
 تم میں تم سب نفسوں سے اور اکثر روایتوں میں یوں وارد ہوا ہے کہ فرمایا اَلَسْتُ اَوَّلَ
 بِالْمُؤْمِنِينَ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ یعنی آیا میں نہیں ہوں اولیٰ مؤمنین کی نسبت اولیٰ نفسوں
 حاصل معنی دونوں کے ایک ہیں اور غرض اس ارشاد سے حضرت کی یہ تھی
 کہ بیان کریں کہ میں ہر مومن کے امور میں خود اس سے زیادہ اختیار رکھتا ہوں
 اور حکم میرا اس کے امور میں اس کے حکم سے زیادہ ترجیحی ہے حضرت کے ارشاد
 فرمانے کے بعد سب آدمیوں نے کہا اسی طرح ہو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
 پھر حضرت نے علی مرتضیٰ علیہ السلام کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور بکود کھایا اور
 فرمایا مَنْ كُنْتُ مُوَلًّا فَعَلَيْ مُوَلَّاكَ اللَّهُمَّ ذَالِ مَنْ وَاَلَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَا
 وَالْأَصْرَ مَنْ نَصَرَا وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَا یعنی اس کے یہ ہیں کہ جس کسی کا میں مولا
 ہوں علی بھی اوسکا مولا ہے خدا یا دوست رکھ اوس شخص کو کہ جو دوست رکھی

علی کو اور دشمن رکھ اور اس شخص کو جو علیؑ کو دشمن کہے اور مدد کرے اور اس شخص کی جو علیؑ کی
 مدد کرے اور یاری کرے اور اس شخص کی جو علیؑ سے کنارہ کشی کرے مسند احمد میں
 مذکور ہے کہ بعد اسکے علی بن ابی طالبؑ علیہ السلام سے عمر نے آکر کہا مبارک اور
 گوارا ہو تم کو ای علیؑ کہ تم ہر مرد و زن با ایمان کے مولا ہو بعد اسکے حضرت رسول صلی اللہ
 علیہ وآلہ پر یہ آیہ نازل ہوا الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتِمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ
 لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا مَعْنٰ اسکے یہ ہیں کہ آج کل دن کامل کیا میں نے واسطے تمہارے دین
 تمہارا اور تمام کیا میں نے تمہارا اپنی نعمت کو اور راضی ہوا میں واسطے تمہارے کہ اسلام ہو
 دین تمہارا پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ اکبر والحمد لله علیٰ احوال
 الدنیا والآخرۃ والقیامۃ والصلوٰۃ والسلام علی سائر النبی وعلیٰ آلہ وعلیٰ بن ابی طالبؑ اور اس قصہ کو
 سینوں کی معتبر کتابوں اور تفسیر و تہذیب لکھا ہے اور صفات میں مذکور ہے کہ جب وقت
 یہ واقعہ غدیر خم میں واقع ہوا تو اس وقت دشمنان علیؑ بن ابی طالبؑ علیہ السلام طیار
 میں خوش تھی اور باطن میں زندہ درگور اور اپنی جان سے بیزار چنانچہ تعلی کہ علیؑ
 اس وقت سے ہر تفسیر سورہ سائل سائل بعد از ابی ذرؓ واقع میں لکھا ہے کہ جب یہ واقعہ
 غدیر خم حارث بن نعمان فہری نے سنا تو ناقہ پر سوار ہو کے مدینہ میں آیا اور اپنی
 ناقہ سے اتر کے خدمت حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ میں حاضر ہوا اور بحث کرنی
 لگا اور کہا ای محمدؐ تم نے ہلو کلمہ پڑھنے کا حکم دیا ہے قبول کیا نماز پنجگانہ کا حکم دیا ہے
 قبول کیا ایک مہینہ کے روز و نماز کا حکم دیا ہے قبول کیا تم ان باتوں پر راضی ہو

یہاں تک کہ ہاتھ اپنی ابن عم علی بن ابیطالب کی بلند گئی اور اونکو ہمہ تفصیل دی
 اور اونکی حق میں ارشاد کیا کہ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاً فَعَلَيْكُمْ مَوْلَاً آیا یہ کام منی اپنی
 طرف سے کیا یا خدا کی طرف سے کیا حضرت نے فرمایا کہ قسم بخدا کہ یہ امر منی خدا کی
 طرف سے کیا یہ شکے حارث نے پیٹ پھیری اور اپنی ناقہ کی طرف بڑھا اور کہتا تھا
 خداوند جو کچھ کہ محمدؐ نے کہا اگر حق ہے تو مجھ پر آسمان سے پتھر برسایا کوئی عذاب
 مجھ پر نازل کر ابی وہ اپنی ناقہ تک نہ پہنچا تھا کہ ایک پتھر آسمان سے اوسکے سر پر
 گرا اور اوسکی مقعد سے باہر نکل گیا اوسوقت یہ آیہ نازل ہوا سَأَلِ عَذَابِ
 فَاِذَا قَدْ دُوِّسَ دَلِيلُ حَدِيثِ مَنْزِلَتِ هِيَ كَمَا فِي بَطْنِ شَيْعَةٍ وَسَنِي مُتَوَاتِرَةٍ
 کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے
 اکثر مقامات پر فرمایا اَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسٰی اور اکثر روایات میں
 یہ فقرہ بھی وارد ہے اِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِعَدِيٍّ يَعْنِي تَمَّ مَجْهُدٌ سِوَهُ نَسَبٌ رَكْبَتِي
 کہ جو ہارون کو موسیٰ سے نسبت تھی مگر میری بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا اگر پیغمبر ہوتا تو اس
 منصب کے سزاوارتھیں تھے اور یہ حدیث سنیوں کی معتبر کتابوں میں منقول ہے
 تیسری دلیل خصوصیت حضرت امیر المومنین علیہ السلام محبت خدا و رسول میں ہے
 چنانچہ یہ امر اکثر مقام پر ظاہر ہوا ہی پہلی قصہ طبرہ جیسا کہ جامع الاصول میں ایشی
 کہ انس بن مالک نے کہا کہ ایک بار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ کی خدمت میں
 ہدیہ مرغ بریان حاضر کیا گیا حضرت نے فرمایا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ بِاَحَبِّ خَلْقٍ اِلَیْکَ

یا اکل معی هذا الطیر یعنی خدا یا میری پاس اوس شخص کو بھیجے کہ جو تیرے
 نزدیک محبوب ترین خلق ہے تاکہ وہ میرے ہمراہ اس مرغ بریان کو کھائے
 اس حدیث کو اہلسنت نے بہت سی طریقوں سے لکھا ہے کہ حد تو اس سے بھی تجاوز
 ہو لیا اور کسیکو مجال انکار نہیں رہی مؤلف کتاب ہے صاحب جامع الاصول نے
 روایت کی ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے روز خیبر ارشاد فرمایا کہ میں یہ
 علم اوس شخص کو دوں گا جو دوست رکھتا ہو خدا اور رسول کو اور خدا اور رسول اوس دوست
 رکھتے ہوں اور خدا اوس کے ہاتھ سے فتح نمایان ظاہر کرے گا عمر نے کہا میں امارت کو دوست
 نہ رکھتا تھا مگر اوس روز میں اپنی تین حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنی
 اس امید سے لی گیا کہ حضرت مجھ کو اس علم کے دینی کی لٹی بلائیں حضرت رسول صلی اللہ علیہ
 وآلہ نے حضرت علی بن ابیطالب کو بلایا اور علم انہیں دیا اور اسے ارشاد فرمایا کہ جانے
 اور منہ پشت کی طرف نہ کرنا یہاں تک کہ حقتعالی تمہارے ہاتھ پر فتح ظاہر کرے حضرت اہل
 تھوڑی راہ طی فرما کر ٹھہر گئے مگر پشت کی طرف منہ نکلیا اور باد از بلند حضرت رسول صلی
 علیہ وآلہ سے پوچھا کہ میں کب تک ان لوگوں سے قتال کروں حضرت نے فرمایا کہ اسے
 قتال کرو یہاں تک کہ یہ وحدانیت خدا اور میری رسالت کی شہادت دین اگر یہ ایسا
 کریں تو گویا اپنی جان اور اپنی مال کی تمھاری ہاتھ سے حفاظت کرینگے مگر حساب انکا خدا
 پر موقوف رہے گا اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم وغیرہ میں بھی اس مضمون کی حدیثیں موجود ہیں
 اور شعبی نے تفسیر قول حقتعالی میں وَجَدَ بَکَ حِیَاطًا مُّسْتَقِیْمًا روایت کی ہے

کہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ نے اہل خیبر کا محاصرہ کیا یہاں تک کہ صحابہ پر گھر سنگی
 شدید غالب ہوئی پس حضرت رسالت مآب نے علم لشکر عمر کو دیا اور وہ ایک جماعت
 صحابہ لیکر میدان جنگ میں آئے جب دشمنوں کا مقابلہ ہوا تو عمر اور ان کے اصحاب
 بھاگے اور حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے عمر اپنے
 رفیق کو بزدلی کی نسبت دیتے تھے اور اس کے رفقاء عمر کو بزدلی کی نسبت دیتے تھے
 حضرت اس روز در شقیقہ میں مبتلا تھے باہر تشریف لے لائے ابو بکر نے علم لیا اور
 وہ گئے وہ بھی مع اصحاب بھاگے پھر عمر نے علم اٹھایا اور دوبارہ لڑنے لگی اور پھر
 شکست پائی جب یہ خبر حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ کو پہونچی تو فرمایا کہ قسم بخدا
 کل میں اس شخص کو علم دوں گا کہ وہ دوست رکھتا ہے خدا اور رسول کو اور خدا
 و رسول اس کو دوست رکھتی ہیں اور وہ قہر و غلبہ سے قلعہ کو لیگا اور علی بن ابیطالب
 علیہ السلام اس وقت لشکر میں نہ تھے جب دوسرا دن ہوا تو اس امر کی ابو بکر اور
 عمر اور اکثر قریش منتظر ہوئے کہ شاید یہ علم ہم کو دیا جائے پس حضرت رسول صلی اللہ
 علیہ وآلہ نے سلمہ ابن اکوع کو بھیجا اور علی ابن ابیطالب علیہ السلام کو بلایا حضرت ایک ناقہ
 پر سوار ہو کر تشریف لائے اور ناقہ کو حضرت کی قریب بٹھایا حضرت امیر اپنے چشمے
 مبارک شدت درد کی وجہ سے ایک پارچہ پٹی سرخ رنگ سے باندھی ہوئے تھے سلمہ کہتا ہے
 کہ میں علی کا ہاتھ تمام کے حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ کی خدمت میں لایا حضرت
 نے فرمایا اے علی تمہاری کیا کیفیت ہے جناب امیر علیہ السلام نے عرض کی میری آنکھیں

رد ہے حضرت نے فرمایا میرے قریب آؤ جب امیر المؤمنین علیہ السلام حضرت کے
 نزدیک تر ہو گئے تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے آب و ہن مبارک او کی آنکھوں میں لگایا
 اسی وقت شفا حاصل ہوئی اور بعد اسکے جب تک زندہ رہی دروچشم میں مبتلا نہیں
 ہوئے بعد اسکے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کو
 علم دیکر روانہ کیا **مؤلف** کہتا ہے کہ سیون کی ان روایات سے کئی اثبات
 ہوئے ایک یہ کہ عمر و ابو بکر محبت خدا و رسول نہ رکھتے تھے اس واسطے کہ منصف کے
 نزدیک کلام ہے حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ کے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ عمر و
 ابو بکر بھاگ آئے ہیں خدا و رسول کو دوست نہیں رکھتے انہیں علم نہ ہو گا بلکہ جو خدا
 و رسول کو دوست رکھتا ہے اور جسے خدا و رسول دوست رکھتے ہیں اسی علم دو گا
 اور جب ابو بکر و عمر دوست خدا و رسول نہ ہوئے تو ثابت ہوا کہ یہ دونوں ایمان بھی
 نہ رکھتے تھے اس لئے کہ خدا قرآن شریف میں ارشاد فرماتا ہے **وَالَّذِينَ آمَنُوا**
مُحِبِّ اللَّهِ یعنی جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں محبت او کی نسبت بخدا پیشتر ہے مشرکوں کی
 محبت ہے کہ جو محبت مشرکوں کو بتوں کی نسبت حاصل ہے اور دوسری مقام پر
 ارشاد فرماتا ہے **إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ** یعنی اے محمد صلی اللہ
 علیہ وآلہ کو لوگوں سے کہ اگر دوست رکھتے ہو خدا کو تو میرے پیروی کرو تا خدا دوست
 رکھے تم کو معلوم ہوا کہ ایمان و پیروی پیغمبر و محبت خدا یہ لوگ نہ رکھتے تھے دوسری ہاگنا
 عمر و ابو بکر کا ثابت ہوا اور یہ عیوب خلاف شان امامت و خلافت ہیں تیسرے

ان روایات سے ثابت ہوا کہ خدا و رسول حضرت امیر علیہ السلام کو دوست رکھتے تھے
 اور یہ خدا و رسول کو دوست رکھتے تھے ایسا شخص ضرور متحق خلافت ہے اور اکثر
 شیعہ و سنی نے اپنی کتابوں میں روایت کی ہے کہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ نے
 حال احتضار میں فرمایا کہ میرے پاس میری حبیب کو لے آؤ اور دوسری روایت میں
 کہ میرے خلیل کو بلاؤ لوگ ابو بکر کو لے آئے جب حضرت کی نظر ابو بکر پر پڑی تو حضرت
 نے اپنا منہ چپا لیا اور پھر کہا میرے دوست کو بلاؤ لوگوں نے عمر کو حاضر کیا حضرت نے
 منہ پھیر لیا اور پھر کہا میرے صدیق کو بلاؤ عائشہ نے کہا حضرت علی کو طلب کرتی ہیں
 جب علی علیہ السلام آئے تو جو چادر حضرت اوڑھتی تھی اوسمین علی بن ابیطالب علیہ
 السلام کو داخل کیا اور گلے سے لگایا اور اوسنے اپنا رازیان فرمایا یہاں تک کہ عالم اعلیٰ
 کی طرف انتقال کیا شیعہ و سنی بطریق متواتر روایت کرتے ہیں کہ جب مہاجرین
 مدینہ میں آئے تو سب مسجد کے گرد گھربائے اور دروازی اون گھروں کی مسجد کی طرف
 رکھی اور بعض مہاجر مسجد میں سوتے تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے معاذ بن جبل کو
 بھیجا تا مذکرے کہ تلو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ حکم فرماتی ہیں کہ تم سب اپنی دروازے
 بند کر لو مگر دروازہ علی کا جاری رہے اسباب میں لوگوں نے بجای خود بہت کلام
 جب وہ کلمات حضرت تک پہنچی تو حضرت نے ایک خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ مجھے قسم ہے
 خدا کی کہ میں ان دروازوں کو بند نہیں کیا اور میں نے دروازہ علی جاری نہیں رکھا
 بلکہ مجھے خدا نے مامور فرمایا اور میں موافق حکم بجایا اھ حق یقین میں مذکور ہے

کہ یہ فضیلت اور خصوصیت وہ فضیلت ہی کہ اس سے زیادہ غیر متصور ہی اور شیعہ دینی
 بطریق متواتر روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ نے
 چاہا کہ تہائی قریش کو بام کعبہ سے گرائیں تو حضرت امیر علیہ السلام کو اپنی کاندھی پر
 بلند کیا کہ ان بتوں کو اوتار لیں اور عائشہ سے روایت ہے کہ عائشہ نے کہا میں حضرت
 رسول صلی اللہ علیہ وآلہ کو دیکھا کہ حضرت نے علی کو گلی سے لگایا اور انکی بو سے لہنی
 اور دو مرتبہ فرمایا کہ میرا باپ فدا ہو تجھ پر امی شہید یگانہ اور جب علی موجود نہ ہوتا تے
 تو حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ فرماتے تھے کہا میں ہی حبیب خدا اور محبوب رسول
 اور سینوں کی صلاح میں اور اکثر کتب میں منقول ہے کہ حضرت رسول صلی اللہ
 علیہ وآلہ نے ارشاد فرمایا کہ علی مجھ سے ہی اور میں علی سے ہوں میری جانب سے
 احکام ادا نہیں کرتا مگر علی اور ابن عبد البر نے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی
 علیہ وآلہ نے ہجرت کی دوسرے سال اپنی بیٹی فاطمہ علیہا السلام کو کہ سیدہ زنان
 اہل جنت و نظیر مریم تھیں علی سے تزویج کیا اور حضرت فاطمہ سے کہا کہ تجھ کو بیوی سے
 شخص سے تزویج کیا کہ جو دنیا و آخرت میں سید و بزرگ خلق ہی تحقیق کہ اسلام کا
 سب صحابہ سے مقدم تھا اور علم او کا سب سے بیشتر ہے اور علم او کا سب سے
 عظیم تر ہے اسما بنت عمیس کہتی ہیں میں نے دیکھا کہ جب وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے
 جناب سیدہ صلوات اللہ علیہا کا جناب امیر علیہ السلام سے عقد کر دیا تو ان دونوں
 برگزیدگان فدا کے لئے دعائیں نہایت مبالغہ کیا اور انکی دعائیں کسی اور کو شریک نہ کیا

در علی علیہ السلام کو لئے اس طرح دعا کرتے تھے جس طرح کہ جناب فاطمہؑ کی لود دعا کرتے تھے
 مؤلف کہتا ہے کہ ان روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ امیر المؤمنین علیہ السلام سزاوار
 خلافت و امامت ہیں اور ایسے شخص کے ہوتے کوئی دوسرا شخص خلیفہ اور امام
 نہیں ہو سکتا اور اس حدیث اخیر سے معلوم ہوا کہ جناب امیر علیہ السلام دنیا و
 آخرت میں سید و بزرگ خلق تھے اور اسلام و علم و حلم میں سب سے مقدم و افضل تھے
 پس چاہیے کہ وہی خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوں نہ یہ کہ جسکو پیغمبر خدا صلی اللہ
 علیہ وآلہ دنیا و آخرت میں بزرگ خلق گردانیں وہ دنیا میں ایک ادنیٰ شخص کا
 محکوم ہو جائے اور یہ بھی اس روایت سے ثابت ہوا کہ ابو بکر کا سابق الاسلام ہونا
 جیسا کہ بعض اشخاص شبہہ کرتے ہیں غلط ہے جو کچھ دلیل بیان میں اس بات کی ہے
 کہ روایات صحیحہ و مقبولہ اہلسنت سے یہ امر ثابت ہے کہ ہمیشہ حق جناب امیر علیہ السلام
 ساتھ رہا اور حضرت حق کے ساتھ تھے اور جناب امیر علیہ السلام کبھی حق سے جدا نہ ہوئے
 تھے چنانچہ مناقب خوارزمی میں روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے ارشاد
 فرمایا کہ بعد میرے ایک فتنہ ہوگا جب وہ فتنہ ظاہر ہو تو سب کو چاہئے کہ ملازم علی
 بن ابی طالب علیہ السلام اختیار کریں کہ علی حق و باطل کا جدا کرنے والا ہے مؤلف
 کہتا ہے کہ اس روایت سے ظاہر ہوا کہ امیر المؤمنین علیہ السلام بعد پیغمبر لائق اطاعت اور
 جدا کنندہ حق و باطل ہیں اور جو خلافت بخلاف رائے حضرت واقع ہوئی وہ باطل تھی
 اور ابن عمر سے کتاب مذکور میں روایت کی ہے کہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ نے

ارشاد فرمایا کہ جو علی سے دوری کرتا ہی گویا مجھ سے دوری کرتا ہی اور جو کہ مجھ سے دوری
 کرتا ہی خدا ہی دوری کرتا ہی اور ابو یوب انصاری سے کتاب مذکور میں روایت
 کی ہی کہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ نے عمار سے ارشاد فرمایا کہ اگر تم دیکھو کہ
 علی علیہ السلام ایک وادی میں جاتے ہیں اور لوگ دوسرے وادی میں جاتے
 ہیں تو تم علی علیہ السلام کے ساتھ جانا اور لوگوں کو چھوڑ دینا کہ علی کیسے کو راہ ضلالت کی
 ہدایت نکرینگے اور اپنا قدم راہ ہدایت سنی باہر نہ لی جائینگے اور کتاب مذکور میں ابو ذر
 روایت کی ہی اور ابو ذر نے اُمّ سلمہ سے روایت کی ہی کہ حضرت رسول صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ علی حق کے ساتھ ہی اور حق علی کے ساتھ ہے
 آپس میں یہ دونوں جدا نہ ہونگے جیسا کہ حوض کوثر پر میرے پاس نہ آوین اور ابن حجر
 روایت کرتا ہی کہ اُمّ سلمہ نے کہا میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے سنا کہ حضرت
 کتبی تھے کہ علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ ہی آپس میں یہ دونوں
 جدا نہ ہونگے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں یا پھر یون ثبوت فضیلت
 جناب امیر المومنین کل صحابہ پر چنانچہ ابن ابی الحدید کہ سنیوں کا عالم معتبر ہے بیان
 کرتا ہے کہ قول تفضیل امیر المومنین علیہ السلام یہ ایک قول ہی قدیم الایام سے
 کہ صحابہ اور تابعین اس بات کی قائل تھے کہ امیر المومنین علیہ السلام سب سے افضل ہیں
 اور جملہ صحابہ میں عمار اور مقداد اور ابو ذر اور سلمان اور جابر ابن عبد اللہ اور برید
 اور ابو یوب اور سہل بن حنیف اور ابو العیثم بن الیثم اور حمزہ بن ثابت اور

ابو الطفیل اور عباس بن عبد المطلب اور بنی العباس اور بنی عبد المطلب الفضل بن
 اور عطی نقل کرتا ہے یہ مصحف ابن مسعود میں اس طرح تھا إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَلُوطًا وَ
 آلَ إِبْرَاهِيمَ وَالْخَلِیْفَ عَلَی الْعَالَمِیْنَ اور ابن حجر کتاب صواعق میں روایت کرتا ہے
 کہ اہلبیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ پانچ چیزوں میں حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ
 برابر میں پہلی سلام میں کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ السَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ اور پھر فرماتا
 سَلَامٌ عَلَی آلِ سَیِّدِنَا وَوَسَرِّے تشدد کہ درود میں تیسرے طہارت میں کہ حق تعالیٰ
 نبی سے فرماتا ہے ظَنَّا لَیْسَ اِیَّی طَاهِرًا وَاہْلِبِیْتَ نَبِیِّی فَرَمَاتُہِی وَیُظْہِرُہَا کَہْ تَقْضِیْہَا جُوتِی
 صدقہ کے حرام ہونے میں پانچویں محبت میں کہ حق تعالیٰ اپنی رسول کی نسبت فرماتا ہے
 فَاتَّبَعُوْنِیْ فِیْ حُبِّکُمْ اللّٰہُ اور ان کے اقربا کے باب میں فرماتا ہے قُلْ لَا اَسْأَلُکُمْ عَلَیْہِ
 اَجْرًا اِلَّا الْمُوَدَّةَ النَّظَرِے **مؤلف** کتاب اس روایت سے ایک یہ امر ثابت ہوا کہ
 مثل حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ ان کے اہلبیت گناہ اور خطا اور نسیان سے
 پاک ہیں دوسرے یہ معلوم ہوا کہ علی اور آل علی علیہم السَّلَام تمام عالم سے اشرف ہیں
 پس یہ لوگ محکوم اور تابع نہیں ہو سکتے اور حق یقین اور باقی کتب امامیہ میں اکثر فضیلت
 سنیوں کی کتب معتبرہ سے لکھی ہیں کہ وہ امامت علی بن ابیطالب علیہ السَّلَام پر دلائل واضح
 ہیں مؤلف نے بخیال اختصار نہیں لکھیں **مطلب** پانچواں باقی گیارہ اماموں کی
 اثبات حقیقت میں بنا بر روایات شیعہ و سنی حق یقین میں ملا باقر مجلسی علیہ الرحمہ نے
 لکھا ہے کہ اطلاق شیعہ کا اس شخص پر ہے کہ بعد حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ

حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو خلیفہ بلا فصل چاہئے اور امامیہ اثنا عشریہ اس شخص کو کہتے ہیں کہ بارہ اماموں کو تا حضرت مہدی صاحب الامر علیہ السلام امام اور خلیفہ خدا و رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ جانی باینصورت کہ بعد حضرت رسول ص علی بن ابیطالب امام واجب الطاعت ہیں اور بعد انکی امام حسن بعد انکے امام حسین بعد انکی علی بن الحسین زین العابدین بعد انکی امام محمد باقر بعد انکی امام جعفر صادق بعد انکے امام موسی بن جعفر کاظم بعد انکے علی بن موسی المرتضیٰ بعد انکے محمد بن علی التقی بعد انکی علی بن محمد التقی بعد انکی حسن بن علی العسكري بعد انکی حجة بن الحسن المہدی صلوات اللہ علیہم اجمعین اور ان سب اماموں کو معصوم سمجھے اور یہ اعتقاد کرے کہ حضرت مہدی صاحب الزمان علیہ السلام زندہ اور اکثر خلقت کی نظر سے غائب ہیں اور حضرت لا بد ظاہر ہونگے اور جمیع بدعتوں کو دور کریں گے اور عالم کو پر از عدالت گرینگے مخفی نہ رہے کہ سوا اس مذہب امامیہ اثنا عشریہ کے اور سب مذہب باطل ہیں اور بارہ ائمہ علیہم السلام کی امامت ثابت کرنیکا طریقہ مخالفین پر کئے طریق سے ممکن ہی جیسا کہ حق الیقین میں بکمال تفصیل مذکور ہے خلاصہ اسکا تحریر کیا جاتا ہی پہلا طریق بنا بر نقص حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ اور دوسرے پر ہے ایک نقص اجمالی کہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ فی بارہ اماموں کی خبر دی ہے دوسری نقص تفصیلی کہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ نے جناب امیر علیہ السلام کو خلیفہ کیا اور انحضرت نے امام حسن علیہ السلام کو

اور امام حسن علیہ السلام نے امام حسین السلام کو اسطرح صاحب الزمان
 علیہ السلام تک ایک امام نے دوسری امام کو اپنا خلیفہ اور جانشین کیا اس مقام
 میں نقص اجمالی کتب مخالفین سے کسی طرح مختصراً لکھی جاتی ہو پہلی یہ کہ صاحب
 جامع الاصول نے جابر بن سمرہ سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم سنا کہ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ بعد میری بارہ امیر ہونگی پس ایک کلمہ
 ارشاد فرمایا کہ میں نے اوسے نہیں سنا لیکن میں اپنے باپ سے پوچھا کہ حضرت نے کیا
 فرمایا میری باپ نے کہا کہ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ وہ سب قریش سے ہیں اور
 دوسرے روایت میں رسول خدا نے فرمایا کہ ہمیشہ امر خلق جاری ہو جب تک کہ بارہ
 آدمی انکے حاکم و والی رہیں گے اور مسلم نے جابر سے روایت کی ہے جابر نے بیان کیا کہ میں
 اپنی باپ کی ہمراہ خدمت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گیا میں نے سنا کہ حضرت کہتے تھے
 کہ ہمیشہ یہ دین بسبب بارہ خلیفہ کے عزیز و غالب اور بلند مرتبہ رہے گا میری باپ نے کہا
 کہ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ وہ سب خلیفہ قریش سے ہونگی اور مثل اسی معنوں کے
 عائشہ سے بھی روایت کی ہے اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں روایت ہے کہ رسول خدا
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ امامت ہمیشہ قریش ہی میں رہے گی جب تک کہ مخلوق خدا
 ایک تنفس بھی باقی رہی اور مثل اس کے اکثر حدیثین السنن کی کتابوں میں منقول ہیں
 چنانچہ حق الیقین میں چند حدیثیں نقل کی ہیں اور ہر عاقل یہ امر یقین جانتا ہو کہ کسی فرقہ
 میں بجز مذہب شیعہ اثنا عشریہ بارہ امام قریشی نسب مسلم نہیں ہیں دوسری

طرح یہ ہے کہ احادیث ثقلین اور مثل اونس کے جو حدیثیں بکثرت وارد ہیں اور شیعہ و سنی
 میں متواتر اور مشہور ہیں وہ اہل بیت ائمہ اثنا عشر پر ولایت صریحہ رکھتی ہیں چنانچہ
 منقول ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا اِنِّی تَارِکٌ فِیْکُمْ الثَّقَلِیْنِ
 کِتَابَ اللّٰهِ وَ عَیْرُہُ یعنی میں تم میں دو بزرگ چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ ایک
 اونٹن سے قرآن ہے دوسری میری اہلبیت ہیں یہ سب حدیثیں اسی امر پر ولایت
 کرتی ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیروی قرآن اور اہلبیت کا
 حکم فرمایا ہے اور ارشاد کیا ہے کہ یہ دونوں تار و قیامت ایک دوسری سی جدا نہوگی
 تیسری طرح یہ ہے کہ ابن ابی الحدید نے روایت کی ہے اور فضائل احمد بن حنبل اور
 فضائل نظیری میں بھی مذکور ہے کہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا
 جو شخص چاہے کہ زندگانی اوسکی مثل میری زندگانی کے ہو اور مرنا اوسکا مثل میرے
 مرنے کے ہو اور جنت عدن کے خزانے اوسکو اپنی دست قدرت سے بنایا ہے اور وہ میرا
 مکان ہے اوسمیں ساکن ہو تو چاہے کہ بعد میری ولایت علی بن ابیطالب علیہ السلام
 اختیار کرے اور گیارہ اماموں اور وصیتوں کے کہ جو اوسکے فرزند ہیں پیروی کرے
 کہ یہ سب میری عمرت ہیں اور میری طہیث سے پیدا ہوئے ہیں اور میرا علم و فہم خدا نے
 اونہیں عنایت فرمایا ہے پس میری امت میں وامی ہو اوس جماعت پر کہ جو انکی
 تکذیب کرے اور دو میان میرے اور انکے جدائی سمجھو اور عایت میری و انکی حقین نکرے خدا
 میری شفاعت اُن تک نہ پہونچائے چوتھی طرح یہ ہے کہ زمرہ شری روایت کرتا ہے

کہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ فاطمہ میرے سرور سینہ و دل ہے
 اور دو پسر اوسکے میرے میوہ دل ہیں اور شوہر اوسکا میرا نور بصر ہے اور اوسکی
 اولاد میں جو امام ہیں وہ امین پروردگار ہیں یہ سب امام ایک ریسمان کشیدہ ہیں
 درمیان خدا کے اور درمیان خلق خدا کے جو شخص انکی پیروی میں تو سل بجزا چاہیگا
 وہ نجات پائیگا اور جو کہ اسے خلاف کریگا اور جدا ہوگا درک اسفل جہنم میں جائیگا اور
 بعض اور احادیث بھی اس قسم کی اہلسنت کی کتابوں میں بکثرت موجود ہیں مخفی ہوا
 کہ سنیوں کی ان احادیث معتبرہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بعد نبی امام معصوم اور
 برحق یہی بارہ بزرگوار ہیں اس مقام پر مضطر ہو کر اکثر اہلسنت کہتی ہیں کہ ہم بھی ان
 اماموں کو واجب الطاعۃ جانتے ہیں اور یہ اونکا کنا کذب محض ہے اسلئے کہ اگر ان ائمہ کو واجب
 الطاعۃ جانتے تو شافعی اور احمد بن حنبل اور مالک اور ابو حنیفہ کہ یہ چاروں ائمہ معصومین
 علیہم السلام کے زمانہ میں تھے اور ائمہ کے مخالف تھے سنیوں نے انہیں اپنا مجتہد
 اور پیشوا کیوں قرار دیا اور ائمہ سے روگردانی کیوں کی چنانچہ ابو حنیفہ کے مناظری حضرت
 امام جعفر صادق علیہ السلام کے ساتھ مشہور ہیں اور ایک ادنیٰ دلیل ان معصومین کے
 چھوڑ دینگی یہ ہے کہ اگر سنیوں کی کتابیں انصاف سے دیکھی جائیں تو ہر مقام پر شافعی اور
 احمد بن حنبل اور مالک اور ابو حنیفہ کا اجتہاد اور انکی روایتیں موجود ہیں اور ائمہ ظاہرین
 سلام اللہ علیہم اجمعین کے حدیثوں کا کیا ذکر کسی مقام پر نام بھی نہیں مذکور ہے
 اور بعض مخالفین کہ جو زیادہ عداوت رکھتے ہیں انہوں نے بارہ امام کے معنی

بدل دے اور چند بادشاہان بنی امیہ کے نام کہ جنکا فسق اور ظلم و خونریزی مشہور
 آفاق ہے اور نہیں بارہ امام شمار کیا ہے لیکن ہر عاقل منصف یقین جانتا ہے کہ
 مراد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ بارہ خلیفہ سے ائمہ طاہرین علیہم السلام ہیں اور خلفائے
 بنی امیہ اور بنی عباس تو بکثرت ہیں بارہ شخصوں میں منحصر نہیں ہو سکتے اپنی طرف سے
 بارہ شخص تجویز کر لینا دعوائی بے دلیل ہو علاوہ اسکے سوائے ہماری ائمہ کے یہ اشخاص
 کہ جو خلیفہ قرار دئے گئے ہیں انکے افعال بد اور نسب رذیل انکا اہلسنت کی کتابوں میں
 مذکور ہے طریق دوسرا ثبوت امامت کا افضلیت ہی اس واسطے کہ یہ حضرات بہتر
 اہل زمین تھے چنانچہ اہلسنت کی کتابوں میں بھی فضائل انکے موجود ہیں اور مخصوص
 ان بارہ امام کے فضائل میں اہلسنت نے اکثر کتابیں تالیف کی ہیں از انجملہ فضائل
 ائمہ فی فضائل الائمہ اور صواعق محرقة وغیرہ ہیں اور ان احادیث کی دیکھنے سے صاف
 ظاہر ہوتا ہے کہ ان بارہ امام کا عالم میں نظیر نہ تھا اور خاصہ حسنین اور جناب امیر علیہ السلام
 کو فضائل سینوں نے بکثرت نقل کی ہیں پس کیونکر ہو سکتا ہے کہ جو بہترین اہل روئے
 زمین ہو وہ رعیت ہو جائے اور جو رتبہ میں کم ہو وہ امام ہو جائے کہ یہ امر عقلاً بھی جائز
 نہیں ہو سکتا طریق تیسرا عصمت ہی مخفی نہ رہے کہ علما فی عقلی و نقلی دلیلوں سے ثابت
 کیا ہے کہ امام کا ہر گناہ ہی معصوم ہونا واجب ہے اور کوئی فرقہ تمام عالم میں عصمت امام کا
 قائل نہیں ہے بجز فرقہ شیعہ اور کوئی شخص عالم میں ایسا نہیں ہے کہ اوسکو لوگ معصوم
 جانیں بجز ان بارہ امام علیہم السلام کے پس سوائے انکے اور کوئی امام نہیں ہو سکتا

اور اہلسنت تو جناب پیغمبر کو بھی معصوم نہیں جانتی ابو بکر و عمر کا کیا ذکر ہے پس معلوم ہوا
 کہ سب مذہب باطل ہیں اور مذہب شیعہ حق ہی طریق جو تھا معجزہ ہی چنانچہ ہر امام
 ان بارہ اماموں میں سے معجزات بیشمار ظاہر کئے اور معجزوں کا ائمہ علیہم السلام سے ظاہر ہوا
 شیعوں میں درجہ تو اتر کو پہونچا ہی بلکہ مخالفین میں بھی معجزات ائمہ متواتر ہیں چنانچہ
 ابن طلحہ نے مطالب السؤل میں اور ابن صبلغ نے فصول مہمہ میں اور جامی نے شواہد النبوة
 میں اور باقی علما نے ان ائمہ کے اکثر معجزات نقل کئی ہیں مگر لفظ معجزہ کا اطلاق نہیں
 کیا ہی بلکہ کرامت لکھتی ہیں اگر اہلسنت یہ کہیں کہ ہمارے مذہب میں معجزات ائمہ متواتر
 نہیں ہیں سو جسے ہم اونکا اعتقاد نہیں کرتی تو جواب دے سکتے ہیں کہ صریح منکرین جناب سالتماب کے
 معجز و کموتواتر و صحیح نہیں جانتی اور اعتقاد نہیں کرتی صریح اہلسنت بھی ایسے کے معجزات کو صحیح و متواتر
 پس جو اب اہلسنت منکرین معجزات جناب سالتماب کو دیکھو وہی اثبات شیعہ بھی سنیں کو اثبات معجزات ائمہ معصومین میں نیکی طریق
 اثبات است بہت ہیں بلحاظ اختصار نہیں لکھی مطلب چٹا بارہویں امام جناب صاحب الزمان کے
 حال میں اور حضرت کی کیفیت غیبت و طہو میں کتب شیعہ و سنی سے جناب اخوند مجلے
 علیہ الرحمہ نے بجا رکے تیرہویں جلد میں حضرت کا حال تفصیل ذکر کیا ہی اس مقام پر
 مختصر نقل کیا جاتا ہی شیخ صدوق علیہ الرحمہ بسند صحیح احمد بن اسحاق سے روایت کرتا
 ہیں کہ محمد بن اسحاق نے بیان کیا کہ میں خدمت حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام
 حاضر ہوا میں چاہتا تھا کہ حضرت سے سوال کروں کہ بعد آپ کے کون امام ہوگا حضرت نے
 میرے سوال سے پیشتر فرمایا کہ اے احمد خدا نے جس کو ہوا کہ آدم کو پیدا کیا ہی آج تک

زمین کو حجت سے خالی نہیں رکھا اور روز قیامت خالی نہ رکھیکہ کوئی نہ کوئی حجت خدا خلق
 ضرور ہوگا کہ اسکی برکت سے حقیقۃً اہل زمین کی بلاؤں کو دفع کرے اور بسبب اسکی
 آسمان سے مینہ برساے اور برکت سے زمین پر ویدہ کرے نیز عرض کیا بن رسول اللہ
 بعد آپکے خلیفہ اور امام کون ہوگا حضرت اوشھے اور دولت سر امین تشریف لیگئے اور
 پھر رونق افزا ہوئے ایک صاحبزادہ تین برس کا مثل ماہ شب چہارہ حضرت کے
 دوست مبارک پر تھا حضرت نے فرمایا کہ ای احمد یہی بعد میرے امام ہی اور اگر تو خدا اور
 جہتہای خدا کی نزدیک محترم نہ تو میں بھی اس زند کو نہ کہتا اس زند کا نام اوکسیت موقوف نام اوکسیت حضرت فرمادے
 اور یہ زند زمین کو پر از عدل کرے بعد اسکے کہ زمین ظلم و جور سی ملو ہو جائیکے ای احمد مثل اس فرزند کی اس
 امت میں مثل خضر و ذوالقرنین کے ہو اور خدا کی قسم کہ یہ زند میر غیبت کبری اختیار کرے گا اور اسکی غیبت میں کمر ہی غیبت کی
 مگر اس شخص کو کہ جسے خدا ثابت قدم رکھے اور اسکی امامت کا قائل ہو اور حق تعالیٰ تعین دے کہ جو اسکی تعجیل ظہور کی دعا
 دے عرض کی کوئی معجزہ یا کوئی علامت ظاہر ہو سکتی ہے تاکہ مجھی اطمینان قلب ہو جائے
 پس وہ صاحبزادہ زبان عربی میں بکمال فصاحت گویا ہوا اور ارشاد فرمایا کہ میں ہوں بقیۃ
 خدا زمین میں اور دشمنان خدا سے انتقام لینے والا حضرت نے فرمایا کہ اس معجزے کو
 مشاہدہ کرینگے بعد اب کسی سے حالات اسکے دریافت نہ کرنا احمد کہتے ہیں کہ میں خدمت
 امام علیہ السلام سے مسرور ہوا اور دوسری دن پہر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور
 میں نے عرض کیا یا بن رسول اللہ اب ارشاد فرمائی کہ اس حجت خدا میں سنت خضر و سنت
 ذوالقرنین کیا ہے حضرت نے فرمایا کہ ای احمد وہ سنت طول غیبت ہی ہے عرض کی یا بن رسول

اسکی غیبت طو لاتی ہوگی حضرت نے فرمایا ہاں قسم بحق پروردگار عالم اس قدر طول ہوگا کہ
 اکثر لوگ جو اسکی امامت کی قائل ہوں گے وہ دین حق سے پھر جائینگے اور باقی نہ رہیں گے دین حق
 مگر وہ شخص کہ جسے خدا نے روزِ شاق ہماری ولایت کا قرار دیا ہوگا اور اسکی ولایت
 قلمِ صنعت سے ایمان کو لکھا ہوگا اور اسکو روحِ ایمان سے مؤید کیا ہوگا اسی احمدیہ امر
 امورِ غریبہ خدا میں سے ہے اور ایک راز ہی راز ہائی نہان خدا سے اور ایک غیبت ہی
 غیبت ہے خدا سے پس جو کچھ مینے تجھی عطا کیا ہے اسو لے اور شکر خدا بجا لاتا روز
 قیامت مقامِ علین میں ہمارا رفیق ہو اور یعقوب بن مہنوقص سے روایت کی ہے
 انہوں نے بیان کیا کہ میں ایک روز خدمت حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام میں
 شرفِ یاب ہوا حضرت تخت پر بیٹھی تھی اور اس تخت کے داہنی طرف ایک حجرہ تھا
 اور اس حجرہ کے دروازی پر پردہ پڑا تھا میں عرض کی اے آقا میرے بعد آپ کے اس امر
 امامت کا صاحب کون ہوگا حضرت نے فرمایا پردہ دیکو اور شاہجہاں پر پردہ اٹھایا تو ایک
 صاحبزادہ باہر تشریف لایا کہ قد مبارک اوسکا تقریباً پانچ بالشت کا تھا اور سن شریف
 اوسکا آٹھ برس یا دس کا ہوگا جبین نورانی اُس صاحبزادہ کی کشادہ تھی اور روی
 اقدس رخ و سفید اور دیدہ ای نور درخشان اور دستہای مبارک قوی اور زانوہای نور
 پچیدہ اور دہنے رخسار پر ایک تل تھا اور سر پر ایک کاکل تھی وہ صاحبزادہ اگر اپنی پدر
 بزرگ کے زانو پر جلوہ افروز ہوا حضرت نے فرمایا کہ تمہارا امام یہی ہے پس وہ صاحبزادہ
 اٹھا حضرت نے فرمایا اسے فرزند گرامی وقتِ معین تک چلا جائیں دیکھتا تھا کہ صاحبزادہ

داخل حجرہ ہوا بعد اسکے حضرت نے فرمایا ای یعتوب حجرہ کو دیکھ میں داخل حجرہ ہوا
 میں نے کیسے اوس حجرہ میں نہ دیکھا اور سنیوں کی اکثر کتابوں میں اسطرح کی حدیثیں موجود ہیں
 کہ جو حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کی ظہور کی خبر دیتی ہیں چنانچہ داؤد اور ترمذی
 ابن مسعودی روایت کی ہے کہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ اگر عمر دنیا کا
 ایک روز باقی رہ جائیگا تو ہر آئینہ خدا اوس روز کو طولانے کرے گا یہاں تک کہ میری امت
 یا میری اہلبیت سے ایک شخص ظاہر ہوگا کہ نام اوس کا موافق میری نام کے ہوگا اور وہ میری
 عدالت ہی بھر دیگا جس طرح ظلم و جور سے مملو ہوگی اور مثل اسی روایت کی ابو ہریرہ
 بھی منقول ہے اور ابواسحق سے روایت کی ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام
 ایک روز اپنے فرزند امام حسین علیہ السلام کو دیکھا اور فرمایا کہ یہ میرا فرزند سید
 سر دار قوم ہے چنانچہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ نے بھی اسکا نام سید رکھا اور
 اسکے ایک شخص پیدا ہوگا کہ نام اوس کا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کا نام ہے اور وہ خلق
 جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ سے نہایت مشابہ ہے اور کوئی فرد بشر اوس کا
 نہیں ہے اور وہ زمین کو پر از عدل کرے گا حافظ ابو نعیم چالیس حدیثیں سنیوں کی
 روایت کرتا ہے کہ وہ سب شتمل ہیں صفات اور احوال اور اسم و نسب جناب صاحب
 علیہ السلام پر اور ان حدیثوں میں سے ایک یہ حدیث ہے کہ خلاصہ مضمون اوس کا
 علی بن حنظل اپنے سے روایت کرتا ہے کہ میں خدمت حضرت رسول صلی
 علیہ وآلہ میں اوس وقت حاضر ہوا کہ حضرت دنیا سے مفارقت فرمایا چاہتی تھی

جناب فاطمہؑ حضرت کی سر کے پاس بیٹھی تھیں اور روتی جاتی تھیں جب سیدہ کے
 رونیکے آواز بلند ہوئی تو حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ نے اونکی طرف مرقاں
 بلند کیا اور فرمایا کہ اسی حبیبہ میری تمہارے رونیکا کیا سبب ہی فاطمہؑ نے عرض کی
 میں ڈرتی ہوں کہ بعد آپ کے آپکی امت میرے حق کو ضائع کر لگی اور میری رعایت
 کر لگی حضرت نے فرمایا اے حبیبہ میری تو نہیں جانتی کہ خدا نے جسوقت زمین پر نظر کی تو
 اپنی بندو نہیں سے تیری باپ کو برگزیدہ کیا اور اسکو مبعوث برسات فرمایا پر دوبارہ نظر کی
 تو اسوقت تیری شوہر کو برگزیدہ کیا اور مجھ پر وحی نازل فرمائی کہ میں اوس سے نکاح کروں
 و فاطمہؑ خدا نے مجھو ساتھ خصلتیں عطا کی ہیں کہ مجھ سے پہلے نہ کسیکو عطا فرمائی تھیں اور
 عطا فرمایا میں حاکم پیغمبران ہوں اور خدا کے نزدیک گرامی ترین اور محبوب ترین
 ہوں اور میں تیرا پدر ہوں اور میرا وصی خدا کی نزدیک بہترین اوصیا اور محبوب ترین
 اوصیا ہے اور میرا چچا خدا کے نزدیک بہترین شہدا اور محبوب ترین شہدا ہی اور وہ
 بڑے شوہر کا بھی عم بزرگوار ہی اور وہ شخص بھی تجھ سے ہی کہ جسے خدا نے دو پر عنایت کی ہیں
 وہ بہشت میں ملائکہ کے ساتھ پرواز کرتا ہی اور وہ تیری باپ کا چچا زاد بھائی ہی اور
 تیری شوہر کا برادر جلیل القدر ہے اور تیری دونوں بیٹی حسن و حسین کہ جو بیٹھیں
 بہترین جوانان اہل بہشت ہیں وہ بھی میری نسل سے ہیں اور تم ہی اوس خدا کی
 کہ جسے مجھو مبعوث کیا کہ باپ ان دونوں کا ان دونوں بہتر ہی اور اسی فاطمہؑ میں قسم
 کرتا ہوں و اس خدا کی کہ بس خدا نے مجھو بحق و راستی پیغمبری کیلئے بھیجا ہے

کہ حسنین علیہما السلام کی اولاد میں مہدی امت پیدا ہوگا اور وہ اس وقت میں
 ظاہر ہوگا کہ دنیا حج و مرج سے مملو ہوگی اور فتنہ و فساد ظاہر ہوگی اور ہدایت کی
 راہ میں بند ہو جائیگی اور ایک دو پہر کے مال کو غارت کرے گا اور نہ کوئی پیر بچہ پر رحم
 کرے گا اور نہ بچہ کسی بزرگ کی بزرگداشت کرے گا اور اس وقت حق تعالیٰ حسنین کے فرزند و ہم
 اوس شخص کو ظاہر فرمائے گا کہ جو قلعہ ہای ضلالت کو فتح کرے گا اور وہ قلوب کے جو حق سے
 غافل ہیں انہیں مفتوح کرے گا اور جس طرح کہ مینے دین خدا قائم کیا اور سیطرہ وہ بھی
 آخر زمانہ میں دین خدا قائم کرے گا اور جس طرح زمین جو ر و ظلم سے مملو ہوگی اور سیطرہ
 وہ اوس زمین کو پر از عدل کرے گا فاطمہؑ غلینؑ نور اور نہ ر و خدا بہر میری نسبت
 رحیم تر اور صریح تر ہے نسبت اوس منزلات کر کے چوٹی میری نزدیک حاصل ہو اور
 حسب اوس محبت کر کے جو تیری طرف سے میرے دلمین جاگزین ہو اور خدا نے تجھے
 اوس شخص کے ساتھ تزویج فرمایا ہے کہ حسب اوس کا کل مخلوق سے بہتر اور نسب
 اور سکا سب سے گرامی تر ہو اور وہ رعیت کی نسبت رحیم ترین مروم اور برابر تقسیم کرنے
 عادل ترین مروم ہو اور احکام الہی کی نسبت بینا ترین مخلوق ہو مینے خدا سے سوال کیا ہے
 کہ تو میرے اہلبیت میں سب سے پہلے مجھ سے ملحق ہو اور علی بن ابیطالب علیہ السلام نے
 فرمایا کہ فاطمہؑ بعد وفات حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ و آلہٖ پچھتر دن زندہ رہیں اور بعد
 اسکی اپنی والد ماجد سے ملحق ہو گئیں مؤلف کہتا ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ
 حضرت مہدی کی نسبت حسنین علیہما السلام کی طرف اس جہت سے فرمائی کہ حضرت

ان دونوں کو اروں کی نسل سے ہیں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی والدہ ماجدہ
 حضرت امام حسن کی بیٹی تھیں اور خبر ولادت صاحب الزمان علیہ السلام بھی اہلسنت کے
 کتابوں میں موجود ہے لیکن مقام تعجب ہے کہ اہلسنت ان حدیثوں پر نظر نہیں کرتے اور
 حضرت کا انکار کرتے ہیں کبھی اسکا تعجب ہے کہ اسقدر عمر کیونکر ہو سکتی ہے اور حضرت
 کیون غائب ہیں حالانکہ جواب شبہات مخالفین شیعوں کی کتابوں میں موجود ہیں چنانچہ
 بکار کی تیرہویں جلد اور حق الیقین اور استقصاء الانعام میں یہ بحث تفصیل مذکور ہے سو ا
 اسکے اہلسنت انبیاء میں حضرت خضر حضرت الیاس حضرت ادریس حضرت عیسیٰ علیہم السلام
 اور اشقیاء میں شیطان اور دجال وغیرہ کو آج تک زندہ جانتے ہیں مگر بسبب تعصب کی
 صاحب الزمان علیہ السلام کو زندہ رہنیکا انکار کرتے ہیں حالانکہ جس طرح یہ انبیاء زندہ ہیں
 اوسے طرح صاحب الامر علیہ السلام کا زندہ رہنا بھی مقام تعجب نہیں ہو سکتا اور اہلسنت کا
 یہ کہنا کہ اگر جناب صاحب الزمان پیدا ہو چکے ہیں اور زندہ ہیں تو کیون غائب ہیں جواب
 اسکا یہ ہے کہ ہر فعل نئی اور امام کو مصلحت ہو یا معلوم ہونا ضرور نہیں ہے جس طرح مصلحت
 شعب ابیطالب میں یا غار میں جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ غائب ہوئے تھے
 یا اور انبیاء بھی مثل حضرت موسیٰ و عیسیٰ و ادریس و یونس مصلحت بنا بر حکم خدا غائب ہوئے تھے
 اوسے طرح امام زمان بھی از روئے مصلحت بنا بر حکم خدا غائب ہیں پس جو جواب ان انبیاء کی
 غیبت کا اہلسنت دینگے وہی جواب امام زمان کی بھی غیبت کا ہوگا اور مثال امام زمان کی
 بعینہ مثل آفتاب کے ہے کہ کسی شہر میں آفتاب نکلتا ہے اور کسی شہر میں بسبب ابر نظر نہیں

آتا مگر باوجود ابر نور آفتاب سے لوگ منتفع ہوتے ہیں اس طرح حضرت صاحب الزمان کے
 وجود کی برکت سے ہر قسم کی بلائیں بند و سب سے دور ہوتی ہیں مخلوق پر عذاب نازل نہیں ہوتا
 مومنین بسبب انتظار ظہور مشاب ہوتے ہیں منکرین کا امتحان ہوتا ہے وہ سختی جہنم
 ہوتے ہیں زمین پر پیچیدہ برستا ہے زمین سے دانہ پیدا ہوتا ہے آسمان سے برکتیں نازل ہوتی ہیں
 مخلوق کو بیشمار فائدہ پہنچتی ہیں جیسا کہ زمانہ ہامی سابق میں وجود انبیاء سے تمام عالم میں
 فیض پہنچتا تھا اگر وہ غائب یا مظلوم رہتے تھے چنانچہ قول خداوند عالم وَمَا كَانُ اللَّهُ
 لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فَيُفْهِمَهُمْ اسی مطلب پر شاہد ہے مطلب ساتواں بیان جنت میں
 کتاب حق الیقین میں مذکور ہے کہ ضروریات مذہب امامیہ سے اقرار رجعت ہی یعنی قیامت
 کے پہلے زمانہ حضرت قائم علیہ السلام میں ایک جماعت نیکو نکلے اور ایک جماعت بدو نکلے
 محصور ہوگی نیکوں کو اسلئے زندہ کرے گا کہ وہ زمانہ دولت ائمہ دیکھ کر خوش ہوں اور کسی قدر
 دنیا میں حسنات کا صلہ پاویں اور بد اسلئے زندہ کئے جائیں گے تاکہ عذاب دنیا میں قبل عذاب
 آخرت سب تکلا ہوں اور وہ سلطنت کہ جسکی نسبت راضی نستی کہ اہلبیت کو پہنچتی ہے
 اختیار میں دیکھیں اور شیعہ اہلبیت دشمنان دین سے انتقام لینے اور باقی مخلوقات
 قبر و زمین رہیں گے یہاں تک کہ قیامت میں محصور ہوں چنانچہ احادیث میں وارد ہوا ہے
 کہ رجعت میں رجوع نہیں کرتا مگر وہ شخص کہ جو محض ایمان رکھتا ہو یا محض کفر رکھتا ہو لیکن
 اور مخلوق اپنے حال پر چھوڑی جائیں گے اور شیخ ابن بابویہ کتاب من لا یحضرہ میں حضرت
 صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ وہ شخص ہماری شیعوں میں سے نہیں کہ جو رجعت

ایمان نہ رکھتا ہوا اور متعہ کو حلال سمجھتا ہوا اور مجلسی علیہ الرحمہ لکھتی ہیں کہ یہ تو کتاب بجا بیز
دوسو حدیثوں سے زائد ثبوت رجعت میں لکھی ہیں جس شخص کو شک ہو اس کتاب کی مطرقت
رجوع کرے اور جو آیتیں کہ تفسیر انکی برجعت ہوئی ہو وہ متعدد ہیں از بخلاف حق تعالیٰ فرماتا
يَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا يَتَّبِعُ بَاطِلًا يَتْلُوهُ هَسًا يَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا يَتَّبِعُ بَاطِلًا يَتْلُوهُ هَسًا
ہر امت میں سے ایک گروہ اس جماعت سے کہ جو تکذیب کرتے ہیں ہماری آیات کی
اور احادیث کثیرہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام صنفی قول ہے کہ یہ آیہ رجعت کی
باب میں نازل ہوا ہے کہ خدا ہر امت سے گروہ گروہ لوگوں کو زندہ کرے گا اور آیہ قیامت
یہ ہے کہ حشر علی ارشاد فرماتا ہے وَحَشَرْنَا هُمْ فَكَلَّمُوا نَحْنُ لَمْ نَكُنْ مَشْهُورًا یعنی محسور کرینگے ہم انکو
پس پھر پھر کرینگے ہم ایک کو بھی اور نہیں سے کہ زندہ نہ کریں حضرت فرمایا کہ مراد آیات کی
امیر المؤمنین اور ائمہ علیہم السلام ہیں و وصری حق تعالیٰ فرماتا ہے وَادَّاعَى الْقَوْلَ عَلَيْهِمْ
اٰخَرُ جَنَابِ اللَّهِ دَابَّةً مِنْ اٰلِهِمْ فَيَنْقُلُكُمْ مِنْ تَحْتِهَا اِنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا لَا يُوقِنُونَ یعنی
جس وقت کہ نازل ہو عذاب خدا اور پھر یہ کہ جس وقت کہ نازل ہو عذاب اور پھر یہ کہ جس وقت کہ نازل ہو عذاب
باہر لائینگے واسطے انکی ایک ایڑ میں سے کہ بائیں کرے اسے تحقیق کہ لوگ بھی کہ ہماری آیات کا
یقین نہ رکھتے تھے احادیث کے وہی اردو ہوا ہے کہ اس مقام پر دابہ سے مراد حضرت امیر المؤمنین ہیں
کہ حضرت قریب قیامت سے کہ وہ عصای موسیٰ اور گشتری سلیمان انکی پاس
ہوگی اور عہد کو دور کرے کہ درمیان میں لگائینگے کہ نقش ہو جائیگا تحقیق کہ وہی
حقا اور گشتری کو کافری کے دوران آئیں گے درمیان لگائیں گے کہ نقش ہو جائیگا

کے کافر چھوڑ دینی بھی مثل ان اخبار کے اپنی کتب میں عمار اور ابن عباس وغیرہ سے
 روایت کرتے ہیں اور صاحب کشف نے بھی روایت کی ہے کہ دابة الارض ہر ملک کا
 اوسکے پاس عصائی مویشی اور انگشتی سلیمان ہوگی پس عصا کو محل سجد و مومن پر
 یا دو آنکھوں کے درمیان میں لگائیگا اوسوقت ایک نقطہ سفید پیدا ہوگا کہ تمام مومن اور مسلمان
 مومن کا اوس نقطہ سے مانند ستارہ درخشان روشن ہو جائیگا کہ اوسکے دونوں آنکھوں کے
 درمیان میں لکھا جائیگا مومن اور انگوٹھی کو مبنی کافر پر لگائیگا پس وہ مقام سیاہ ہو جائیگا
 اور بسبب اوسکے تمام منہ سیاہ معلوم ہو گا یا اوسکے دونوں آنکھوں کے درمیان میں لکھا جائیگا
 کافر اور صاحب کشف لکھتا ہے کہ بعض قرائن حکیم بے تشدید پڑھتے ہیں یعنی جراحہ کریم
 اونکو اور احادیث سنی و شیعہ میں یہ امر متواتر ہے کہ حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ بن ابی طالب
 کرمین صاحب عصا و یشم ہوں یعنی جس چیز سے دلغ کرتے ہیں اوسنی ابوہریرہ اور
 ابن عباس اور اصبع بن نباتہ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں کہ دابة الارض حضرت
 امیر المومنین ہیں اور ابن مہیار نے کتاب ما نزل من القرآن فی الائمة میں اصبع بن نباتہ
 سے روایت کی ہے کہ اصبع کہتی ہیں معاویہ میری طرف مخاطب ہوا اور اوسنی کہا کہ تم گروہ
 شیعہ گمان کرتے ہو کہ دابة الارض علی بن ابیطالب ہیں مگر کہا کہ ہم تمہارا نہیں کہتے
 یہودی بھی یہی کہتے ہیں معاویہ نے ایک عالم یہودی کو بلایا اور پوچھا کہ تم اپنی کتابوں میں
 ذکر دابة الارض پاتے ہو اوسنے کہا ان معاویہ نے کہا دابة الارض کیا چیز ہے
 اونہوں نے جواب دیا کہ وہ ایک شخص ہے معاویہ نے کہا کہ جانتے ہو اوسکا کیا نام ہے

او نہوں نے بیان کیا کہ الیہا معاویہ نے کہا الیہا علی سے نزدیک ہی پیسری قول حق
 اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْآنَ لَآ اَدُلُّكَ اِلٰی مَعَادِیْہِ یعنی تحقیق کہ جس نے تجھ پر واجب کیا
 قرآن کو ہر آیت نہ تجھ کو پیسری کا طرف محل عود کے اور احادیث کثیرہ میں وارد ہوا ہے
 کہ اس آیت سے رجعت حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ جانبیہ عالم رجعت میں مراد ہے
 حق یقین میں منقول ہے کہ سعید بن عبد اللہ نے بصائر میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے
 روایت کی ہے کہ شیطان نے خدا سے سوال کیا کہ مجھ کو اس روز تک مہلت دی کہ جس روز
 قیامت میں آدمی زندہ کئی جائیں حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تجھ کو مہلت دی مگر روز و وقت
 معلوم تک جب وہ روز معلوم ہو گا تو شیطان مع اتباع ظاہر ہو گا اور اتباع شیطان سے
 مراد وہ لوگ ہیں کہ جن لوگوں نے روز خلقت آدم سے تا روز رجعت آخری جناب
 امیر المومنین علیہ السلام متابعت شیطان کی ہو راوی نے پوچھا کہ جناب امیر کر لئے کیا
 بہت سی جہتیں ہو گی حضرت نے فرمایا کہ ہاں بہت سی جہتیں ہوں گی اور جو امام ہیں
 زمانہ میں تھا اس زمانیکہ اشخاص نیک و بد اس کے ساتھ رجعت کریں گے تاکہ حقیقتاً
 مومنوں کو کافروں پر غالب فرما دی اور مومنین اولیٰ انتقام لین پس جب ہر روز
 ہو گا کہ حضرت امیر علیہ السلام مع اصحاب رجعت فرمائیں گے اور شیطان بھی مع اتباع
 فریب کو فہ کنار آب فرات آئے گا اہل باہم ملاقات ہو گی تو ایسی لڑائی ہو گی کہ کبھی نہیں ہو
 گویا میں دیکھتا ہوں کہ جو اصحاب حضرت کے سو قدم چھٹ گئے ہیں اور بعضوں نے پیچھے
 فرات میں ڈال دی ہیں اس اثنا میں ایک ابراہمانے اتر لیا کہ وہ لڑنے سے ملو ہو گا

اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے ہاتھ میں ایک حربہ ہوگا اور حضرت اوس ابرو
 سامنے ہونگے جب نظر شیطان رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ پر پڑے گی تو پھیلی پاؤں
 بھاگے گا اور سوقت اسکے اتبایع کہیں گے کہ اب تفتح ہو چکی تو اب کہاں
 بہاگا جاتا ہی شیطان جواب دینگا کہ میں وہ دیکھتا ہوں کہ تم اوسکو نہیں دیکھتے مگر خداوند
 عالم سے خوف معلوم ہوتا ہی پس جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ شیطان کو قریب
 تشریف لیجائینگے اور ایک حربہ اوسکے دونوں شانوں کے درمیان میں مارینگے کہ شیطان
 اور اوسکے سب اصحاب ہلاک ہو جائینگے بعد اسکے سب بندگان خدا خدا کی بوجہ انیت
 پرستش کریں گے اور کسی کو خدا کا شریک بن جائینگے اور جناب امیر علیہ السلام جبرائیل
 ہزار برس بادشاہی کریں گے یہاں تک کہ حضرت کو ایک ایک شیعہ سے ایک ایک کھار
 لے کے پیدا ہونگے پس اوسوقت بلوغ سبز جن کو حق تعالیٰ نے سورہ رحمان میں فرمایا
 مَذْهَبَانِ مسجد کوفہ کے دو جانب پیدا ہونگے اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام
 منقول ہے کہ حساب خلایق ایام رجعت میں قبل از قیامت جناب امام حسین علیہ السلام
 کو ساتھ ہوگا اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ پہلے جو شخص کہ رجعت
 فرمائیگا حضرت امام حسین علیہ السلام ہونگے اور اتنی مدت بادشاہی کریں گے کہ بس بیٹے
 حضرت کے ابرو دکھوں پر لٹک آئیں گے علی بن ابراہیم نے اپنی تفسیر میں شہر بن حوشب
 روایت کی ہے کہ حوشب نے بیان کیا کہ مجھے حجاج نے کہا کہ قرآن میں ایک آیت ہے
 کہ اوسکی تفسیر نے مجھ کو عاجز کیا ہے اور اوسکے معنی میری سمجھ میں نہیں آتی وہ آیت یہ

اَوَانْ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لِيُؤْمِنُوْا بِهِ قَبْلَ مَوْجِدِهِ لَعَنَ كُوْنِيْ نَبِيْنِ هٰذَا اهل کتاب سے
 اگر یہ کہ ایمان لاتا ہو ساتھ حضرت عیسیٰ کو قبل اپنی مرثیہ کے حالانکہ قسم بخدا میں حکم کرتا ہوں
 قتل یہودی و نصرانی کے لے اور میں اوسکے لبوں کو دیکھتا رہتا ہوں مگر اوسکے لب
 جنبش نہیں کرتے یہاں تک کہ یہودی یا نصرانی مر جاتا ہو یعنی کہا کہ ای امیر اس آیت کی
 یہ معنی نہیں ہیں جو تم سمجھو ہوا و سنی کہا پر کیا معنی ہیں مینی جواب دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
 پیش از قیامت آسمان سے نازل ہونگے پس کوئی یہودی و نصرانی باقی نہ رہیگا مگر یہ کہ حضرت
 عیسیٰ کے ساتھ اُنکے مرثیہ قبل ایمان لائیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام امام زمان علیہ
 السلام کے چچو پڑ پڑینگے حاج نے کہا قسم بخدا کتو سنے مینی کہا کہ یہ معنی ہیں امام محمد باقری
 سنے ہیں حاج نے کہا قسم بخدا یہ معنی جو تمبی حاصل ہوئی ہیں چشمہ صاف سے حاصل ہو ہیں
 قطب راوندی وغیرہ نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ امام حسین علیہ السلام
 کو بلا میں قبل اپنی شہادت کے فرمایا کہ میری نانار سو لختا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
 مجھے ارشاد فرمایا کہ ای فرزند تجکو عراق کی طرف لیجا ئینگے اور وہ زمین جہان مغیب سرون
 اور وصیوں نے باہم ملاقات کی ہو یا کرینگے اور اوس زمین کو غموراکتو ہیں دہان تو شہید ہونگا
 اور تیرے ساتھ تیرے اصحاب کی بھی ایک جماعت شہید کی جائیگی لکن اون سب کو
 زخمی ہی نیزہ و شمشیر کی اذیت محسوس نہوگی جس طرح کہ حق تعالیٰ نے حضرت ابراہیم راگ
 سرد کردی تھی اوس طرح آتش جنک تجھ پر اور تیرے اصحاب پر سرد کردیگا بعد اُسکے
 حضرت نے فرمایا بشارت و خوشنودی ہو تم لوگوں کو کہ ہم اپنی پیغمبر کے پاس جاتے ہیں

جب تک خدا چاہیگا اوسوقت تک خدمت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں رہینگے پس
 پہلا وہ شخص کہ جو زمین شق ہو کر نکلے گا وہ میں ہوں اور میرا نکلتا اور جناب امیر المومنین
 علیہ السلام اور امام آخر الزمان کا نکلتا ایک زمانہ میں ہوگا بعد اسکے گروہ ملائکہ کہ جو کبھی
 زمین پر نہ اترے ہونگے ہمراہ جبریل و میکائیل و اسرافیل و لشکر ملائکہ مجبور نازل ہونگے
 اور محمد اور علی اور جہاں میرے اور کل انبیاء و اوصیاء اشجاء انابق نور پر کہ
 قبل اسکے کوئی فرد بشر مخلوقات سے اوپر سوار نہیں ہوا ہو سوار ہونگے پس جناب
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ علم اپنا اور شمشیر اپنی قائم کے ہاتھ میں دینگے بعد اسکے
 جو خدا چاہیگا وہ ہم دیکھینگے پس حق تعالیٰ مسجد کو فہ سے ایک چشمہ روغن اور ایک
 چشمہ آب اور ایک چشمہ شیر جاری ہوگا پس اُسوقت امیر المومنین علیہ السلام جناب
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کی تلوار مجکو دینگے اور مجھے جانب مشرق اور مغرب بھیجینگے
 پس جو دشمن خدا ہوگا اوسکو میں قتل کرونگا اور جس بت کو پاؤنگا جلاؤنگا یا ہانکا
 کہ زمین ہند میں پہونچکر کل بلاد ہند فتح کرونگا اور حضرت دانیال اور یوشع پیغمبر
 زندہ ہو کر خدمت جناب امیر علیہ السلام میں آئینگے اور کہیں گے کہ خدا و رسول خدا
 اُن چیزوں میں کہ جو جو وعدے کئے تھے راست فرمایا تھا پس ستر آدمی اُنکی ہر
 بصرہ کی طرف روانہ ہونگے اور جو کوئی مقابلہ میں آئیگا اوسکو قتل کریں گے اور ایک
 لشکر جانب روم روانہ کریں گے کہ وہ فتح باب ہوگا پس ہر حیوان حرام گوشت کو زندہ
 قتل کرونگا یا ہانکا کہ سوائے نیک اور طیب کو روئے زمین پر کوئی شے بد باقی نہ رہے

اور میں جزیہ بڑھ کر دینگا اور یہود و نصاریٰ اور تمام ملل کو اختیار دوں گا خواہ اسلام
 قبول کریں خواہ نہ کرنا اختیار کریں پس جو مسلمان ہو گا اوستے بینی پیش آوے گا
 اور جو اسلام نہ لائے گا اوسکو قتل کر دینگا اور کوئی شیعہ ہمارا ہو گا مگر یہ کہ خدا ایک شہ
 اوسکی طرف نازل کریگا کہ اوسکے منہ سے خاک چھڑائے اور مکان اور عورتیں اوسکی
 اوست بہشت میں دکانی اور ہر نابینا اور ابلہ اور پانچ اور بتلای بلا کو خدا ہم اہلبیت کی بہت
 نجات دیگا اور حق تعالیٰ آسمان و زمین کی طرف اس درجہ برکات نازل کریگا کہ دختای
 سیوہ دار کی شاخیں میوہ کی کثرت سے ٹوٹ جائیں گی اور موسم سرما کی میوے فصل گرما
 اور فصل گرما کے میوے سرما میں پیدا ہوں گے اور یہی ہیں معنی قول حق تعالیٰ کے
 وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْاَرْضِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمُ الْاٰیٰتِیْنَ تَرْجَمَہ اس آیت کا یہ ہے
 کہ اگر اہل شہر ایمان لائیں اور پرہیزگاری اختیار کریں تو ہر آئینہ کھول دوں میں اوسکے
 اوپر برکتیں آسمانوں و زمینوں کی لیکن تکذیب کی اونہوں نے ہماری پیغمبروں کی پس
 ایسا کرنے اوسکو ساتھ عذاب کے بسبب اوس چیزوں کے کہ کسب کیا اونہوں نے اور
 خداوند تعالیٰ شیعوں کو ایسی کرامت عطا فرمائے گا کہ اوپر کوئی زمین کی شے مخفی نہ رہے گی جیسا
 کہ اگر کوئی شخص چاہے گا کہ گھر کا حال دریافت کرے تو خدا اوسکو اوس امور کا اسامہ
 فرمائے گا کہ اوسکے اہل خانہ کرتے ہوں گے اور شیخ مفید نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام
 روایت کی ہے کہ مجھ کو گندہ ہر ایک شخص اہلبیت سے بعد اپنی وفات کے تین ہزار نور
 آنک باو شاہی کریگا یعنی عرض کی یہ کون سا زمانہ ہو گا حضرت نے فرمایا بعد محکم آل محمد کی

بحاس برس تک فتنہ و حرج باقی رہیگا پہر منتصر یعنی حضرت امام حسین علیہ السلام
 آئینے دور اپنے اصحاب کی قربان کا عوض لینگے اور اس قدر قتل کریں گے کہ لوگ کہیں گے
 یہ اگر ذریت پیغمبر سے ہوتے تو اس قدر آدمیوں کو قتل نہ کرتے پس بعد اسکے حضرت
 سفلح یعنی امیر المومنین علیہ السلام تشریف لائیں گے اور حضرت امام رضا علیہ السلام سے
 روایت ہے کہ جو شخص وحدانیت خدا اور رجعت اور متعہ اور حج تسبیح کا اقرار کرے
 اور سہراج اور سوال نکیہین اور حوض کوثر اور شفاعت اور خلق بہشت و دوزخ اور
 صراط اور میزان اور بعث و نشور اور جزا اور حساب کا ایمان لائے پس وہ شخص حق پر
 ایمان لایا اور وہ ہم اہل بیت کی شیعوں میں سے ہے اور اس بات میں حدیث بکثرت
 وارد ہیں چنانچہ اکثر احادیث مجھے علیہ الرحمہ نے بخار میں نقل کئی ہیں اور اس باب میں
 شک نہیں ہے کہ اصل رجعت فی الجملہ متواتر بالمعنی ہے جو شخص اس میں شک کرے ظاہر ہے
 کہ وہ منکر حشر قیامت بھی ہے اور جو امور لصوص متواترہ سے ثابت ہوں فقط استبعاد
 و ہم سے اونکا انکار محض بیدینی ہے اور بعض خصوصیات کہ حور و آیات شاذہ میں وارد ہو
 ہیں اور نایقین نہیں ہو سکتا لیکن انکا یہی سچا ہے اور اختلاف خصوصیات اسکا باعث
 نہیں ہوتا کہ اونکی اصل کا یہی انکار کیا وی چنانچہ اکثر خصوصیات حشر و بہشت و جہنم
 و صراط و میزان وغیرہ میں اخبار مختلفہ وارد ہیں اور یہ باعث اسکا نہیں ہو سکتا
 کہ اصل کا یہی انکار کیا جائے خلاصہ اس بحث کا یہ ہے کہ رجعت بعض مومنوں کی اور
 بعض کافروں اور مخالفوں کی متواتر ہے اور انکار اسکا باعث فرج دین تشیع سے ہے

اور رجعت حضرت امیر المومنین علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام بھی متواتر
بلکہ رجعت حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ بھی متواتر یا قریب متواتر ہے اور رجعت سائر
ائمہ علیہم السلام میں بھی احادیث صحیحہ بکثرت وارد ہیں اور اگر متواتر نہ سمجھی جائیں تو اس
مرتبہ پر ضرور ہونگے کہ اعتقاد ان سب امور کا لازم اور انکار باعث فساد عقیدہ ہے
لیکن خصوصیات رجعت ائمہ کہ آیا ظہور قائم علیہ السلام کے ساتھ ایک ہی زمانہ میں ہوں
یا قبل یا بعد ہوں معلوم نہیں ہو سکتی بعض احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہر امام کے لئے رجعت

بترتیب حالت امامت ہوگی واللہ اعلم

فصل پانچویں معاد کے بیان میں

اس فصل میں چند مطلب ہیں مطلب پہلا معاد کے بیان میں کتاب حق الباقین میں
مذکور ہے کہ معاد سے مراد یہ ہے کہ روح کا حیات کی طرف عود کرنا کہ جو حیات میں اعمال
نیک و بد کے ہیں ان کی جزا و سزا پائی اور معاد کی دو قسمیں ہیں ایک معاد روحانی دوسرے
جسمانی معاد روحانی یہ ہے کہ روح کا بعد مفارقت بدن باقی رہنا پس اگر انسان نیکو
کاروں میں سے ہے تو روح مسرور و خوش رہیگی اور اگر بدکاروں میں سے ہے
تو معذب و مغموم رہیگی چنانچہ فلاسفہ اسی معاد کے قائل ہیں بہشت و جہنم کو اسی تعبیر کرتے
ہیں معاد جسمانی یہ ہے کہ یہی بدن قیامت میں عود کریں گے اور دوبارہ انہیں روحیں داخل
ہونگے اور اگر اہل ایمان و سید ہیں تو اسی جسم سے داخل بہشت ہونگے اور اگر
اہل کفر و شقاوت ہیں تو داخل جہنم ہونگے اور آتش جہنم میں مبتلا و عذاب رہیں گے

اور اقرار معاد ضروریات دین اسلام سے ہی بلکہ جمع اہل ملل مثل یہود و نصاریٰ
 بھی معاد کے قائل ہیں اور کتب الہی اس پر ناطق ہیں خصوصاً قرآن مجید کہ اکثر آیتیں
 اسکی قیامت کے آنے پر دلالت صریح رکھتی ہیں اور قابل تاویل نہیں ہیں
 و **و** **س** **ر** **ا** **م** **ط** **ل** **ب** **م** **و** **ت** **ک** **ر** **ح** **ق** **ہ** **و** **ن** **ہ** **م** **ا** **و** **ر** **ذ** **ک** **ر** **ا** **و** **ن** **چ** **ی** **ز** **و** **ا** **ج** **و** **م** **و** **ت** **س**
 متعلق ہیں کتاب حق یقین میں اکثر حدیثیں منقول ہیں اور احادیث کا خلاصہ
 یہ ہے کہ واجب ہے اقرار کرنا کہ ہر زندہ کے لئے سوائے خدا کے موت ضرور ہے چنانچہ خدا
 فرماتا ہے **کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ** اور کسی ممکن کے لئے حیات ابدی نہیں ہے اور
 ملک الموت کا بھی اقرار کرنا یا بن معنی ضرور ہے کہ خدا نے حضرت عزرائیل کو قبض
 ارواح کے لئے مبین فرمایا ہے اور انکا اور فرشتوں کو فرمان بردار کیا ہے کہ وہ سب
 حضرت عزرائیل کے حکم سے قبض ارواح کرتے ہیں اور انہیں روحیں سپرد
 کر دیتے ہیں اور اس باب میں جو آیتیں وارد ہیں انکے معنی میں محسوسا فرق ظاہر
 ہوتا ہے بعض آیات میں خدا نے قبض ارواح کی نسبت اپنی طرف دی ہے اور بعض
 آیات میں ملک الموت کی طرف نسبت دی ہے اور بعض آیات میں ملائکہ کی طرف
 نسبت دی ہے اکثر علماء ان آیات کا مطلب اس طرح جمع فرماتے ہیں کہ بعض اشخاص کی
 قبض روح ملک الموت کرتے ہیں اور بعض کی قبض روح ملائکہ کرتے ہیں اور
 ملک الموت کو دے دیتے ہیں اور ملک الموت سب روحیں قبض کر کے خدا کی
 جناب میں لے جاتے ہیں اور احادیث معراج میں منقول ہے کہ حضرت سونچا

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ملک الموت کو آسمان اول پر بلا دیکھا اور اُس نے پوچھا
 کہ تم آن واحد میں کس طرح متعذر و رو حین قبض کرتے ہو حالانکہ بعض اشخاص مشرق میں
 اور بعض مغرب میں ہیں انھوں نے عرض کی کہ میں بروح کو بلاتا ہوں وہ بلائی
 چلی آتی ہیں اور بنا بر دوسری روایت کے بیان کیا کہ تمام دینا میرے نزدیک مثل
 ایک کاسہ کے ہے کہ جب طرح بندگان خدا کے سامنے کاسہ رکھا ہو جس طرف سودہ چاہیں
 ہاتھ بڑھا کے لقمہ اٹھا لیں اور اس باب میں اختلاف ہے کہ آیا حیوانات کی روح
 ملک الموت قبض کرتے ہیں یا اور فرشتے قبض کرتے ہیں جناب اخوند مجلسی علیہ الرحمہ
 فرماتے ہیں کہ کوئی نص صریح اس باب میں نظر سے نہیں گذرے اور فکر اس میں ضرور
 نہیں ہے اجمالاً جاننا چاہئے کہ حیات اور موت سب حیوانات کی قدرت خدا ہی ہے
 اور وہی سب کا زندہ کرے والا اور مار ڈالنے والا ہے ہو سکتا ہے کہ ملک الموت بھی قبض
 کرتے ہوں اور ملائکہ بھی قبض روح کرتے ہوں اس لئے کہ خدا کے کارکن بہت ہیں
 اور حق الیقین میں فرماتے ہیں کہ واجب ہے اقرار کرنا ان چیزوں کا کہ جو احسن
 صحیحہ معتبرہ میں وارد ہوئے ہیں مثل سکرات موت اور شدت جان کشدن اور
 کیفیات موت اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ اور ائمہ ہدیٰ علیہم السلام کا
 وقت قبض روح مؤمنین بشارت دینے اور آسانی مرگ کے لئے تشریف آنا
 اور کافروں اور منافقوں اور مخالفوں کی قبض روح کے وقت زیادتی شدت
 اور مصوبت مرگ اور عذاب ابدی کی خبر دینی کو آنا اور اس باب میں فکر کرنا بجا ہے

کہ تشریف لانا ان حضرات کا ہریت کے پاس کس طرح سے ہو اور میت انہیں
 کس طرح دیکھتے ہو اور یہ حضرات جسداصلے سے تشریف لاتے ہیں یا جسداصلے سے
 رونق افزا ہوتے ہیں اسلئے کہ ان امور میں فکر کرنا باعث غلبہ اور وسوسہ شیطانی
 ہوتا ہو اور احادیث معتبرہ میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے
 کہ جب وقت وفات مومن آتا ہو تو خدا دو ہوائیں اُسکے لئے بھیجتا ہے ایک ہوا کا
 منسیہ ہو اور ایک کا نام مسخیہ ہے پس منسیہ خیال اہل و مال بھلا دیتی ہے
 اور مسخیہ اُسے جان دینے پر سخی و راضی کرتی ہو اور جب ملک الموت قبض
 روح کے لئے تشریف لاتے ہیں تو اُس سے کہتے ہیں کہ اے دوست خدا بیتابی نہ
 قسم ہو اُس خدا کی جس نے محمد کو بنے برحق کیا ہے کہ میں تجھے پیری پروردگار سے
 مہربان تر اور شفیق تر ہوں اپنی آنکھیں کھول اور دیکھ پس اُس شخص کو جناب
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر المومنین اور فاطمہ اور حسن اور حسین
 علیہم السلام اور باقی ائمہ طاہرین سلام اللہ علیہم اجمعین نظر آتے ہیں اُس وقت
 عزرائیل کہتے ہیں کہ یہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ اور تیرے ائمہ ہیں کہ تو انکار فرما
 ہو گا پس وہ شخص آنکھیں کھولتا ہو اور اُنکو دیکھتا ہو اور منادی اسکو خدا کی طرف
 آواز دیتا ہو یا ایہا النفس المطمئنة ارجعی الی ربک راضیة مرضیة
 فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی اس آیت کے معنوں میں حضرت فرماتی ہیں
 کہ اے وہ نفس کہ مطمئن ہو تو محمد اور اہلبیت محمد کی طرف اپنی پروردگار کی جانب

رجوع کر اُس حالت میں کہ راضی ہو تو اپنی ائمہ کی ولایت سے اور بسبب ثواب
 و اجر پسندیدہ ہو تو پس داخل ہو میرے بند و مہین یعنی محمدؐ اور اہلبیت محمدؐ کو
 ساتھ میرے بہشت میں داخل ہو اُس وقت کوئی چیز اُس مختصر کو اس سے
 بہتر نہیں معلوم ہوتی کہ روح اسکی مفارقت کرے اور نادیدنی سے ملحق ہو جائے
 احادیث دیگر میں وارد ہے کہ مومن کے وقت مرگ جناب رسول خدا صلی اللہ
 علیہ وآلہ اور جناب امیر اور ائمہ ہدی صلوات اللہ علیہم اجمعین اور حضرت جبریل
 آتے ہیں اور ملک الموت سے سعی کرتے ہیں کہ بہ نرمی قبضہ روح کرو
 اور اُس مومن کو بشارت بہشت دیتی ہیں اور جب کافر کا وقت موت
 آتا ہے تو اُس وقت بھی یہ حضرات تشریف لاتے ہیں اور ملک الموت سے
 فرماتے ہیں کہ بسختی اسکی قبضہ روح کرو کہ یہ ہمارا دشمن ہے اور عذاب خدا
 اور عذاب دوزخ سے اُسے ڈراتے ہیں مطلب تیسرا احوال عالم
 برزخ میں حق الیقین میں مذکور ہے کہ عالم برزخ اور اُسکے ثواب و عقاب کی
 تصدیق کرنا ضرور ہے اور بعد مفارقت بدن روح کا باقی رہنا اور منکر و نکیر کا
 قبر میں سوال کرنا بھی ضرور ہے اور برزخ موت سے قیامت تک کی مدت کو
 کہتی ہیں اور جب میت کو دفن کرتے ہیں تو سوال کے لیے دو فرشتے آتی ہیں
 اور خدا سے تاکر بدن میت میں روح کو داخل فرماتا ہے وہ فرشتے میت کو
 بٹھاتے ہیں اور اُس سے سوال کرتے ہیں اور جس سے سوال کرتے ہیں

بعض انہیں بعد سوال رخت میں ہو جاتے ہیں اور بعض عذاب شدت میں
 مبتلی ہو جاتے ہیں اور سوالی اور مضبوط اور فشار قبر اسے بدن پر ہوتا ہے
 اور باقی امور روح کے ساتھ متعلق ہیں مطلب چوتھا بقای روح کے
 بیان میں حق الثبوت میں مذکور ہے کہ بعد مفارقت بدن روح کے باقی نہیں
 شک نہیں ہے اور احادیث کثیرہ ہیں شیعہ و سنی سے مذکور ہے کہ بعد مفارقت
 بدن روح ایک بدن لطیف سے متعلق ہوتی ہے کہ وہ بدن لطیف مثل بدن
 دنیائے کے ہوتا ہے اور لطافت میں مثل بدن ملائکہ اور جنات کے ہوتا ہے اور
 اسی بدن سے روح حرکت کرتی ہے اور اورتی ہے اور بعد وفات دنیا اور
 اوصیاء کے ظاہر ہونے میں احادیث کثیرہ وارد ہیں مثل اسکے کہ حضرت
 امیر المومنین علیہ السلام نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کو مسجد قبا میں
 البکر کے تئیں دکھا دیا اور حضرت امام حسن علیہ السلام نے حضرت امیر المومنین
 علیہ السلام کو مع اصحاب دیکھا اور حضرت صادق علیہ السلام کا حضرت امام
 محمد باقر علیہ السلام کو دیکھنا اور حضرت امیر کا حضرت یوشع کو دیکھنا اور اُن سے
 باتیں کرنا اور ملاقات کرنا اور مثل ان روایات کے بصائر الدرجات وغیرہ میں
 منقول ہیں و صحائف الابرار میں فضل بن شاذان سے روایت ہے کہ حضرت امیر المومنین
 علیہ السلام صبر اسے نجف میں سنگرزون پر لیٹے تھے قبر نے عرض کی میں فرشتہ
 پھمادون حضرت نے فرمایا نہیں اس مقام پر یا کسی مومن کی تربت ہو

یا مجلس مومن میں مشارکت اور اسکی ہمیشہی ہر اصبح بن نہایت نے عرض کی مجھی
یہ تو معلوم ہوا کہ اس مقام پر کسی مومن کے قبر پر لیکن ہمیشہی اونکی کیا معنی کرتی
حضرت نے فرمایا کہ ای سپر نہایت اس صحرا میں ہر مومن اور مومنہ کی روحیں نور کے
قابون میں اور نور کے سبز دن پر موجود ہیں اور حسن بن سلیمان نے آخر میں
اس روایت کے یہ عبارت زیادہ کہ ہے حضرت سے فرمایا کہ ای سپر نہایت اگر
پردہ اٹھا دیا جائے تو اسوقت تم دیکھو کہ مومنوں کی روحیں حلقہ حلقہ بیٹھی ہیں
اور ایک دوسرے کو دیکھنے کی لئے جاتی ہیں اور ایک دوسرے سے صحبت کرتی ہیں
اور ہر مومن کی روح اس وادی میں موجود ہے اور کافر کی روح وادی برہوت
میں رہتی ہے محاسن میں حضرت صادق علیہ السلام سے روایت
کی ہے کہ حضرت نے ابوبصیر سے ارشاد فرمایا کہ جو شخص تم میں سے ہماری لایت
اعتقاد پر مرتا ہے وہ شہید مرتا ہی اگرچہ اپنے رخت خواب پر مری اور خذل کے
نزدیک اپنی روزی سے متنعیم ہوتا ہی احادیث کثیرہ میں وارد ہوا ہی کہ جب تم زیارت
قبر خویشان و برادران مومن کے لئے جاتے ہو تو وہ مطلع ہوتے ہیں اور
تم سے انس کرتے ہیں اور جب پھرتے ہو تو انھیں وحشت ہوتی ہے اور ایک
روایت میں وارد ہوا ہی کہ حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر مومن و کافر
روح وقت زوال شمس اپنے اہل کی زیارت کے لئے آتے ہی اگر مومن کی روح دیکھتی
کہ اہل اس کے نیک عمل کرتے ہیں تو بسبب اُن اعمال خیر کے حمد خدا بجا لاتی ہے

اور اگر کا فرو کھتا ہو کہ یہ عمل صالح کرتے ہیں تو باعث اسکی حسرت کا ہوتا ہے اور
 اسحاق بن عمار سے منقول ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے عرض کی
 کہ آیا میت اپنی اہل کی زیارت کے لئے آتی ہے حضرت نے فرمایا کہ ہاں میں نے عرض کی
 کتنی مدت کے بعد حضرت نے فرمایا ایک ہفتہ یا ایک مہینے میں یا ایک سال میں
 بقدر اپنی منزلت کے ایک مرتبہ میں نے عرض کی کس صوت سے آتے ہیں حضرت نے
 فرمایا بصورت مرغ لطیف اپنی عزیز و اقارب کی دیواروں پر آکر ٹھٹھتے ہیں اور انہیں
 دیکھتے ہیں اگر انھیں خیر و خوبی میں پاتی ہیں تو شاد و مسرور ہوتی ہیں اور اگر حالت شر
 اور پریشانی میں دیکھتی ہے تو محزون و غمگین ہوتی ہیں اور دوسری روایت میں
 ارشاد فرمایا کہ میت موافق اپنی فضائل کے ہر روز یا تیسرے دن یا کم سے کم
 ہر ہفتہ میں ایک مرتبہ وقت زوال شمس بصورت کنجشک یا کنجشک سے کوچ کرتے
 اپنی عزیز و اقارب کو دیکھنے کو آتی ہیں اور اسکے ہمراہ ایک فرشتہ ہوتا ہے اور اس
 میت کو وہ امور کہ جو اسکے باعث سرور ہوتے ہیں انہیں دکھاتا ہے اور وہ امور
 کہ جو باعث اندوہ ہوتے ہیں انہیں اس میت کی آنکھوں سے پوشیدہ کر دیتا ہے
 پس وہ میت شاد و خوش حال پھرتی ہے اور یہ بھی حدیث معتبرہ میں منقول ہے
 کہ ابوبصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حالات ارواح مومنین کا
 سوال کیا حضرت نے فرمایا کہ ارواح مومنین حجرہ ہائے بہشت میں ہیں اور طعام
 بہشت کھاتے ہیں اور شراب بہشت پیتے ہیں اور کتنی ہیں پروردگار اقیامت کو

ہمارے لئے ہر پا کر اور ہم نے تو نے جو وعدہ کیا ہے خدا کر اور ہماری آخر کو اول
 ملحق فرما اور روحین مشرکون کی آگ میں معذب ہیں وہ کہتی ہیں پروردگار ہمارے
 لئے قیامت کو ہر پا کر اور جو کچھ تو نے وعدہ کیا ہے اسے عمل میں نہ لا اور ہمارے
 آخر کو ہمارے اول سے ملحق نفر ما الغرض ان احادیث متواترہ سے معلوم ہوا کہ
 روح بعد فنا کبدن باقی رہتی ہے اور فی الجملہ مشاب و معذب ہوتی ہے مطلب یہ ہے
 سوال قبر اور فشار قبر اور ثواب و عذاب قبر کے بیان میں حق الیقین میں مذکور ہے
 کہ قبر میں سوال ہوتا ہے اور ردحکو سوال کے لئے بدن میں داخل کر دیتے ہیں بلکہ
 اعتقاد اسکا ضروریات دین اسلام سے ہے اور منکر اسکا کافر ہے ابن بابویہ رحمہ اللہ
 حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جو شخص تین چیزوں کا انکار کرے
 وہ ہمارے شیعوں سے نہیں ہے معراج سوال قبر شفاعت اور اسیطرح دو فرشتوں کا
 سوال کے لئے قبر میں آنا بھی متواتر اور ضروری مذہب سے ہے اور اکثر اخبار میں
 وارد ہوا ہے کہ ان فرشتوں میں ایک منکر ہے دوسرا نکیر ہے اور بعض روایات
 میں وارد ہوا ہے کہ مومنوں کے لئے مبشر اور بشیر آتے ہیں اور مخالفون کے لئے
 منکر اور نکیر آتے ہیں اس واسطے کہ مومنوں کے لئے خوب صورت ہو کے آتی ہیں
 اور انکو نعمت سے بڑا انتہا کی بشارت دیتے ہیں اور کافرون اور مخالفون کے لئے
 صورت ہائے مہیب سے آتی ہیں اور عذاب الہی سے ڈراتے ہیں اور تکلمین
 امامیہ میں مشہور یہ ہے کہ سوال قبر ہر فرد بشر کے لئے نہیں ہے بلکہ مخصوص

مومن کامل اور کافر شدید الکفر کے لئے ہے اور متصفون اور لڑکوں اور مجنون کے لئے
 سوال قبر نہیں ہے اور اس طرح اس شخص کے لئے بھی سوال قبر نہیں ہے کہ جس قبر میں
 رکھنے کے بعد تلقین عقائد حقہ کی جائے تو اس وقت دو وزن فرشتے آسمان پر ہوتے ہیں
 کہ ہمیں چلے جانا چاہیے کہ یہ تلقین اس میت کے لئے محبت ہو چکی اور اس باب میں
 اختلاف ہے کہ آیا انبیاء اور اوصیاء سے بھی سوال قبر ہوتا ہے یا نہیں اور اس مسئلہ میں
 فکر کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی اگرچہ سوال کا نہونا اظہر ہے اور اطفال کو سوال میں
 بھی شکی خلافت کرتے ہیں اور اظہر سوال کا نہونا ہے اور کلینی نے بسند معتبر حضرت
 صادق علیہ السلام سے روایات کی ہیں کہ میت مومن کو جب اُس کے گھر سے نکالتے ہیں
 تو ملائکہ قبر تک اس کی مشایعت کرتے ہیں اور اُس پر از و حام کرتے ہیں یہاں تک
 کہ اُس میت کو قبر تک پہنچاتے ہیں اور جب وہ اپنی قبر میں پہنچتا ہے تو زمین اُس
 کہنے ہی مرجا خوش آمدی تو اپنی اہل کی طرف آیات م خدا کی میں دوست رکھتی تھی
 کہ مثل تیرے کوئی شخص مجھ پر راہ چلے تو دیکھے گا کہ میں تجھ سے کیا کرونگی بعد اُس کے قبر اُسکی
 وسیع و کشادہ کر دیتے ہیں جہاں تک کہ نگاہ کام کرے اور اُسکی قبر میں دو فرشتے
 نکر اور نکیر داخل ہوتے ہیں اور اُسے سوال کہتے ہیں کہ یہ وہ گارہ کون ہے میت کہتی ہے یہ وہ گارہ
 میرا خدا ہے سوال کرتے ہیں کہ دین تیرا کیا ہے میت کہتی ہے دین میرا اسلام ہے پھر سوال کرتے ہیں کہ پیغمبر کون ہے میت کہتی ہے
 کہ میرے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں پھر سوال کرتے ہیں کہ امام تیرا کون ہے
 میت جواب دیتی ہے کہ امام میرے علی ابن ابیطالب ہیں پس آسمان سے

متادی ندا کرتا ہو کہ میرے بندے نے سچ کہا اور فرشتوں نے شہادت بہشت اسکی قبر
 پہناؤ اور ایک دروازہ بہشت اسکی قبر میں کھول دے اور جامہ ہادی بہشت اسکو
 پہناؤ یہاں تک کہ ہماری پاس آئے اور جو کچھ ہمارے نزدیک ہو اسکے حقیق بہتر
 پس اُس سے فرشتے کہتی ہیں کہ مانند خواب خود امداد استراحت کر اور اُس نیند
 سی سو کہ جسمیں کوئی خواب پیشان نہیں ہوتا اور اگر کافر ہوتا تو ملائکہ غضب اسکے
 جنازہ کی اسکی قبر تک مشایعت کرتے ہیں اور زمین اوس سے کہتی ہے کامر حب
 بر می جگہ تو آیا واللہ میں دشمن رکھتی تھی کہ مجھ پر مثل تیرے کوئی شخص راہ چلے لبتہ
 تو دیکھو گا کہ میں تجھے کیا کرونگی پس زمین اوسکو فشار دیتی ہے یہاں تک کہ ہڈیاں اُسکے
 پہلو کی ایک دوسرے سے لجاتی ہیں پس منکر و نکیر اُسکے سامنے آتے ہیں بخلاف اُس
 صورت کے کہ جس صورت سے مومن کے پاس آتے ہیں اور اُسکو بٹھاتی ہیں
 اور رد حکم تا کہ اُسکے بدن میں داخل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پروردگار تیرا
 کون ہے وہ مضطرب ہو جاتا ہے اور کہتا ہے کہ میں سنتا تھا کہ لوگ کہتے تھے فرشتے کہتی ہیں
 ہرگز نجانے گا تو اور اسی طرح پیغمبر اور امام کا سوال کرتے ہیں اور وہ یہی جواب دیتا ہے
 پس آسمان سے آواز آتے ہو کہ یہ بندہ میرا جوٹ لکھا ہے قبر میں اسکی آگ بچاؤ اور
 اسے آگ کی کپڑے پہناؤ اور اسکے لئے ایک دروازہ آگ کی طرف کھول دے یہاں تک
 کہ میری طرف آئے اور جو کچھ اسکے لئے میرے نزدیک ہے وہ اس حالت سے
 بدرجہا پس یقین مرتبہ گزشتہ آتش اُسپر مارنے میں کبھی مرتبہ آگ اور تپتی ہو کہ اگر وہ ضرر بین

تمامہ کے پہاڑوں پر لگائی جائیں تو سب ریزہ ریزہ ہو جائیں اور خدا اُس کے قبر میں
 ساپوں کو مسلط کرتا ہے کہ وہ سانپ اُسے کاٹتے ہیں اور پھاڑتے ہیں اور شیطان
 اُس کو غمناک اور اندوگین کرتا ہے اور اُس کے عذاب کی صدا سب مخلوقات خدا
 سنتے ہیں اور کتب الحسنات سے ثابت ہوتا ہے کہ قبر میں محبت امیر المومنین علیہ السلام کا
 سوال کیا جائیگا چنانچہ جناب مجتہد العصر سید محمد عباس صاحب نے روح القرآن میں
 لکھا ہوسدی نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے روایت کی ہے کہ تحقیق ولایت
 علی علیہ السلام کا تھے قبر و زمین سوال کیا جائیگا پس کوئی مردہ مشرق و مغرب
 اور صحرا و دریا میں باقی نہ رہیگا مگر یہ کہ منکر و نکیر اُسے ولایت امیر المومنین علیہ السلام کا
 بعد موت سوال کریں گے اور ہریت سے کہیں گے کہ نبی تیرا کون ہے اور امام تیرا کون ہے
 اور حق یقین میں بسنا صحیح حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب
 مومن مرتا ہے تو اُس کے ساتھ اُس کے قبر میں چھ صورتیں داخل ہوتی ہیں کہ ایک
 انجین سے خوش و تر اور خوش بھیت تر اور خوشبو تر اور پاکیزہ تر کُل صورتوں سے
 ہوتی ہے پس ایک ان صورتوں میں سے دہنی طرف کھڑی ہوتی ہے اور ایک بائیں
 طرف ایک سامنے اور ایک پس پشت اور ایک بالائے سر ظاہر میں اور ایک
 جانب بائیں اور جو صورت کہ سب صورتوں میں زیادہ تر خوبصورت ہے وہ سر ہانے
 کھڑے ہوتی ہے پس سوال یا عذاب خدا جس طرف سے آتا ہے جو صورت جس طرف
 کھڑی ہے وہاں فح ہوتی ہے اور جو صورت کہ سب سے زیادہ خوبصورت سے

سب صورتوں سے کہتی ہے کہ تم کون ہو خدا تمکو میری طرف سے جہنمی خیر دے
 ماہنی طرف کی صورت کہتی ہے میں نماز ہوں پائین طرف کی صورت کہتی ہے
 میں زکوٰۃ ہوں سامنے کی صورت کہتی ہے میں روزہ ہوں پس پشت کی صورت
 کہتی ہے میں حج و عمرہ ہوں پائین پاکی صورت کہتی ہے میں نیکی اور احسان ہوں کما سنی
 اپنی برادران مومنین سے کیا ہے پھر وہ سب صورتیں اُس صورت سے کہتے ہیں
 کہ تو کون ہے کہ ہم سب سے بہتر اور خوشتر و تر اور خوشتر ہو وہ صورت جواب دیتی ہے
 کہ میں دلائل امیر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں

بیان فشار قبر اور ثواب قبر اور عذاب قبر

حق الیقین میں مذکور ہے کہ ضغطہ قبر اور ثواب اور عذاب قبر فی الجملہ اجماعی
 مسلمین پر اور احادیث معتبرہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ضغطہ قبر بدن اصلی پر ہوتا ہے
 اور سب کو لے کر ضغطہ قبر نہیں ہوتا ہے جیسے سوال قبر ہوگا اُس پر ضغطہ بھی ہوگا اور
 جیسے سوال قبر ہوگا اُس پر فشار بھی ہوگا اور ابن عباس سے روایت کی ہے
 کہ عذاب قبر کے تین حصہ ہیں ثلث حصہ بسبب غیبت کے ہے اور ثلث بسبب
 اور سخن چینی کی ہے اور ثلث حصہ بول سے اجتناب نہ کرنے کی وجہ سے ہے
 اور مسند صحیح حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ عمر بن یزید حضرت
 خدمت میں عرض کی کہ میں نے آپ سے سنا ہے کہ آپ ارشاد فرماتے تھے کہ سب شیعہ
 بہشت میں جائیں گے ہر چند گناہگار ہوں حضرت نے فرمایا واللہ میں نے سچ کہا

کہ سب شیعہ بہشت بن جائینگے منوعرض کی فدا ہوں میں آپ پر بہت لوگ گناہ
 کبیرہ کرنے ہیں حضرت نے فرمایا پیغمبر مطہر اور اسکی وصی واجب الاتباع کی
 شفاعت سے تم سب داخل بہشت ہو گے لیکن واللہ میں تمہارے لئے
 عالم برزخ سے ڈرتا ہوں منوعرض کی برزخ کیا چیز ہے حضرت نے فرمایا
 قبر اور روز انتقال سے روز قیامت تک کا زمانہ عالم برزخ ہو حدیث حسن
 کا نصیح میں نے بارہ سے منقول ہوا کہ مئی میں کہ میں نے حضرت محمد بن قریب علیہ السلام سے
 پوچھا بہت کو ساتھ جریدے کے واسطے رکھتی ہیں حضرت نے فرمایا اسلیے کہ جب
 وہ جریدے تر رہتی ہیں بہت سے عذاب و حساب دور رہتا ہے حیو قوت میں کہ بہت
 کو داخل قبر کرتے ہیں اور لوگ دفن کر کے پھرتے ہیں وہی ساعت اور وہی روز
 عذاب کا ہی پس دو جریدے بسبب اسکے قرار دیئے ہیں کہ اُس ساعت عذاب
 نکلیا جائے اور جب اسوقت عذاب نہوا تو انشاء اللہ تعالیٰ جریدے میں خشک ہو نہ کیو
 بھی ہو گا مطلب چھٹا بعض شروط اور علامات قیامت کے بیان میں کہ جو امور
 نفع سے پہلے واقع ہونگے اور بیان کیفیت نفع صور صاحب حق یقین فرمائیں
 کہ عمدہ علامات قیامت سے چند چیزیں ہیں پہلی یا جوج و ما جوج کا نکلنا کہ ذکر اسکا
 قرآن میں موجود ہے اور کتب اخبار میں تفصیل مذکور ہے و دوسری ظہور دابة ^{من} _{ال}
 شمس کی آفتاب کا جانب مغرب سے نکلنا چوتھی ایک دھوین کا پیدا ہونا اور
 حادیت کبیرہ میں طریق شیعہ و سنی سے وارد ہوا ہے کہ حق تعالیٰ نے اسرافیل کو پیدا

کیا ہی اور اونکے ساتھ ایک صور خلق فرمایا ہی کہ ایک سر اسکا مشرق میں ہے
 اور دوسرا مغرب میں ہی اور جسے وزیری کہ اسرافیل پیدا ہوئی ہیں منہ میں صور
 لئی ہوئی منتظر امر الہی ہیں کہ جبوقت فرمان حق تعالیٰ پہونچی صور پہونکین علی بن ابترام
 روایت کی ہی کہ حضرت امام زین العابدینؑ سے کسی نے سوال کیا کہ پہلے نفخہ سے
 دوسرے نفخہ تک کسقدر فاصلہ ہوگا حضرت نے فرمایا جسقدر خدا چاہے
 بعد اسکے استفسار کیا یا بن رسول اللہؐ اسرافیلؑ کیونکر صور پہونکے گے حضرت نے
 فرمایا پہلے نفخہ میں خدا اسرافیلؑ کو حکم فرمایگا کہ دیتا میں اترو پس اسرافیلؑ مع صور
 اور ترینگے اور صور ایک سر اندر دو جانب رکھتا ہی اور درمیان دو وزن جانوں کے
 بقدر ما بین زمین و آسمان فاصلہ ہی جب ملائکہ اسرافیلؑ کو دکھین گے کہ صور لیکی
 زمین کی طرف آتے ہیں کھینگی کہ خدا نے اہل زمین و آسمان کے مردہ کرینگی اجازت
 دی ہی پہر اسرافیلؑ حطیرہ بیت المقدس پر اور ترینگے اور منہ کعبہ کی طرف کریں گے
 جب اہل زمین اسرافیلؑ کو دکھین کر تو کھین گے کہ خدا نے اہل زمین کو بار ڈالنے کی
 اجازت دی ہی پہر اسرافیلؑ اُس صور میں پہونکینگے اور آواز اُس طرف سے نکلیگی کہ
 جو زمین کی طرف ہی اُسوقت زمین پر کوئے صاحب روح زندہ نہ رہیگا اور سب
 مرجائینگے پہر آواز اُس جانب سے نکلے گی کہ جو آسمان کی طرف ہی اُسوقت کوئی
 ذی روح آسمان پر باقی نہ رہیگا اور سب مرجائینگے مگر اسرافیلؑ زندہ رہینگے
 پہر خدا اسرافیلؑ سے فرمایگا کہ ای اسرافیلؑ مر جاوہ بھی مرجائینگے اور یہ حالت

اس وقت تک رہیگی کہ جب تک خدا چاہیگا پھر خدا آسمانوں کو حکم دیگا کہ حرکت میں آئیں
 اور پھاڑوں کو حکم ہوگا کہ روان ہوں اور حرکت میں آئیں اور ہوا اور ہوائیں بچھ جائیں
 اور یہ زمین اُس زمین سے بدل جائیگی کہ جس پر گناہ نکلیا گیا ہوا اور کشادہ ہو جائیگی اور
 کوئی پتا اور کوئی پہاڑ اور کوئی درخت اور کوئی کھانسی روئے زمین پر نہ رہیگی مثلاً سکر
 کہ جس طرح پہلی زمین کو چھایا تھا وہی حالت زمین کی ہو جائیگی اور حق تعالیٰ عرش اپنا پانی پر
 رکھیگا جس طرح اول رتبہ رکھتا تھا اور استقلال عرش بسبب عظمت خدا ظاہر ہوگا اور
 خداوند جبار پادشاه از بلند کہ جو کل آسمانوں اور زمینوں تک پہنچے ارشاد فرمائیگا کہ
 آج کے دن بادشاہی کے لئے مخصوص ہے جب کوئی نہوگا تو خود جلال میں فرمائیگا
 کہ خدا سے یگانہ ہمارا کوئی ہے اور میں نے تمام مخلوق پر غلبہ کیا اور تمام خلق کو مار ڈالا
 میں ہوں خداوند کیا کہ سوا میرے کوئی خدا نہیں ہے اور میں کوئی شریک اور کوئی وزیر
 نہیں رکھتا ہوں اپنے دست قدرت سے کل مخلوق کو پیدا کیا اور میں انہیں اپنی مشیت
 مار ڈالتا ہوں اور میں انکو اپنے دست قدرت سے زندہ کرتا ہوں پھر خداوند جبار اپنی
 قدرت سے صور میں پہونکیگا اس وقت صور کے اُس جانب سے کہ جو آسمانوں کی طرف ہے
 خدا تخلیگی پھر آسمانوں میں کوئی باقی نہ رہیگا مگر یہ کہ زندہ ہو جائیگا اور جس طرح ہے تھا
 اوتھے بیٹھیکے اور حاملان عرش پیدا ہونگے اور بہشت اور دوزخ حاضر ہونگی
 اور خلایق حساب کو لئے محشور ہوگی یہ کہلے حضرت اُس وقت بہت روئے
 مطلب کے اتوان ان احوال کے بیان میں کہ جو قیامت سے پہلے

واقع ہوئی کتاب حق یقین میں مذکور ہے کہ ایمان لانا ان سب مقدمات جملہ
 جنگی خدشہ آیت کریمہ میں خبر دی ہو ضرور ہے اور پیر وہی بعض حکما اور بیعت
 کفار کے سب سے تاویل آیات قرآن سنو اور نہیں ہی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام
 روایت ہے کہ جب خدا چاہے گا کہ لوگوں کو محسوس کرے تو حکم فرماے گا کہ منادی ندا کرے
 پس تمام جن والنس کو ایک چشمزدن میں ایک مکان میں جمع کرے گا پہر آسمان اول کو
 اوتارے گا اور عقب میں لوگوں کے رکھے گا پہر آسمان دوم کو اوتارے گا وہ آسمان اول سے
 دو چند ہے اور اسی ترتیب سے تمام آسمانوں کو اوتارے گا اور لوگوں کو محیط کرے گا پہر ایک ایک
 ایک گروہ ملائے گا کے ساتھ اوتارے گا اُس وقت منادی اس آیت سے ندا کرے گا
 يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ ان اسْتَطَعْتُمْ ان تَنْفِلُوا مِنْ اقْطَارِ سَمَوَاتِ وَالْأَرْضِ فَانْفِلُوا
 لا تَقْنَدُوا ن لا یسلطان یعنی امی گروہ جن والنس اگر ہو سکے تم سے کہ نفوذ کرو اور بہاگو تم
 اقطار آسمان وزمین سے تو نفوذ کرو اور نفوذ نہ کر سکوگی مگر باعانت و قدرت خدا پس
 حضرت نے گریہ فرمایا راوی نے پوچھا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور
 حضرت امیر المومنین علیہ السلام اور شیعہ اُنکے اُس وقت کہان ہوئی حضرت نے فرمایا
 کہ مقام انکا چند مقام ہے بلند پر ہوگا کہ وہ مقام مشک سی خوشبو ترہیں اور بالائے
 منبر ہاں تو رہو گا حالانکہ لوگ محزون ہونگے اور ڈرتے ہونگے اور یہ حضرات حق
 ہونگے پس حضرت نے ایک آیت پڑھا کہ مضمون اوسکا یہ ہے کہ جو کوئی لائے کوئی
 سند پس واسطے اُسکے بتر استے ہی اور یہ لوگ اوس روز کی فزع سے محفوظ ہیں

پر حضرت نے ارشاد فرمایا قسم خدا کی کہ حسنہ اس آیہ میں امیر المؤمنین علیہ السلام
 مراد ہی مطلب آٹھواں حشر دوش کے بیان میں خدا فرماتا ہی وَاِذَا الْوُجُوْشُ
 حُشِرَتْ یعنی جس وقت وحشی محشور ہوں اور جمع البیان میں اس آیہ کی تفسیر میں لکھا
 کہ حق تعالیٰ دوش کو محشور فرمایگا تاکہ انہیں وہ چیزیں کراست فرماو کہ جسکے یہ مستحق ہیں
 یعنی جو جو الم انہیں دنیا میں پہونچی ہیں اور نکاح عوض دی اور بعض دوش کا بعض
 دوش سے انتقام لے پس جس وقت ان حیوانات کو اس چیز کا کہ جسکے مستحق تھی
 عوض ملیگا تو بعد اسکے علما میں اختلاف ہی بعض کہتی ہیں کہ جنکو عوض ملیگا ہمیشہ
 نعمت میں رہیں گے اور احادیث معتبرہ میں طرق شیعہ و سنی میں منقول ہے
 کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ قیامت میں چار شخص سوار ہونگی بین اوق
 سوار ہونگا اور اخی صالح ناقہ خدا پر سوار ہونگے کہ انکی قوم نے اُسے پی کیا تھا
 اور بیٹی میری فاطمہ ناقہ غضب پر سوار ہونگے اور علی بن ابیطالب ایک ناقہ پر ناقہاے
 بہشت سوار ہونگے اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے منقول ہے
 کہ اپنی لئے اچھی جانورونکی قربانیاں کرو کہ صراط پر ہی تمہارے مرکب ہونگے اور وہی ہے
 کہ غازیوں نے دنیا میں جن گھوڑوں پر سوار ہوئے کہ جو ادا کیا ہی وہی گھوڑے
 بہشت میں اُنکے مرکب ہوں گے اور حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ بہشت میں
 ہر سال نم ہونگے مگر بنعم بن باعور کا الاغ اور حضرت صالح کا ناقہ اور حضرت یوسف کا
 بھیر یا اور اصحاب کعبہ کا کتا اور اس باب میں حدیثیں بکثرت وارد ہیں

پس ظاہر آیات و اخبار سے پایا جاتا ہے کہ جو ظلم و عویش پر واقع ہوئے ہیں
 انکی تدارک کے لئے عویش بھی محسور ہونگے اور بعض حیوان بعض مصلحتوں کے
 زندہ کی جائینگے اور بعضی حیوان مانند ناقہ صالح وغیرہ کہ جبکا ذکر ہو چکا ہے داخل بہشت
 ہونگے اور انکا داخل بہشت ہونا مکلفین کے ثواب و تعظیم میں داخل ہے اور محسور ہونے
 حیوانات کا اور عاقبت انکی کہ محسور ہونگے اخبار معجزہ ظاہر نہیں ہے سوائے اکثر شیعیان و کثیر
 باطنین کی کہ باب میں مثل ملائکہ اور جن و شیطا طین اختلاف نہیں ہے یہ سب محسور ہونگے
 اور کسی ملائکہ داخل بہشت ہونگے اور شیطا طین داخل جہنم ہونگے انکا شاذ و نادر کہ جو
 ایمان لایا ہو جیسا کہ بعض روایات سے ظاہر ہوتا ہے اور عاصیان جن داخل جہنم ہونگے
 اور مومنان جن بسبب اعمال صالحہ مشاب ہونگے لکن اسباب میں اختلاف ہے کہ
 داخل بہشت ہونگے یا اعراف میں رہینگے اکثر کا اعتقاد یہ ہے کہ داخل بہشت ہونگے
 اور درجات انکی درجات بنی آدم سے پست تر ہونگے اور بعض علما فرماتے ہیں کہ ثواب
 انکا اعراف میں حاصل ہوگا **مطلب نوان** حشر اطفال و مجانین وغیرہ کے
 بیان میں حق الیقین میں لکھا ہے اس باب میں اختلاف نہیں ہے کہ اطفال مومنین
 انبویہ روئے ساتھ بہشت میں جائینگے اور علی بن ابراہیم نے حضرت صادق علیہ السلام
 سے روایت کی ہے کہ ہمارے شیعوں کے اطفال کو حضرت فاطمہ علیہا السلام تربیت
 فرماتے ہیں اور انہیں انکے پدروں کو قیامت میں بطور ہدیہ عنایت فرمائینگے اور
 ابن ابویہ نے حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب کوئی طفل اطفال

مومنین سے مرتا ہی تو ملکوت معلوات پر متا دیں گے کہ فلان پسر فلان مر گیا اگر باب
 یا مان یا عزیز مومن اُس طرح کے کام کرے گا کہ اُس کو دیتا ہی ہے تاکہ بچہ کو غذا دی
 والا حضرت فاطمہ صلوات اللہ علیہا کو دیتے ہیں کہ حضرت اُسی غذا پہونچاتی ہیں
 کہ باب یا مان یا عزیز مومن اُس طرح کے کام کرے اُس وقت حضرت فاطمہ علیہا السلام اُس
 بچہ کو اُسے دیدیتی ہیں اور بعد صحیح حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے
 کہ حق تعالیٰ اطفال مومنین کو حضرت ابراہیم و سارا کو دیتا ہی اور اُس بچہ کو یہ دونوں بزرگوں
 اُس درخت سے کہ جو بہشت ہیں ہین غذا پہونچاتے ہیں اور وہ درخت مثل پستانا
 کا و پستان رکھتا ہی اور قصر مروارید میں بروز قیامت ان بچوں کو لباس عمدہ پہنائینگے
 اور خوشبو کر کے بطور ہدیہ انکی پدر و نگو دینگے پس یہ بچہ اپنے پدر و نگو کے ساتھ بہشت
 بادشاہ ہونگے اور یہی معنی ہیں قول خدا کے پس حضرت نے یہ آیہ پڑھا
 وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُم بِإِذْنِ اللَّهِ فَرَأَوْهُمْ بَاقِرًا فَجَلَسُوا عَلَيْهِمْ
 کہ بعض اطفال کو حضرت فاطمہ علیہا السلام تربیت کریں اور غذا دیں اور بعض اطفال
 حضرت ابراہیم اور حضرت سارا کو عنایت کریں اور پہلے حضرت فاطمہ علیہا السلام غذا دیں
 اور بعد اسکے حضرت ابراہیم اور حضرت سارا کو عنایت کریں اور اطفال کفار کی
 نسبت مسلمین میں اختلاف ہی مگر علمائے شیعہ میں اختلاف نہیں ہی علمائے امامیہ
 فرماتے ہیں کہ اطفال کفار بھی داخل جہنم ہونگے اور اکثر کہتے ہیں کہ داخل عذاب
 ہونگے اور کلینی اور ابن بابویہ اور اکثر محدثین شیعہ کا اعتقاد یہ ہی کہ حق تعالیٰ قیامت میں

اطفال کفار کو مکلف کریگا اور موافق اس تکلیف کی جو طبع ہوگا ثواب پائیگا اور جو عاصی ہوگا عقاب اُس پر کیا جائیگا اور موافق اس مضمون کے بکثرت حدیثیں وارد ہوئی ہیں چنانچہ ابن بابویہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جب قیامت ہوگی تو خداوند عالم پانچ شخصوں پر اپنی حجت تمام کریگا ایک طفل دوسرے وہ شخص کہ جو ایام جاہلیت میں ہوا اور ایام جاہلیت اس زمانہ کو کہتی ہیں کہ جو زمانہ ایک پیغمبر کی بعثت سے دوسرے پیغمبر کی بعثت تک ہوتا ہے پس ایام جاہلیت میں بسبب غلبہ اہل ضلالت جن اشخاص پر حجت تمام نہ ہوئی ہو وہ معذور ہونگے یا وہ شخص کہ ابتدا بعثت میں دین حق کو نہ سمجھتا ہوا اور اُس پر حجت قائم نہ ہوئی ہو تیسرے احمق کہ جو حق باطل میں تمیز نہ کر سکے اور تصنع ہو جو تھو دیوانہ کہ کچھ نہ سمجھتا ہوا اور مکلف نہ ہو اور مادر زاد گونگا اور بہر اہس انہیں سے ہر ایک پر خدا حجت تمام کریگا اور ایک پیغمبر کو مبعوث فرمائے گا اور ایک آگ انکو لئے روشن ہوگی اور ان لوگوں سے وہ پیغمبر کہیگا کہ پڑھو گاتما را حکم فرماتا ہے کہ اس آگ میں داخل ہو جو کوئی اس آگ میں داخل ہوگا اُس پر وہ آگ سرد ہو جائیگی اور جو کہ حکم خدا نہ مانتے گا وہ جہنم میں جائیگا مطلب ان میزان اور حساب اور سوال اور رد مظالم کے بیان میں تفصیل ان مطالب کی حق یقین میں مذکور ہے خلاصہ ان مضامین اور احادیث کا یہ ہے کہ در بیان مسلمانوں کے حقیقت میزان میں اختلاف نہیں ہے اور قرآن مجید میں تصریح اسکی اکثر مقامات پر وارد ہے چنانچہ سورہ اعراف میں خداوند عالم فرماتا ہے

وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ تَنَزَّلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُظْلِمُونَ وَمِمَّنْ خَفِيَ
 مَوَازِينُهُ فَأُولَئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ كَانُوا يَاسِيًا تَنَزَّلَتْ مَوَازِينُ یعنی وزن اور تولن
 اعمال کا روز قیامت میں حق ہی پس جس کی سنگین ہو تر از وہ رستگار ہی اور جس کی
 سبک ہو تر از و پس یہ ہیں وہ لوگ کہ نقصان کیا ہی اپنی جانوں کا بسبب اسکے کہ بھی
 ہماری آیات پرستم کر نیوالی اور سورہ مومن میں بھی اسی مضمون کے قریب ارشاد
 فرماتا ہی اور سورہ قارعہ میں بھی خفت اور ثقل موازن کو ارشاد کیا ہی پس اصل
 میزان میں کوئی شک نہیں ہی اور انکار اسکا بالکل کفر ہی لیکن اسکے معنی میں
 اختلاف ہی اکثر مفسرین اور متکلمین شیعہ و سنی ان آیات کے ظاہر پر عمل کرتے ہیں اور
 کہتے ہیں کہ خداوند عالم قیامت میں ایک ترازو نصب کرے گا کہ وہ زبانہ رکھتی ہوگی
 اور دو پلہ بزرگ رکھتی ہوگی اور بڑوں کے اعمال اور سبب تو لیکار حسنات کو ایک پلہ میں
 رکھے گا اور سببات کو دوسرے پلہ میں رکھے گا اور علماء شیعہ و سنی نے کیفیت

وزن میں اختلاف بھی کیا ہی

بیان حساب اور سوال اور حکم مظالم عباد

آیتین اور حدیثین اس باب میں بکثرت ہیں اور ایمان انکا مجملہ واجب ہی اور آیات
 متعددہ میں وارد ہوا ہی کہ خدا سریع الحساب ہی اور اسرع الحاسبین ہی اور حق تعالیٰ
 ارشاد فرماتا ہی کہ میری طرف ہی بازگشت کل مخلوق کی اور مجھ پر ہی حساب انکا اور ایک
 روایت میں وارد ہوا ہی کہ حق تعالیٰ حساب خلایق ایک چشم زدن میں فرمائیگا اور

دوسرے روایت میں وارد ہے کہ جتنی دیر میں ایک گو سفید کا رو دو دو ہوا ہے
 اتنی دیر میں حقیقی حساب خلائی سے فارغ ہوگا اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام
 متقول ہو کہ خدا کو حساب ایک شخص کا دوسرے کو حساب کی دہری مشغول و معطل
 نہیں کرتا جس طرح کہ اُسکو روزی دینا ایک کا دوسرے کی روزی دینے سے مشغول
 و معطل نہیں کرتا اور ابن بابویہ نے رسالہ عقائد میں لکھا ہے کہ اعتقاد میرا حساب
 میزان میں یہ ہے کہ یہ سب حق ہیں اور بعض کی طرف خدا خود متوجہ ہوتا ہے اور بعض کو
 انبیا اور اوصیا پر چوڑ دیتا ہے لیکن اور ائمہ کا حساب خود خدا کرتا ہے اور ہر ایک پیغمبر انبیا کا
 حساب کرتا ہے اور اوصیا امت کو حساب کے متولی ہوتے ہیں اور خدا انبیا کا
 گواہ ہے اور سب رسول اپنے اوصیا کے گواہ ہیں اور ائمہ مخلوقات کے گواہ ہیں اور کلیسی نے
 حضرت علی بن الحسین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اہل شرک کو لئے ترازو میں
 نصب نہیں ہوتے اور دیوان اعمال نہیں کھولا جاتے انکو فوج جہنم میں لیجاٹینگے
 اور نصب ہونا میزان کا اور نشر دیوان اعمال کا کلمہ اہل اسلام کے ہی ہے اور علی بن ابراہیم
 اور ابن بابویہ اور شیخ طوسی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں
 کہ بنن اپنی جگہ سے خدا کے سامنے دو قدم حرکت نہ کرے گا تا کہ اس سے چار خصائص نکلا
 سوال کیا جائیگا ایک تو اُسکی عمر کا کہ کس چیز میں قانی کی دوسرے اُسکے جسد کا اور
 جوانی کا کہ کس چیز میں کہنہ کی تیسرے اُسکے مال کا کہ کمان سے پیدا کیا اور کس
 چیز میں خرچ کیا ہے چوتھے اہلیت کی محبت کا اور ابن بابویہ روایت کرتے ہیں

کہ اُس روایت کا خلاصہ مضمون یہ ہے کہ جب روز قیامت ہوگا تو وہ بندہ مومن کو
 حساب کے لئے ٹھہرائے گا کہ وہ دروزن اہل بہشت سے ہونگے ایک فقیر ہوگا دوسرا
 غنی فقیر کھیا گیا پروردگار تو نے مجھ کو کس لئے ٹھہرایا ہے قسم مجھ کو تیری عزت کی کہ تو جانتا
 کہ تو نے مجھ کو کوئی حکومت و ولایت نہیں دی تھی کہ میں اُس ولایت میں عدالت
 کرتا اور مجھ کو تو نے مال بھی زیادہ نہ دیا تھا کہ حق تیرا سب سے واجب ہوتا کہ میں وہ حق دیا
 یا نہ دیا اور تو نے مجھ کو میری روزی بھی بقدر میری کفایت کی عنایت کی تھی پس خداوند جل
 فرمایا کہ بندہ میرا سچا کتا ہے اسے چوڑو کہ داخل بہشت ہو اور غنی عرصہ محشر میں اس قدر
 کھرا رہے گا کہ اُسے اس مقدار میں پسینہ جاری ہوگا کہ اگر چالٹیں اونٹ پین تو وہ پسینہ
 اُنکے لئے کافی ہو بعد اسکے وہ داخل بہشت ہوگا اور وہ فقیر کہیگا کہ تجھ کو کس چیز نے قید کیا تھا
 غنی جواب دے گا طول حساب نے کہ ایک چیز بعد دوسری چیز کے تقصیرات سے
 ظاہر ہوتی تھی اور خدا اُس تقصیر کو عفو فرماتا تھا یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے مجھ کو اپنی
 رحمت سے گھیر لیا اور تو ابین میں ملحق کیا پس غنی کہیگا کہ تو کو کچھ فقیر جو اب گاہ میں ہی فقیر ہوں جو
 محشر میں تیرے ساتھ حاضر تھا غنی کہیگا کہ نعم بہشت نے تجھ کو ایسا تغیر دیا ہے کہ میں نے
 تجھ کو پہچانا اور کہیگا سند و نشی منقول ہے کہ جس کا بندے سے پہلو سوال کیا جائیگا محبت الہیت
 علیم السلام ہے اور شیخ طوسی حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ
 حضرت نے ارشاد فرمایا جب روز قیامت ہوگا تو خدا ہمارے شیعوں کے
 حساب پر معین فرمایگا پس انہوں نے جو گناہ خدا کے لئے ہوئے ہم خدا سے

سوال کریں گے کہ ہماری خاطر سے بخشدی اور جو کچھ حق ہمارا اپنی ہو گا ہم بخشدی کے بعد اس کے
حضرت نے فرمایا یہ روایت ایک ایسا ہے کہ ان علیہ السلام نے اس آیت کی تفسیر میں
ان السمع والبصر والفؤاد کلّ لک کان عنہ مشوکل ارشاد فرمایا یعنی کان سے سوال
کریں گے اور چیزوں کا کہ جو کانوں سے سنی ہیں اور آنکھوں سے اُن چیزوں کا کہ جو اُس آنکھ سے
دیکھی ہیں اور دل سے اُن چیزوں کا کہ دل نے جن چیزوں کا اعتقاد کیا ہو اور کلیں اور برقی
حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ تین چیزیں ہیں کہ بندہ مومن سے
اُس کا حساب نکلیا جائیگا وہ کھانا جو کھاوی اور وہ پوشاک کہ جو پہنے اور وہ زوجہ صالحہ
کہ جس کے یہ شخص اعانت کرے اور بسبب اُس زوجہ کے اپنی نفس کی حفاظت فعل
حرام سے کرے کلینی نے حضرت علی بن الحسین علیہما السلام سے روایت کی ہے
یہ جس روایت کا خلاصہ مضمون یہ ہے کہ جب روز قیامت ہوگا تو خدا لوگوں کو قبروں سے
عریان اور بابرہنہ اور بے ریش اور بے عیب مثل روز تولد ایک صحرا میں محصور
فرمائیگا اور ملائکہ اور انکو لیجائیں گے یہاں تک کہ عقبہ عشرین کھڑی ہوں اور لوگ از حمام
آئیں گے اور ایک دوسرے کو گندھی پر سوار ہوں گے اور ملائکہ انہیں اوس عقبہ سے آگے نہ بڑھنے
دیں گے پہر سانس ان سب کی چڑھنے لگی اور پسینا اسکا بکثرت جاری ہوگا اور ملائکہ
آگے یہ انکا بلند ہوگا یہ پہلا ہول ہوا ہواں روز قیامت سے پس ایک فرشتہ
خدا آواز دینگا کہ سب سنیں گے بعد اسکے آوازیں انکی پست اور آنکھیں خاشعہ ہوں گی

اور بدن انکے لرزنا لگیں گے اور دل انکے خوفناک ہونگے اور یہ لوگ اپنے
 سر و نکو اس آواز کی طرف بلند کرینگے پھر خداوند حاکم عادل انکو آواز دیکھا کہ میں ہوں
 وہ خدا کہ سوا میرے کوئی خدا نہیں ہے اور میں حاکم اور عادل ہوں اور ظلم نہیں کرتا
 اور آج میں تم میں بعدالت حکم کرتا ہوں اور حق ضعیف قوی سے لیتا ہوں اور
 لوگوں کے مظلمی حسنات اور سننات سے بدلتا ہوں اور مظلوموں کے عفو کرنے پر
 ثواب عطا کرتا ہوں اور آج اس عقبہ سے کوئی ظالم کہ اسکی ذمہ کسی قسم کا مظالم ہو
 نجات نہ پائیگا مگر یہ کہ مظلوم اس مظالم کو بخش دے اور میں اس مظلوم کو اس مظالم
 بخشنے کو عوض میں ثواب عطا کروں گا پس تم میں ایک دوسرے کا دامن گیر ہو اور
 جسے دنیا میں جس شخص پر ظلم کیا ہو وہ مظلوم ظالم سے اپنا مظالم طلب کرے میں
 تمہارا گواہ ہوں اور میری گواہی کافی ہے اسوقت مظلوم دوڑیں گے اور ظالمونکو
 پید کرینگے اور مدت دراز تک یہ سب اوسی کیفیت میں رہینگے پھر حال انکا شدید
 اور پسینہ انکا بیشتر ہوگا اور دوسرے روایت میں وارد ہے کہ پسینہ انکے منہ تک آئیگا
 اور فریاد و فغان برپا ہوگی اور اکثر مظلوم یہ آرزو کرینگے کہ اپنی مظالم سے درگزر کریں
 اور اس عقبہ سے نجات پائیں پس ایک مناوی ندا کرے گا کہ خاموش رہو اور اپنی
 پروردگار کی ندا سنو جب یہ خاموش ہوگی تو آواز آئیگی کہ خدا فرماتا ہے اگر تم
 چاہتی ہو کہ اس عقبہ سے نجات ملے تو ایک دوسری کے مظلمی کو بخشو اور اگر نہیں
 بخشو تو میں تم سے تمہارے مظلوم کا مطالبہ کرتا ہوں پس اکثر مظلوم شاد ہونگے اور

باین امید کہ اس شدت سیخبات پائین اپنے منظمی بخشیدن کی اور بعض مظلوم
 کیسے کہ پروردگار اہمارہ منظمی اس سے عظیم ترین کہ ہم انہیں بخشیدن اوس وقت
 رضوان خازن بہشت کو آواز آئیگی کہ ایک قصہ فقرہ قصہ ہائے جنت الفردوس
 بانواع نعمات ظرفہای طلا و نقرہ و حور العین و غلمان سیار استہ کر کے مظلوموں
 دکھا پس ایک منادی خدا کی طرف سی ندا کریگا کہ ای گروہ خلائق سر بلند کرو اور
 اس قصر کو دیکھو جب لوگ نظر کریں گے تو ہر ایک آرزو کریگا کہ ای کاش یہ قصر بھی
 عطا کیا جائی اوس وقت منادی ندا کریگا کہ یہ قصر اوس شخص کا ہی جو کسی مومن کا
 منظمہ بخشیدن پس بعض اشخاص اپنی منظمی عفو کر دینگے اور اُس عقبہ سی نجات پائیں گے
 مگر کچھ لوگ باقی رہ جائیں گے کہ وہ عفو نہ کریں گے پر حق تعالیٰ فرمائیگا کہ میری بہشت میں
 وہ شخص داخل نہیں ہوتا کہ جسکے ذمہ کسی مسلمان کا منظمہ ہو یہاں تک کہ وہ منظمہ
 وقت حساب اوس سے لیا جائے ای گروہ خلائق مستعد حساب ہو پھر
 ان سب کو راہ دی جائیگی تاکہ عرصہ حساب میں نزدیک عرش الہی حاضر ہوں
 اوس وقت دیوان کھولے جائیں گے اور ترازو میں نصب ہونگی اور پیغمبر اور ہر ایک
 امام اپنی اہل زمانہ کی گواہی دیگا کہ انہیں امر الہی پر توقف کا سبب کیا ہے
 اور بیان کریگا کہ انہیں خدا سے کس شے کی طلب ہو بعد اسکے ایک مرد قریشی نے
 عرض کی یا بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ اگر کسی مومن کو کسی منظمی کا مطالبہ ہو تو
 وہ مومن اوس کافر سے کس چیز کا خواہاں ہو گا حالانکہ وہ کافر اہل جہنم سے ہو گا

حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اوس مسلم کے گناہ موافق اوس مظلوم کے اندازہ کے جائینگے اور اُس کافر کو بسبب اوس مظلوم یا بسبب اُس گناہ مسلم کو زیادہ تر عذاب کیا جائیگا سائل نے عرض کی کہ اگر کسی مسلم کا مظلوم کسی دوسرے مسلم پر ہو تو اوس مسلم سے وہ مظلوم کیونکر لیا جائیگا حضرت نے فرمایا کہ حسنات ظالم سے بقدر حق مظلوم حسنات لے جائینگے اور وہ حسنات مظلوم پر اخلاف کئی جائینگے سائل نے پوچھا کہ اگر ظالم حسنات نہ رکھتا ہو تو کیا کریں گے حضرت نے فرمایا گناہان مظلوم موافق اُس مظلوم کے لیکر گناہان ظالم پر بڑھائے جائینگے مؤلف کہتا ہے کہ آیات و اخبار حقیقت اصل حساب و سوال بروز قیامت متیقن اور معلوم ہی مگر خصوصیت انکی کہ آیا کس شخص سے سوال کریں گے اور کسکو بحساب بہشت یا جہنم میں لیا جائیگا متیقن نہیں ہو اور یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ کس چیز کا سوال اور حساب کیا جائیگا اس واسطے کہ اخبار اس باب میں مختلف ہیں اور اعتقاد اجمالی کافی ہے اور جانا چاہئے کہ عریان محشور ہونے اور لباس پہنی ہوئے مبعوث ہونیکو باب میں مختلف حدیثیں وارد ہیں بعض روایات میں وارد ہوا ہے کہ عریان محشور ہونگی چنانچہ حدیث فاطمہ بنت اسد اسی مضمون پر دلالت کرتی ہے اور بعض احادیث میں وارد ہے کہ کفن پہنی ہوئے محشور ہونگی مطلب کیا رہو ان سوال انبیاء و شہادت شہداء اور ناموں کو دہنوی اور بائین ہاتھ میں دینی اور بعض کیفیت بیان میں حق الیقین میں تفسیر علی بن ابراہیم سیسند کا تصحیح

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں روایت کی ہے
 ہذا یوم ینفع الصادقین صدقہم یعنی یہ وہ روز ہو کہ نفع دیتی ہو سچ کہی ہو لوگو
 راست گوئی اور کئی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب روز قیامت ہوگا
 تو لوگ حساب کے لئے حاضر ہونگے اور ہولنا سے قیامت میں وارد ہونگی اور
 عرصہ حساب میں بعد مشقت بسیار پہنچینگے پس ان سب کو قریب عرش خدا کی
 کھڑائینگے اور خدا ان سے خطاب فرمائے گا جو شخص کہ پہلے طلب ہوگا اسی طرح کی
 آواز سے طلب کریں گے کہ وہ آواز تمام خلایق سے اور جنہیں کہ پہلے طلب کیا جائیگا وہ
 محمد بن عبد اللہ پیغمبر قرشی عربی ہونگا اور وہ عرش خدا کی دہنی طرف کھڑے ہونگے پھر
 علی ابن ابیطالب کربلائی گئے اور وہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بائیں طرف
 کھڑے ہونگے بعد اسکے سب ائمہ مع کلمات ہونگے اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی
 بائیں طرف کھڑے ہونگے پس پیغمبر مع اپنی امت کے اول انبیاء سے آخر انبیاء تک
 آئیں گے اور عرش کی بائیں طرف کھڑے ہونگے پس پہلے سوال کے لئے قلم طلب ہوگا
 وہ آئیں گے اور بصورت انسان عرش خدا کے برابر کھڑا ہوگا پھر خدا اس سے سوال کریگا
 کہ جو کچھ میں نے تجھ کو وحی سے الہام کیا تھا اوسى تو نے تحریر کیا قلم کہیگا ہاں ای پروردگار
 میرے تو جانتا ہوں کہ میں نے لکھا جو کچھ تو نے حکم فرمایا خدا ارشاد کریگا کہ تیری امت کی کون
 گواہی دیگا قلم کہیگا پروردگار کوئی مخلوق تیرے راز پر سوا تیرے مطلع نہیں ہو سکتا تھا
 خدا فرمائے گا کہ تو نے اپنی حجت تمام کی پہر لوج کو طلب کریگا اور اسی طرح سوال فرمائے گا

لوح عرض کر گئی کہ ہاں پروردگار جو کچھ قلم نے مجھ پر تحریر کیا تھا اوسکی منی اسرافیل کو
 پہونچا دیا پھر اسرافیل بلائے جائینگے وہ بصورت آدمی آئینگے اور قلم و لوح کو پاس
 کھڑے ہونگے بعد اسکے پھر خدا فرمایگا کہ لوح نے جو کچھ قلم نے اوس پر وحی کی
 تحریر کیا تھا وہ اوسے تجھی پہونچا دیا اسرافیل جواب دینگے ہاں پروردگار امین نے
 اوسے جبریل کو پہونچایا اوسوقت جبریل بلائے جائینگے وہ آئینگے اور پہلو سے اسرافیل سے
 کہنے ہونگے پھر خدا فرمایگا کہ آیا اسرافیل نے جو کچھ اوسے پہونچا تھا وہ تجھی پہونچا یا وہ
 عرض کریں گے ہاں پروردگار امین اوسے سب تیری پیغمبروں کو جو کچھ تیرا حکم مجھی پہونچا
 تھا پہونچا دیا اور ادای رسالت تیری ہر پیغمبر اور ہر رسول کو کر دی اور جمیع وجہین اور
 حکمتیں اور کتابیں تیری انکو پہونچا دیں اور آخر میں جس پر رسالت و وحی اور حکمت
 و علم و کتاب و کلام تیرا پہونچا یا محمد بن عبد اللہ قرشی عربی تھی کہ وہ تیرے حبیب ہیں
 بعد اسکے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جسکا خلاصہ مضمون یہ ہے کہ پہلے
 جسے فرزندان آدم سے سوال کے لئے طلب کریں گے وہ محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 خدا و نہیں اپنی عرش کے قریب جگہ دیگا اور اوس روز کسیکے قرب و منزلت کے
 نزدیک مثل اُنکے نمودگی پھر خدا اونسے خطاب فرمایگا کہ آیا جبریل نے تلو جو کچھ منی
 وحی کی تھی اور جو کچھ تمہارے پاس کتاب و حکمت و علم سے پہونچا تھا پہونچا یا رسول خدا
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیں گے ہاں ای پروردگار میرے جبریل نے یہ سب مجھی پہونچا میں
 بعد اسکے حضرت محمد مصطفیٰ سے ارشاد کر بکا آیا وہ امور کہ جو تمہیں جبریل نے پہونچا تھے

تمنیٰ اپنی امت کو پہونچا دے حضرت کہینگے ہاں پروردگار اپنے اپنی امت کو پہونچا
 دی اور یہی تیری راہ میں جہاد کیا پر حق تعالیٰ فرمایا کہ تیری ان امور کی کون
 گواہی دے گا حضرت کہینگے پروردگار تو میری تبلیغ رسالت کا شاہد ہی اور ملائکہ تیرے
 اور میری امت کے بندگان نیک گواہین مکن میرے لئے تیری گواہی کافی ہی
 پہ ملائکہ بلائے جائینگے اور حضرت کی تبلیغ رسالت کی گواہی دینگے پہ امت محمد
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طلب کیجائینگے اور ان سب سے سوال کیا جائیگا کہ آیا
 محمدؐ نے تمکو رسالت میری پہونچائی اور کتاب اور حکمت اور علم میرا تمہیں تعلیم کیا
 وہ سب حضرت کی تبلیغ رسالت اور کتاب اور تعلیم حکمت و علم کی گواہی دینگے
 پہ خدا فرمایا کہ اے محمدؐ مصطفیٰ آیا تمہنی بعد اپنی اپنی امت میں کسی کو اپنا خلیفہ اور
 جانشین کیا تھا کہ میری حکمت و علم سے قیام باحکام کرے اور میرا کتاب کا مفسر
 اور جن امور میں بعد تمہارے تمہاری امت میں اختلاف ہو اوسے بیان کر دے
 اور زمین پر میری محبت اور میرا خلیفہ ہو محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہینگے اے
 پروردگار یعنی اپنی امت میں علی بن ابیطالب علیہ السلام کو کہ بہائی میرا اور وزیر
 میرا اور وصی میرا اور بہترین میری امت کا تھا خلیفہ کیا اور اپنے اوسے اپنی حیات میں
 اپنی امت کو لئے نصب کیا کہ نشانہ راہ ہدایت ہو اور یعنی اطاعت علی کو لئے
 اپنی امت کو مامور کیا اور علی کو اپنی امت پر اپنا خلیفہ اور انکا امام قرار دیا تا
 کہ میرے امت تار و ز قیامت علی کی متابعت کرے بعد اسکے علی بن ابیطالب

بلائینگے اور اونسے پوچھینگے کہ آیا محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمہیں وصیت کی تھی
 اور اپنی امت پر تمہیں اپنا خلیفہ کروانا تھا اور اپنی سیات میں تمہیں نصب کیا تھا
 کہ تم نشانہ راہ ہدایت ہو اور بعد اوسکی وفات کی اوسکے قائم مقام ہو اور سوقت
 جناب امیر علیہ السلام کہینگے بان ای پروردگار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھکی وصیت
 تھی اور مجھکو اپنی امت میں خلیفہ کیا تھا اور جب توبہ نے محمد صلعم کو اپنی پاس بلایا تو
 خداونکی امت نے میری خلافت کا انکار کیا اور مجھ سے ملکر کیا اور مجھکو ضعیف کیا اور
 نزدیک تھا کہ مجھکی قتل کرین اور مجھکی ترک کر کے اوس شخص کو اختیار کیا کہ جسے
 کسی قسم کا استحقاق خلافت نہ تھا اور میری بات یہ سنی اور میری حکم کی اطاعت
 نہ کی بعد اسکے میں نے تیرے فرمانے سے امت پر سوال اختیار کیا یہاں تک کہ اشد قیامت
 مجھکو قتل کیا بعد اسکے علی علیہ السلام سے خدا فرمایا گا آیا ابورسپنے امت محمد میں
 تمنے کوئی حجت اور کوئی خلیفہ زمین پر چوڑا تا کہ وہ لوگوں کو سرے دین کیطرن
 ہدایت کرے اور میری راہ رضا کیطرف طلب کرے علی علیہ السلام عرض کرنگی
 بان ای پروردگار میرے منی حسن اپنی پسر کو کہ وہ تیرے پیغمبر کا نواسا تھا اوسے
 اپنا وصی کیا تھا اور سوقت امام حسن کو بلائینگے اور وہی سوال کرینگے کہ علی بن ابیہ
 علیہ السلام سے کیا تھا اسیطرح ایک امام بعد ایک امام کے طلب کیا جائیگا اور
 حجت اوسکے اہل زمانہ پر تمام کیجائیگی پر حقیقتاً لے عذر انکا قبول فرمایا گا اور حجت
 اونکی جائز رکھیگا اور سوقت خدا فرمایا گا کہ یہ وہ دن ہے کہ سچو نگو سچ کہنا نفع بخشا ہے

اور عیاشی نے حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب روز قیامت
 ہوگا تو ہر شخص کو اس کا نامہ دینگے اور کہینگے اس نامہ کو پڑھ بعد اسکے حقیقی
 اسکے دلیں جمیع افعال کہ جو اس نے زندگی میں کئی ہیں مثل نگاہ کرنے اور بات
 کہنے اور قدم اڑھانے کے اس طرح القافر یا کفار کا کہ اس شخص کو وہ انحال اس نہج پر معلوم
 ہونگا کہ بنے ابھی کچھ ہیں اس وقت یہ شخص کیسے گا وای ہو مجھ پر اس نامہ سے ہے
 کسی گناہ صغیرہ و کبیرہ کو نہیں چھوڑا مگر یہ کہ سب گناہوں کو شمار کر لیا مولف
 کہتا ہے کتاب مذکور میں گواہی دینا اعضا وغیرہ کا اور نامہ بہشت میں جانیکا
 دہنے ہاتھ میں دینا اور دوزخ میں جانیکا بائیں ہاتھ میں دینا نہایت بسط
 لکھا ہے بحاظ اختصار ترک کیا گیا مطلب بار بھوان وسیلہ اور لوای حمد اور
 عوض کوثر اور شفاعت اور کل منازل حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 علیہم السلام کے بیان میں حق الیقین میں مذکور ہے کہ احادیث شیعہ و سنی کی
 ان سب چیزوں کے باب میں متواتر ہیں بلکہ یہ سب امور ضروریات دین سے ہیں
 اور ایمان لانان سب پر واجب ہے خصوصاً عوض کوثر اور شفاعت کبریٰ پر ایمان لانا
 ضرور لازم ہے کلینی اور ابن بابویہ اور علی بن ابراہیم نے حضرت صادق علیہ السلام
 روایت کی ہے کہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو وقت خدا سے میری لئے
 سوال کرو تو وسیلہ کا سوال کرو اصحاب نے پوچھا وسیلہ کیا چیز ہے حضرت نے
 فرمایا بہشت میں میری لئی ایک درجہ ہے کہ وہ ہزار پایہ رکھتا ہے اور ایک پایہ

دوسرے پایہ تک اتنی مسافت ہو کہ اوس مسافت کو اس پ عربی نجیب
 ایک مہینہ میں تیز روی سے طے کرے اور بعض پایہ اوس کے زبرد کے ہیں اور بعض
 موتی کے ہیں اور بعض جواہر قسم دیگر کے ہیں اور بعض سونیکے اور بعض چاندی کے
 اور بعض عود اور بعض مشک کے اور بعض عنبر کے اور بعض نور کی ہیں پس فرقیات
 اوس وسیلہ کو لاینگے اور سب پیغمبروں کی درجوں کے پاس نصب کریں گے اور وہ اون جوں
 ممتاز ہو گا جس طرح کہ چاند ستاروں میں ممتاز ہے اوس روز کوئی پیغمبر اور کوئی شہید
 اور کوئی صدیق باقی نہ رہے گا مگر یہ کہ کبھی گناہ شامال اوس شخص کا کہ جس کے لئے یہ درجہ
 پس ایک مناوی سب پیغمبروں اور صدیقوں اور شہیدوں اور مومنوں کو نڈا کریگا
 کہ آگاہ ہو یہ درجہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کا ہو بعد اسکے حضرت رسول نے فرمایا کہ میں
 اوس روز پوشاک نور پہنے ہو گا اور تاج پادشاہی اور اکلیل کراست میرے
 سر پر ہو گا اور علی بن ابیطالب علیہ السلام میرے آگے آگے چلیں گے اور لوا اور
 علم میرا اون کے ہاتھ میں ہو گا اور وہ لوا ہی حمد ہے اور اوس لوا پر لکھا ہو گا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
 مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ الْمَقْلُوبُونَ هُمْ الْفَائِدُونَ يَا اللَّهُ جِسْمَتِ مِینِ اور علی پیغمبروں کی طرف
 گزریں گے تو پیغمبر کہیں گے کہ گویا یہ دو ملک ہیں کہ ہم انہیں نہیں پہچانتے ہیں اور ملائکہ
 کی طرف سے گزریں گے تو وہ کہیں گے کہ گویا یہ دو پیغمبر مرسل ہیں یہاں تک کہ میں منبر پر
 جاؤں گا اور بعد میرے علی منبر پر بیٹھیں گے جب میں منبر کے درجہ اعلیٰ پر پہنچوں گا
 تو علی ایک پایہ جسے پست تر کہے ہوں گے اور علم میرا اون کے ہاتھ میں ہو گا چھپے

پیغمبر اور مومنین ہماری طرف سر بلند کریں گے اور ہماری طرف دیکھیں گے اور کہیں گے
خوشا حال ان دونوں بندوں کا کہ یہ دونوں خدا کے نزدیک کس قدر گرامی اور کرم
ہیں پس ایک منادی خدا کی طرف سے ندا کریگا کہ جسے سب پیغمبر اور خلائق سنین
کہ یہ حبیب میرا ہی محمدؐ اور یہ ولی میرا ہی علی بن ابیطالب علیہما السلام خوشا حال اوس
شخص کا جو اسی دوست رکھے اور اسی اوس شخص پر جو اسی دشمن رکھو اور اوس پر
افتر کرے پھر حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا اوس روز قیامت میں
کوئی شخص باقی نہ رہیگا کہ اسے علیؑ کو دوست رکھتا ہو مگر یہ کہ راحت پائیگا اور اس
مذلت سے منجھ اوسکا سفید اور دل اوسکا شاد ہوگا اور کوئی شخص اول کو گنہگار سے
باقی نہ رہیگا کہ جسے دشمنی کی ہو یا تمس جہال کیا ہو یا تمہاری امامت کا انکار
کیا ہو مگر یہ کہ منجھ اوسکا سیاہ ہوگا اور پاؤں اُسکے کانپیں گے اس حالت میں دو
جانب خدا سے میری طرف آئیں گے ایک رضوان خازن بہشت اور دوسرا ملک
خازن جہنم پھر رضوان میرے پاس آئیگا اور مجھے سلام کریگا اور کیگا السلام علیک
یا رسول اللہ میں اوسکے سلام کا جواب دوں گا اور کہوں گا ای ملک خوشبو و خوش رو
اور گرامی مرتبہ اپنی پروردگار کے نزدیک تو کون ہو وہ عرض کریگا کہ میں رضوان
خازن بہشت ہوں مجھ کو میرے پروردگار نے حکم فرمایا ہے کہ میں آپ کی خدمت میں
بہشت کی کنجیان حاضر کروں اے محمد مصطفیٰ اسی لیے مجھے میں کہوں گا میں نے اپنی پروردگار
کی طرف سے قبول کیا اور میں اس نعمت پر حمد خدا کرتا ہوں کہ اوسنے عنایت فرمائی

ان کنجیو کو میری بہائی علی بن ابیطالب علیہ السلام کو دید و رضوان وہ کنجیان علی
 علیہ السلام کو دیگا بعد اسکے میرے پاس مالک خازن جہنم آئیگا اور کہے گا
 السلام علیک یا حبیب اللہ میں کہوں گا علیت السلام امی ملک کس قدر متکبر ہی
 دیکھنا تیرا اور قبیح ہی نمونہ تیرا تو کون ہی وہ عرض کرے گا میں مالک خازن جہنم ہوں
 مجھ کو میرے پروردگار نے حکم فرمایا ہے کہ میں کلید ہائے جہنم آپ کی خدمت میں حاضر
 کروں میں کہوں گا کہ میں نے اپنی پروردگار سے یہ عطیہ قبول کیا اور اسکے لئے حمد
 ستائش مخصوص ہی بسبب اسکے کہ اس نے مجھ کو اپنی نعمت سے سرفراز فرمایا
 اور اس نعمت کی وجہ سے اور زون پر مجھ کو فضیلت کرست فرمائی ان کنجیو کو
 میرے بہائی علی بن ابیطالب علیہ السلام کو دید و مالک وہ کنجیان علی علیہ السلام کو
 دیگا اور پھر جائیگا بعد اسکے علی علیہ السلام مع کلید ہائے بہشت و جہنم آئیگے ہائیک
 کہ منتہائے جہنم پر پھینکیں گی اور ہمارا اسکی ہاتھ میں لینگے جسوقت کہ نالہ اسکا بلند ہو
 اور حرارت اسکی انتہا کی ہوگی اور شرارے اسکی بلند ہونگی جہنم آواز دیگا کہ یا علی
 علیہ السلام آپ تشریف لے جائیں کہ آپ نور میری زبانی کو بجھائی دیتا ہے علی علیہ السلام
 کہیں گی کہ اسے چوڑ دی کہ یہ میرا دوست ہے اور اسی لیے کہ یہ میرا دشمن ہے پس
 اس روز جہنم غلام سے زیادہ اطاعت علی علیہ السلام کی کرے گا اگر علی چاہے گا اسکو
 اپنی دہنی طرف لیجائیگا اور اگر چاہے گا بائیں طرف لیجائیگا اس واسطے کہ تقسیم کرے وہاں بہشت
 و دوزخ کا اس روز علی ہی اور علی بن ابراہیم نے حضرت صادق علیہ السلام سے

روایت کی ہے کہ جب قیامت ہوگی تو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ کو بلائیں گے اور ایک
 حلہ گل رنگ اونہیں پہنائیں گے اور اونہیں عرش کے دہنی طرف بیٹھ کرینگے پھر حضرت
 ابراہیم کو بلائیں گے اور انہیں ایک حلہ سفید پہنائیں گے اور عرش کی بائیں طرف ٹھہرائیں گے
 پھر حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو طلب کریں گے اور اونہیں ایک حلہ گل رنگ پہنائیں گے
 اور دہنی طرف حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جگہ دین گے پھر حضرت اسمعیل کو
 طلب کریں گے اور ایک حلہ سفید اونہیں پہنائیں گے اور اونہیں حضرت ابراہیم کے
 بائیں طرف جگہ دین گے پھر حضرت امام حسن علیہ السلام کو طلب کریں گے اور ایک حلہ
 گل رنگ پہنائیں گے اور اونہیں حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی دہنی طرف بیٹھ کرینگے
 پھر حضرت امام حسین کو طلب کریں گے اور اونہیں امام حسن علیہ السلام کی دہنی طرف
 جگہ دین گے اور اس طرح سب ائمہ علیہم السلام کو طلب کریں گے اور حلہ ہای گل رنگ
 پہنائیں گے اور ہر ایک کو ترتیب جگہ دیں گے پھر انکو شیعوں کو طلب کریں گے اور انکو ائمہ کے
 سامنے متوقف کریں گے پھر حضرت فاطمہ علیہا السلام اور سب عورتیں انکو اولاد میں سے
 اور انکے شیعوں میں سے طلب ہوں گے اور سب بے حساب داخل بہشت ہوں گے
 پھر سنادی خدا کی طرف سے عرش پر اور افاق اعلیٰ سے آواز دیگا خوب پدری پدر تیرا
 یا محمد صلعم اور وہ ابراہیم علیہ السلام پھر خوب بہائی ہی بہائی تیرا اور وہ علی بن ابیطالب
 علیہ السلام ہی اور خوب دونوں نواسی ہیں تیری حسن اور حسین علیہما السلام اور خوب جنین ہی
 جنین تیرا کہ شکم فاطمہ میں شہید ہوا اور وہ محسن ہی اور خوب امام ہیں امام ہدایت کنندہ

تیری ذریت سی فلان اور فلان اور جمیع ائمہ کا تا حضرت قائم علیہم السلام نام لے گا
 اور خوب شیعہ ہیں تیرے اور خوب ائمہ ہیں بعد تیرے بہ تحقیق کہ محمد اور وصی محمد اور محمد کے
 نواسے اور کل ائمہ ذریت محمد سے فائز اور رستگار ہیں پس حکم کرے گا کہ سب کو بہشت میں
 لے جائیں چنانچہ خدا فرماتا ہے کہ جو کہ دور کیا جاوے آتش جہنم سے اور داخل کیا جاوے
 بہشت میں پس فائز ہو اور سعادت ابدی سے اور امالی و مصالح میں ابن عباس سے
 روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ جبریل میرے پاس شادان و خوش حال
 آئے اور کہایا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ خداوند علی اعلیٰ آپ کو اور علی کو سلام کہتا ہے فرماتا ہے کہ محمد میرا
 پیغمبر رحمت ہے اور علی میرا برپا دارندہ حجت ہے میں اوس شخص کو معذب نہ کروں گا کہ جو علی سے
 دوستی رکھتا ہو اگرچہ اوس نے میری معصیت کی ہو اور اوس شخص پر رحم نہ کروں گا کہ جن سے
 علی سے دشمنی کی ہو اگرچہ وہ بطور خود عبادت کرے پھر حضرت رسول صلی اللہ علیہ
 وآلہ نے فرمایا کہ جبریل روز قیامت لو اور حمد لٹی ہوئے میری پاس آئیں گے اولو
 حمد شرفہ رکھتا ہے کہ ہر شقہ آفتاب اور ماہتاب سے وسیع تر ہے اور میں ایک کرسی
 پر بیٹھا ہوں اور ایک منبر پر بیٹھا ہوں و خوشنودی خدا کے بیٹھا ہوں گا پس
 میں اوس علم کو لوں گا اور علی بن ابیطالب کو دوں گا یہ سن کر ایک شخص حضرت کے
 سامنے آیا اور کہایا رسول اللہ کس طرح سے علی کو اوس کی اوٹھانیکہ ملاقت ہوگی کہ اوس
 علم کے شرفہ ہونے اور ہر شقہ آفتاب و ماہتاب سے بزرگتر ہوگا حضرت منقص
 ہوئے اور فرمایا کہ جب روز قیامت ہوگا تو خدا علی کو مثل قوت جبریل کے

طاقت کراست فرمایا اور مثل نور آدم کے نور اور مثل حلم رضوان کے حلم اور مثل
 جمال یوسف کے جمال اور قریب صدای داؤد کے آواز عنایت کرے گا اور اگر یہ نہوتا
 کہ داؤد خطیب اہل بہشت ہونگی تو ہر آئینہ علی کو مثل اونکے آواز عطا کرتا اور علی
 اول ہون شخصوں میں کہ جو اشخاص چشمہ سلسبیل اور بجیل سی سیراب ہونگے اور علی کی
 اور اسکی شیعوں کی غذا کی نزدیک وہ منزلت ہی کہ جو لوگ گذشتہ اور آئندہ حسین
 اوس منزلت کی آرزو کریں گے بیان حوض کوثر حق یقین میں مذکور ہے کہ احادیث
 متواترہ میں طرق شیعہ و سنی سی یہ مضمون وارد ہوا ہے کہ سورہ انا اعطیناک الکواثر میں
 کوثری اور حوض کوثر ہے اور اہلسنت عائشہ اور ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ کوثر
 بہشت میں ایک نہر ہے اور ابن عباس سی روایت کرتے ہیں کہ جب سورہ کوثر
 نازل ہوا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ منبر پر تشریف لے گئے اور حضرت فدیہ سورہ
 لوگوں کو سنایا جب منبر سے اترے تو لوگوں نے کہا یا رسول اللہ خدا نے کوثر جو آپ کو
 عطا کیا ہے وہ کیا چیز ہے حضرت نے فرمایا کہ کوثر ایک نہر ہے بہشت میں شیرے
 سفید تر اور تیرے راست تر اور اوسکے کنارے باقوت اور موتی کے قہہ ہیں
 اوس نہر پر مرغ سبز کہ جو وارد ہوتے ہیں گردن میں ماونکی مثل گردن ہمای شتران خراسانی
 ہیں اصحاب نے عرض کی مرغ کس قدر خوشنما ہیں حضرت نے فرمایا آیا تم چاہتے ہو
 کہ میں تمہیں اس سے بہتر مردہ سناؤں اصحاب نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ
 فرمایا جو کوئی اوس مرغ کو کھائی اور اوس پانی میں سے پی تو خوشنما ہی خدا پر فائز ہوگا

بیان شفاعت حق الیقین میں آخوند مجلسی تحریر فرماتے ہیں یہ امر ضروری
 اسلام سے ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر روز قیامت اپنی امت بلکہ جمیع
 امتوں کی شفاعت فرمائیں گے اور بعض تفصیلات شفاعت میں اختلاف ہے
 اور علماء امامیہ میں اس باب میں اختلاف نہیں ہے کہ شفاعت فساق شیعہ
 آئندہ رہے ہوگی اگرچہ انہوں نے گناہان کبیرہ کئی ہوں اور شفاعت حضرت رسول صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کو لئے مخصوص نہیں ہے بلکہ فاطمہ زہرا اور ائمہ ہدی صلوات اللہ علیہم
 یہی اجازت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شیعوں کی شفاعت کریں گے
 اور احادیث متعددہ سے ثابت ہوتا ہے کہ علماء و صلحا شیعہ بھی شفاعت کریں گے اور
 تفصیل ان مطالب کی حق الیقین میں مذکور ہے مطلب تیسرا ہوا ان طو کو بیان نہیں
 حق الیقین میں مذکور ہے کہ صراط کے ہونیکا ایمان لانا لازم ہے اور صراط ایک پل ہے
 کہ روئے جہنم پر کشیدہ ہے جب تک کوئی اس پل سے نہیں گذرتا داخل بہشت
 نہیں ہوتا اور روایات معتبرہ شیعہ اور سنی میں وارد ہوا ہے کہ صراط بال سوار کرتے
 اور شمشیر سے بربندہ تر اور آگ سے گرم تر ہے اور مومنان خاص باسانی مانند قی
 جہندہ صراط سے گزر جائیں گے اور بعض بدشواری گذرینگے لیکن نجات پائیں گے
 اور بعض اس کے عقبات سے جہنم میں گریں گے اور صراط آخرت نمونہ صراط مستقیم
 دنیا ہے کہ وہ دین حق اور راہ ولایت اور متابعت جناب امیر المومنین علیہ السلام
 اور حضرات ائمہ معصومین ہے جو دنیا میں اس صراط سے منحرف ہوا ہے یا اسے

باطل کی طرف گفتار یا کردار میں توجہ کی ہی تو اسی عقبہ میں صراط آخرت پر اوسکے
 پاؤں لغزش کرینگے اور جہنم میں گرے گا اور صراط مستقیم سورہ حمد میں انہیں دونوں
 کی طرف اشارہ ہے اور معانی الاخبار میں منقول ہے کہ حضرت صادق علیہ السلام سے
 کیفیت صراط پوچھی حضرت نے فرمایا کہ وہ اہ معرفت خدا کی ہے اور صراطین دو ہیں صراط دنیا
 اور صراط آخرت صراط دنیا وہ امام ہے کہ طاعت اوسکی فرض واجب ہے جسے کہ اوسے
 دنیا میں پہچانا اور اوسکی پیروی کی وہ شخص بنے دغذغہ صراط آخرت سے گزر جائیگا اور
 جسے کہ اوسے دنیا میں نہ پہچانا قدم اوسکا صراط آخرت پر لغزش کرے گا اور جہنم میں گرے گا
 تفسیر حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام میں صراط مستقیم کی تفسیر میں وارد ہوا
 کہ صراط مستقیم دنیا یہ ہے کہ حق ائمہ علیہم السلام میں غلو نہ کرے اور انکی امامت میں
 تقصیر نہ کرے اور دین حق پر مستقیم رہے اور باطل کی طرف خواہش نہ کرے اور صراط آخرت
 مومنونکی راہ بہشت ہے مومنین اوس راہ بہشت سے جہنم وغیرہ کی طرف عدول نہیں
 کرتے اور شیخ نے مجالس میں انس سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
 فرمایا کہ جب روز قیامت ہوگا تو صراط کو جہنم پر نصب کرینگے نہ گزرے گا اور پیر سے مگر شہنشاہ
 کہ نامہ رخصتی رکھتا ہوگا کہ حسین ولایت علی ابن ابیطالب علیہ السلام لکھی ہوگی اور
 قول خدا وَقَدْ أَهْلَكْتُمْ مَثُورُونَ سے یہ مراد ہے کہ ہزار کہو اکلہ تحقیق کہ یہ سوال
 کر گئے ہیں ولایت علی ابن ابیطالب سے اور تفسیر حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام
 میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جب خدا جمیع مخلوق کو

مبعوث کریگا تو ایک منادی پروردگار کی طرف سے زیر عرش خداوند اگر یہ گاہ گروہ خلایق
 اپنی آنکھیں بند کر و تاکہ فاطمہ علیہا السلام دختر محمد صلوات اللہ وسلامہ علیہ والہ کہ سیدہ
 نساء العالمین ہو صراط سے گزری پس محمد اور علی اور حسن اور حسین اور ائمہ طہرین
 کو سوا کی حضرات جناب سیدہ کے محرم ہیں تمام خلایق اپنی آنکھیں بند کر لین گے
 اور جس وقت جناب سیدہ داخل بہشت ہوگی تو ایک جامہ اور مخفرت کا صراط پر پہنچتا
 ہوگا کہ ایک سر اوسکا اور مخفرت کے دست مبارک میں ہوگا اور دوسرا سر اوسکا
 قیامت میں رہیگا پس منادی پروردگار کی طرف سے ندا کریگا اے دوستان فاطمہ
 علیہا السلام ہر ایک تم میں سے ایک ایک رشتہ رشتہ ہاں جا یہ سیدہ زنان عالمین
 تمام لے پس کوئی شخص دوستان جناب فاطمہ میں سے باقی نہ رہیگا مگر یہ کہ ہر ایک
 ایک ایک تار میں اون تاروں میں سے لپٹ جائیگا یہاں تک کہ تین ہزار گروہ سے
 زیادہ اوس جامہ سے لپٹیں گے کہ ہر ایک گروہ دنیا لاکھ آدمیوں کا ہوگا اور سبب
 برکت جناب فاطمہ علیہا السلام وہ سب آتش جہنم سے نجات پائیں گے مولف
 کہتا ہے کہ جس قدر واجبات خدا اور امر و نہی خدا ہیں اسی قدر عقبہ صراط پر احادیث
 ثابت ہوئی ہیں جسے جس واجبات خدا یا امر و نہی خدا میں تفصیل کی ہی بروز حشر
 اوس عقبہ پر روکا جائیگا اور وہ احادیث کہ جنہیں تفصیل اسکے ہی بخمال اختصار نہیں
 لکھی گئی مطلب چودھواں حقیقت اور حقیقت بہشت و دوزخ کی بیان میں
 حق یقین میں مذکور ہے جاننا چاہئے کہ افرار کرنا بہشت و دوزخ جہاں کا جہاں

کہ تصریح آیات و اخبار متواترہ میں واضح ہوئی واجب ہے اور ضروریات دین اسلام کی
 اور جو شخص کہ مطلقاً بہشت و دوزخ کا انکار کرے مانند ملاحد یا بہشت دوزخ کی
 تاویل کرے مانند فلاسفہ تو بیشک وہ کافر ہے اور ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے بسند متصل
 ابو الصلت ہروی سے روایت کی ہے کہ وہ کہتی ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ
 السلام سے پوچھا کہ یا بن رسول اللہ کیا کیفیت بہشت اور آتش جہنم سے بھی مطلع
 فرمائیے کہ آیا اس زمانے میں پیدا ہو چکے ہیں یا نہیں حضرت نے فرمایا کہ ہاں پیدا
 ہو چکے ہیں چنانچہ شب معراج رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داخل بہشت ہو
 تھے اور حضرت نے جہنم کو بھی ملاحظہ فرمایا تھا میں نے عرض کی ایک جماعت کہتی ہے کہ بہشت
 و دوزخ مقدر ہوئے ہیں ابھی پیدا نہیں ہوئے حضرت نے فرمایا یہ لوگ ہم سے نہیں ہیں
 جس وقت کوئی شخص بہشت و دوزخ کے پیدا ہونے کا انکار کرے تو وہ تکذیب حضرت
 رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرتا ہے اور ہماری تکذیب کرتا ہے اور سے ہماری ولایت سے
 بہرہ نہیں ہے وہ شخص جہنم میں مخلد ہو گا اور علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ بہشت
 و دوزخ کے ہونے کی یہ دلیل ہے کہ خدا فرماتا ہے عِنْدَ حَاجَتِ الْمَادِی یعنی نزدیک رہے اللہ
 کو ہے کہ وہ مادی مومن ہو اور سدۃ المنتہی آسمان ہفتم میں ہے اور بہشت ہی اسی جگہ ہے
 اور خصال میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ دو یہودی آئے اونھوں نے
 حضرت امیر المومنین سے چند سوال کئے اور ان سوالوں میں یہ بھی پوچھا کہ بہشت
 کمان ہے اور جہنم کمان ہے حضرت نے فرمایا بہشت آسمان میں ہے اور جہنم زمین میں ہے

او انہوں نے پوچھا کہ سب سے کیا چیز ہے حضرت نے فرمایا بہشت آسمان میں سات
 دروازے ہیں کہ ایک دوسرے کے موافق ہو انہوں نے پوچھا ثانیہ کیا چیز ہے
 فرمایا کہ وہ بہشت کی آہٹ دروازے ہیں اور ابن بابویہ نے کتاب صفات الشیعہ میں
 حضرت امام ضاء علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جو شخص اقرار کرے رحمت اور رحمہ
 اور حج تمتع کا اور ایمان لائے معراج اور سوال قبر اور جوض کوثر اور شفاعت اور خلق
 بہشت و درجہ اور صراط اور میزان اور لعبث و نشور اور جزع اور حساب کا وہ سونے کا
 جہاں اور ہم اہلبیت کی شیعہ میں سے ہے مطلب پندرہ حوائج اور صفات کے بیان میں
 آیات و اخبار میں بہشت کو لئے وارد ہوئی ہیں اور اعتقاد کا لازم ہے کہ کتاب
 حق الیقین میں مذکور ہے کہ جانا چاہئے کہ بہشت دار بقا اور سلامتی ہے اور باجماع
 بہشت میں موت نہیں ہے اور بہشت میں اندھا ہونا اور بہرہ ہونا اور پیری اور بیماری
 اور درد و آفت و مرض اور ہم و غم و الم نہیں ہوتا اور فقری اور احتیاج اور دانا ندگی
 نہیں ہے اور جس شو کی نفس خواہش کرے اور آنکھیں جس سے لذت اٹھائیں آدمی
 کو لئے حاصل ہے اور بہشت دار خلود ہے اور پاکون اور نیکو کاروں کی منزل ہے اور ہمیں
 بغض و عداوت اور حسد و نزاع اور جدل نہیں ہے اور جسکو جو کچھ خدا نے عطا کیا ہے
 وہ اس پر راضی ہے اسی زیادہ مرتبہ کی آرزو نہیں کرتا اور بعض علماء لکھتے ہیں کہ صاحبان
 مرتبہ اعلیٰ اور باب مرتبہ ادنیٰ کے دیکھنی کو آتے ہیں اور باب مرتبہ ادنیٰ صاحبان
 اعلیٰ کے دیکھنے کو نہیں جاتے کہ سب ادا مرتبہ ادنیٰ کی نظر میں پست نہواور عیش و

مشتق ہوا اور یہ امر ضرور نہیں ہوا سو اسطے کہ ممکن ہے کہ خدا انکو اپنے مرتبہ پر راضی کرتا
 کہ آنرو اور خواہش مرتبہ اعلیٰ کی نگرین اور اہل بہشت بول و غلط و کثافت سے بری ہین
 بلکہ پسینہ بھی اہل بہشت کا خوشبو ہوتا ہے اور اہل بہشت کی عورتیں حیض و نفاس اور
 استیاضہ و ولادت اور بول غایط اور رشک و حسد اور عداوت و بدی اور اخلاق مذمومہ
 نہیں رکھتیں اور ازواج مطہرہ کی تفسیر میں بھی عورتیں مقصود ہیں اور روشنی بہشت کی
 آفتاب اور ستاروں سے نہیں ہے اور ہمیشہ مانند اوس ہوا کے ہوا چلتی ہے کہ جو طلوع
 صبح سے طلوع آفتاب تک چلا کرتے ہے اور ظل ممدود کو اسی سے تفسیر کرتے ہیں
 اور شراب دنیاستی اور دوسرا اور بول اور قی اور تلخی اور متلی رکھتی ہے اور لغو و محش
 اور گالیان اوسکے لوازمات سے ہیں اور شراب بہشت ان باتوں میں سے کوئی بات
 نہیں رکھتی اور شراب دنیا کی لذت سے برابر زیادہ لذت رکھتی ہے اور سبزین بہشت کی
 اکثر غریفے ہیں اسواسطے کہ لذت نہروں اور پھولوں اور سبزی کی سیر کے غرفوں میں
 بیشتر ہوتی ہے اور غرفہ دے دنیا میں یہ عیب ہے کہ دشواری اور احتیاج اور تنگی ہوتی ہے
 اور اہل بہشت کو احتیاج اور تنگی نہیں ہے اگر چاہیں تو آسانی اور آسکتے ہیں اور مروی
 کہ بہشت کی نہرین زمین کے گڑھے میں نہیں ہیں بلکہ بلند ہوتی ہیں اور جس طرح اہل
 چاہتے ہیں مکانوں میں اور غرفوں اور دختوں کے نیچے جاری ہوتی ہیں اولین باب
 رحمہ اللہ من اللہ محضر اور امالی من عبد اللہ بن علی سے روایت کرتے ہیں کہ عبد اللہ
 بن علی نے بیان کیا کہ میں شہر مصر میں خدمت بلال موزن جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ

والہ پہونچا میں نے اونے وصف بنائے بہشت پوچھا اونہوں نے کہا کہ میں نے
 جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ حصار بہشت کی ایک اینٹ
 سوئیکے اور ایک چاندی اور ایک یا قوت کی ہو اور بجائے گار کے مشک خالص صرف
 کیا گیا ہو اور کنگڑے اوس حصار کے یا قوت سرخ اور یا قوت سبز اور یا قوت زرد کے ہیں
 یعنی پوچھا کہ دروازے اوس حصار کے کس چیز کے ہیں اونہوں نے کہا کہ دروازے
 اوس کے مختلف ہیں باب الرحمتہ یا قوت سرخ کا ہے یعنی کہ حلقہ اوس دروازے کا کس
 چیز کا ہے کہا کہ باب الصبر چھوٹا ہے اور اوس میں ایک پٹ یا قوت سرخ کا ہے اور وہ حلقہ
 نہیں رکھتا اور باب الشکر یا قوت سفید کا ہے اور وہ دو صرغ یعنی دو پٹ رکھتا ہے
 اور درمیان ان دونوں پٹوں کا پائنتے برس کی راہ رکھتا ہے اور اس دروازے میں سے
 ایک آواز آتی ہے کہ خداوند امیرے اہل کو میری طرف لا میں نے کہا آیا دروازہ تین
 کڑا ہے اونہوں نے جواب دیا ہاں خدا نے اوسکو گوا کیا ہے اور باب بلا یا قوت زرد کا ہے
 اور اس دروازے میں ایک پٹ ہے اور بہت کم لوگ ہیں جو اس دروازے سے داخل ہوں گے
 اور ایک دروازہ بزرگ ہے پس اوس دروازے سے خدا کے بندگان نیک کہ اہل زہد
 و ورع سے ہیں داخل بہشت ہوں گے اور وہ لوگ خدا کی طرف رغبت کرنیوالی اور
 خدا سے اللہ رکھنے والے ہیں جب داخل بہشت ہوں گے تو کشتیوں میں بیٹھ کر آبِ صفا
 و نہروں میں سیر کریں گے اور وہ کشتیاں یا قوت کی ہوں گی اور جس سے ان کشتیوں کو حرکت دے گا وہ کشتیوں کی
 اور ان کشتیوں پر نذر فرشتے بیٹھ ہوں گے کہ پوشاکین اوسکے سہر ہوں گی مگر کہا کہ آیا

نور سبز سے سبز ہونگے اور انہوں نے بیان کیا کہ پوشاکیں سبز ہونگے اور انہیں نور پر دروگا
 عالمیان کے نور سے ہوگا یہ لوگ نہر کے دونوں طرف سیر کریں گے مٹی کہا اوس نہر کا
 نام کیا ہے اور انہوں نے کہا جنت المادی مٹی کہا آیا درمیان میں اس بہشت کی کوئی اور بہشت ہے
 اور انہوں نے کہا ہاں جنت عدن اور وہ بہشتوں کے وسط میں ہے اور حصار اور سکایا قوت
 سرخ کا ہے اور سنگ نیزی اور سکے موتیوں کے ہیں مٹی کہا درمیان میں اوس بہشت کے
 کوئی اور بہشت بھی ہے اور انہوں نے کہا ہاں جنت الفردوس ہے اور حصار اور سکایا نور ہے
 اور غنہ اوس کے نور پر دروگا عالمیان کے ہیں اور روایت میں وارد ہوا ہے کہ زنان اہل بہشت
 آپس میں ہاتھ پکڑ کے ایسی آوازوں کی گاتی ہیں کہ مثل اونکی خلایق نے نہ سنی ہو گی وہ کہتی ہیں
 کہ ہم ہیں راضیات کہ خشم میں نہیں آتے ہم ہیں اقامت کرنیوالے کہ ہرگز حرکت
 نہیں کرتے ہم ہیں خیرات حسان اور اپنے شوہروں کے دوست جو رنج و
 یہ باتیں کہیں گی تو زنان دنیا اوس کے جواب میں کہیں گی ہم ہیں نماز پڑھنے والے اور تم
 نماز نہیں پڑھی ہم ہیں روزہ رکھنے والے اور تم نے روزہ نہیں رکھا اور ہم حسین
 وضو کرنیوالے اور تم نے وضو نہیں کیا اور ہم ہیں صدقات کرنیوالے اور تم نے تصدق
 نہیں کیا اور سوقت زنان دنیا اوپر غالب ہو جائیں گی اور ابن بابویہ ابن عباس
 روایت کرتے ہیں کہ حلقہ دروازہ بہشت کا یا قوت سرخ کا ہے اور سونیکے صفحہ پر
 لکھا ہے جب وہ حلقہ صفحہ پر پڑتا ہے تو صدا دیتا ہے کی علی اور علی بن ابیہم نے روایت کی ہے
 کہ نصرانی شامی نے حضرت امام محمد باقر سے پوچھا کہ اہل بہشت طعام کھاتی ہیں

اور فضلہ نہیں جدا ہوتا نظیر اسکی دنیا میں کیا ہو حضرت نے فرمایا نظیر اسکی بچہ ہے
 کہ شکم مادر میں جو کچھ مان او سکی کھاتی ہو وہ بھی کھاتا ہو اور فضلہ نہیں گرتا اور ابن بابویہ
 حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ بہشت میں ایک درخت ہے
 کہ او سکی چوٹی سے جملہ نکلتی ہیں اور او سکی جڑ سے گھوڑے مع زین و لگام یا لڑائی
 کہ لید اور پیشاب نہیں کرتے اور دوستان خدا او نہر سوار ہوتے ہیں اور وہ بہشت میں
 اپنے راکب کو ساتھ جس جگہ منظور ہوتا ہو پرواز کرتے ہیں پس وہ لوگ جو اپنے
 بست تر ہیں کہتی ہیں کہ امی پروردگار ہمارے کو نسا عمل اسکا باعث ہوا ہے کہ
 یہ تیرے بندے اس مرتبہ پر پہنچی ہیں خدا فرماتا ہے کہ یہ راتوں کو عبادت میں کھڑے
 ہوتے تھے اور نہ سوتے تھے اور دنوں کو روزہ رکھتے تھے اور کچھ نہ کھاتے تھے اور میرے
 دشمنوں سے جہاد کرتے تھے اور ڈرتے تھے اور تصدق دیتے تھے اور بخل نہ کرتے تھے
 اور علی بن ابراہیم نے حضرت صادق علیہ السلام سے بسند کا صحیح روایت کی ہے
 کہ طوبی بہشت میں ایک درخت ہے کہ جڑ اسکے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے
 دولت سرا میں ہے اور ہر شیعہ کے قصر میں ایک ایک شاخ او سکی شاخوں میں سے
 پہنچی ہے اور ہر تپہ او سکا ایک امت پر سایہ کرتا ہے اور حضرت نے فرمایا کہ جناب
 رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت فاطمہ علیہا السلام کی بہت بوسہ لیتے تھے
 عائشہ کو برا معلوم ہوا او نے کہنا زن شوہر دار کی تم کہتے ہو کہ بوسہ لیتے ہو حضرت نے
 فرمایا اسے عائشہ شب سحران میں داخل بہشت ہوا جبریل علیہ السلام کو درخت طوبی

قریب لیکئے اور اوسکا میوہ منجھو دیا مینی اوسے کہا یا بعد اوسکے خدا نے اوس میوہ کو میری
 پشت میں پانی کر دیا جب میں زمین پر آیا تو خدیجہ سے بیٹے مقاربت کی اوسے
 فاطمہ کا حمل ہوا اب جسوقت میں فاطمہ کے بوسے لیتا ہوں تو مجھی سیدہ سے
 درخت طوبی کی معلوم ہوتی ہی اور علی بن ابراہیم نے بسند کا صحیح حضرت صادق
 علیہ السلام سے روایت کی ہو خلاصہ اوسکا یہ ہے کہ ہر روز جمعہ مومنین پر بہشت میں
 نعمات زیادہ ہوتے ہیں اور وہ حدیث طولانی ہو آخر اوسکا یہ ہے کہ راوی نے کہا
 کہ میں آپ پر فدا ہوں میں چاہتا ہوں آپ سے ایک امر دریافت کروں لیکن مجھی شرم
 مانع ہے حضرت نے فرمایا سوال کر اوسنے کہا آیا بہشت میں غنا اور سرود بھی ہوگا حضرت
 فرمایا تحقیق کہ بہشت میں ایک درخت ہے کہ خدا بہشت کی ہوائوں کو حکم فرمایا کہ چلین
 پس اوس درخت سے انواع و اقسام کی صدائیں ظاہر ہونگی کہ خلایق نے اوس
 خوبی کے ساتھ کوئی ساز و نغمہ ہرگز نہ سنا ہوگا پھر حضرت نے فرمایا کہ یہ عوض ہے
 اون لوگوں کے کہ جھوٹے دنیا میں خوف خدا سے غنا کا سنا ترک کیا تھا اور
 ابن بابویہ نے حصال میں جابر سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
 فرمایا کہ وہ بہشت پر دو ہزار برس قبل از خلقت آسمان و زمین لکھا ہے
 لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ عَلَيَّ آخِرُ سَوَّلِ اللَّهِ اور متعدد روایات میں
 وارد ہوا ہے کہ روز زفاف حضرت فاطمہ صلوٰۃ اللہ علیہا جبرئیل و میکائیل کے
 ہزار فرشتوں سے بہشت میں حاضر ہوئے خدا نے درخت طوبی کو حکم فرمایا

کہ اچھڑا اور سندس اور استبرق اور مردارید اور زمرہ اور یا قوت اور عطر بہشت نیا کر
 اور خدا نے ہر مین حضرت فاطمہ علیہا السلام کے طوبی کو عطا فرمایا اور علی بن ابیطالب
 علیہ السلام کے دولت سر امین قرار دیا اور کتاب اختصار میں حضرت امام محمد باقر
 علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ خدا فرمایا ہے کہ داخل بہشت ہوئے تم میری رحمت
 اور نجات پائی تم نے آگ سے بسبب میرے عفو کے اور تقسیم کرو بہشت کو درمیان
 اپنی موافق اپنے عمل کے اپنی عزت کی قسم ہے کہ تم کو نازل کرتا ہوں میں دار خلود و دار
 کرامت میں اور جب تم داخل بہشت ہو گے تو قدمہارا مثل قدم حضرت آدم ہو گا کہ
 وہ ساتھ ذراع تھا اور جوانی تمہاری مثل حضرت عیسیٰ کی جوانی کے ہو گی کہ وہ تین
 برس ہیں اور زبان تمہاری مثل زبان محمد مصطفیٰ ہو گی یعنی لغت عربی اور بصورت
 حضرت یوسف حسن و جمال میں ہو گے اور نور تمہارے چہرے چمکے گا اور قلوب
 تمہارے مثل حضرت ایوب کے ہونگی یعنی کینہ اور حسد سے بری ہونگی اور کتاب کوثر
 مسطور ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ بہشت میں بجای سنگ چاندی کی
 زمین ہے اور بجائے خاک زعفران ہے اور جاروب سے جو کچھ جھاڑا جاتا ہے وہ مشک اور زعفران
 اور منگرنے سے اسکے در و یا قوت ہیں اور کرسیاں اوسکی مردارید اور یا قوت کی ہیں چنانچہ
 خدا نے فرمایا ہے عَلٰی سُرُرٍ مَّوْضُوۡنَةٍ یعنی موتی اور یا قوت کی بنی ہوئی کرسیوں پر بیٹھے
 ہونگی اور ادن کرسیوں پر چھلے بنی ہونگے اور وہ چھلے مردارید و یا قوت کے ہونگے لیکن
 کچھ سے بیک تراور حریر سے نرم تر اور ادن کرسیوں پر موافق ساتھ غرق و غرقہ ہوں

دنیا سے تلو او پر فرش ہونگے اور بھی معنی ہیں قول حق تعالیٰ کے فرش مرفوعہ
 اور یہ جو فرماتا ہے کہ عَلٰی الْأَرْبَابِ مُظْتَرُونَ تو حضرت زار شاہ کیا ارٹک سی مراد
 وہ کرسیان ہیں کہ جن پر جملہ نصیب ہیں اور بیان کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نہرین بہشت کی بے نشیب زمین پر جاری ہیں کہ جن
 سے سفید تر اور شہد سے شیرین تر اور مسکے سے نرم تر ہیں اور مٹی نہر کی شک
 خوشبو ہے اور ریت اس کی دُر و یاقوت ہے اور جس جگہ اور جس سمت کو دوست
 خدا اپنی بہشت میں چاہتے ہیں نہرین اور چشمی جاری ہو جاتی ہیں اگر کوئی
 اہل بہشت چاہے کہ تمام دنیا کے جن و انس کی دعوت کرے تو سب کو کھانا
 اور پینا اور زیور اور حلہ ہائے بہشت کافی ہونگی اور اس کی نعمتوں سے بقدر ذرہ
 کمی نھوگی حضرت باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اہل بہشت امرو اور سادہ رو
 ہونگی اور بال انکے بدن میں نھونگی اور سرمہ لگائی ہوئے ہونگی اور تاج اکلیل مسک
 اور طوق انکی گردنوں میں اور کڑے اور انگوٹھیاں نرم اور لطیف اور کم
 ہونگی ہونگی اور ہر ایک کو انہیں کھانے اور پینے اور جماع کرنے میں سوغہ دینی
 ت دی جائیگی اور لذت طعام چاشت اور طعام شب چالیس برس رہیگی اور
 سگی اور خداوند غفور و قدیر انکی چہرہ و نگو نورانی کریگا اور انھیں صریح
 قید رنگ اور زیور طلا سوار استہ کرے گا اور کپڑے انکی سبز ہونگی اور اہل
 بہشت ہمیشہ زندہ رہینگے کہیں نہ مرینگے اور ہمیدار رہینگے ہرگز نہ سوینگے اور ایسی ہی نیاز ہے

کہ ہرگز فقیر نہ ہوگی اور ایسی فخرناک ہونگے کہ ہرگز مجنون نہ ہوگی اور ایسی خندان
 ہوگی کہ ہرگز گریان نہ ہوگی اور ہمیشہ گرامی رہینگے ہرگز خوار نہ ہونگے نیک طبیعت
 ہونگے اور کبھی ترش و نخوگی اور ہمیشہ شمع و شاد رہینگے اور اس لذت سے
 کھائینگے کہ ہرگز گرم نہ ہوگی اور ایسی سیراب ہونگے کہ ہرگز پیاس سے نہ ہونگے
 اور وہ پوشاک پہنیں گی کہ ہرگز بخیان نہ ہونگے اور سوازد ہو کر ایک دوسری
 ملاقات کو جائینگے اور انھیں غلامان صاحب حسن و جمال سلام کریں گی اور چاندنگے
 آفتابے اور سونگے ظروف ہمیشہ ان کے ہاتھوں میں رہینگے اور وہ سب انکی خدمت میں
 استاد رہینگے اور یہ کریں گے پر تکیہ لگا کر بیٹھیں گے اور انکی طرف نظر کریں گی
 اور حقہ و سلام خداوند عالم کا ان پر ہمیشہ پہنچا کر یگا مطلب سو طہوان
 صفات اور خصوصیات اور عقوبات جہنم کی بیان میں جانتا جاسی کہ قرآن مجید
 جہنم اور عذاب جہنم کی بیان میں آیتیں اور اسید طرح احادیث بکثرت اردین
 جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ اہل جہنم پر ملائکہ گزر لگائی ہیں
 پس اگر ایک گرز اون گرزوں میں سے روئے زمین پر لایا جائے اور جن و انس
 چاہیں کہ اسکو زمین سے اٹھائیں تو ہرگز نہ اٹھا سکیں گے اور منقول ہے کہ آگ
 اپنی زبان پر گنگار دنگو اٹھائے اور ہر ایک دیگی جب اوپر طبقات جہنم کو پہنچے گی
 تو انکی سر و نہر گرز لگائے جائینگے کہ سر پر اس کی راہ تک نہی دہستے چلی جائے
 اور ایک ساعت یہ گنگار قرار نہ پائینگے چنانچہ حق تعالیٰ سورہ صافات میں وصف اہل جہنم

من فرماتا ہی اذ لک فی نزل لآم شجرۃ الزقوم انا جعلنا حافضۃ للظالمین انا شجرۃ
 تخرج فی اصل النجم طلعا کاتحاد و من الشیاطین فانهم لا کلون منها فمالکون منها
 البطون ثم بین لم علیہا الشوبان من حمیم ثم ان مرجمهم لالی النجم حاصل ترجمہ لفظی اس آیت
 شریفہ کا یہی آیا نعمات بہشت بہترین از روئے معنائی کی یاد دخت زقوم تحقیق گردانا
 ہے اوس درخت کو امتحان واسطے ظالموں کو اور وہ ایک درخت ہی کہ پیدا ہوتا ہے
 جڑ میں جنم کی اور شکوفہ اوسکا مانند سرہائے شیاطین کے ہی پس تحقیق کہ کافر
 کھاتے ہیں اوس میں ہی پھر کر تہیں اپنے شکم کو اوس ہی پھر اہل نار کی واسطے اور زقوم
 پانی جنم کا ہی کہ نام اوسکا جمیم ہے پھر باز گشت از کی طرف جمیم کی ہی اور سنقول ہوا اہل جنم
 اس قدر بہوک غالب ہوتی ہی کہ آگ کے عذاب کو بھول جاتے ہیں اور مالک سے
 استغاثہ کرتے ہیں پس وہ اونکو درخت زقوم کی طرف لیجاتا ہی اور اوس جماعت میں
 ابو جہل ہی ہوتا ہے پھر اہل جنم اوس درخت کی سیوہ بھی کھاتے ہیں اور پیٹ انکا بہر جاتا ہے
 بعد اسکے انکا شکم مثل اوس دیگ کی کہ جس میں جوش آیا ہو جوش کھاتا ہی پھر پانی مانگتی ہیں
 مالک وہ جمیم کہ حرارت جسکی نہایت کو پھونچی ہی اور برسوں دیکھا ہے جنم میں جوش ہوئی
 ہے انکے لئی لانا ہی جب وہ جمیم نزدیک انکے پہونچتی ہی تو مونہہ انکی سبب جاتے ہیں
 اور جب انکے شکم میں پہونچتی ہی تو جو کہ اوسکے شکم میں ہی گھلا دیتی ہے چنانچہ خدا
 فرماتا ہے کہ گندگار آواز دینگے اے مالک مار ڈالے ہکو پروردگار تیرا مالک
 انکے جواب میں کہیگا ہمیشہ عذاب میں رہو گی اور ہرگز تلو موت نہ آئیگی اور ابن عباس

کہتے ہیں کہ اس استغاثہ کا یہ جواب ہزار برس کی بعد نہیں آئے گا اور خداوند عالم دوسرے
 مقام میں فرماتا ہے: الْقِيَامُ فِي جَهَنَّمَ كُلُّ كَفَّارٍ عِنْدَ عَادِثٍ سَنِي وَشَعِيرٍ مِّنْ وَارِدٍ هَوَاءٍ
 کہ القیام بصیغہ تثنیہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر المؤمنین علیہ السلام
 خطاب ہو یعنی تم دو توڑالو جہنم میں ہر ایک کفران کرنیوالے معاند کو یعنی اپنے
 دشمنوں کو داخل جہنم کرو اور اپنے دوستوں کو داخل بہشت کرو اور عیاشی سے
 حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ کفار و مشرک اہل توحید اور
 مسلمانوں کو سوزش کرینگے کہ تمہاری توحید سے تم کو فائدہ نہ بخشا ہم اور تم داخل
 جہنم ہو نہیں رہے اور سوقت خدا مسلمانوں کی حمایت کریگا اور ملائکہ سے
 فرمائے گا کہ تم انکی شفاعت کرو پس جسکی نسبت خدا چاہے گا وہ ملائکہ شفاعت
 کریں گے پھر پیغمبر و اہل بیت فرمائے گا کہ تم شفاعت کرو پس جسکی لئے حق تعالیٰ کو منظور
 ہو گا پیغمبر اوسکی شفاعت کریں گے پھر مومنوں سے فرمائے گا کہ تم شفاعت کرو
 وہ بھی موافق مرضی خدا شفاعت کریں گے بعد اسکے خدا فرمائے گا میں سب رحم کرنیوالوں سے
 رحیم تر ہوں تم میری رحمت میں چلے آؤ بعد اسکے اہل جہنم مثل پروانوں کا اور مثل
 اون جانوروں کے کہ آگ کی پاسبان ہوتے ہیں نکلیں گے پھر حضرت فرمائے گا کہ بعد
 اسکے نمود و نکو پہنچیں گے اور دروازوں کو کفار اور مشرکوں پر بند کر دیں گے قسم خدا کی کہ جو
 لوگ باقی رہ جائیں گے وہ ہمیشہ جہنم میں مخلد رہیں گے حضرت صادق علیہ السلام
 روایت کی ہے کہ آگ کافروں کی لئے عذاب ہے اور خازن جہنم کو لئے رحمت ہے

یعنی خازن انہم اوس آگ کی لذت حاصل کرتے ہیں اور آتش جہنم خازن ان جہنم کو نہیں
جلالتی اور ابن بابویہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جہنم میں ایک
کوہ ہے کہ اوس کو احد کہتے ہیں اور احد میں ایک نادی ہے کہ اوس کو مستقر کہتے ہیں اور مستقر میں
ایک کنواں ہے کہ اوس کو ہب کہتے ہیں جسوقت ملائکہ اوس کنوین کے موندہ سویرہ ہٹا
لیتے ہیں تو اہل جہنم اوسکی گرمی سے فریاد کرتے ہیں اور وہ کنواں جباروں اور خلفاء جور
کے ہے مطلب مستقر ہواں بیان اعراف میں خدا فرماتا ہے وَبَيْنَ الْجَبَابِ
یعنی درمیان بہشت و دوزخ ایک حجاب ہوگا مشہور ہے کہ وہ اعراف ہے
اور اعراف ایک حصار ہے درمیان بہشت و دوزخ پھر خدا فرماتا ہے وَفِي الْأَعْرَافِ
رِجَالٌ لَّيْلٌ قُورٌ كَلَّا بَسِيًّا هُمْ تَرْجَمُهُ ظَاهِرِ اس آیت کا یہ ہے کہ اعراف پر چند مرد ہیں
کہ پہچانتے ہیں ہر ایک کو اوسکی علامت سے اور مفسرین نے معنی اعراف میں اور ان
لوگوں کے باب میں جو اس مقام پر ہونگے اختلاف کیا ہے الحاصل مشہور یہ ہے کہ اعراف
ایک حصار ہے درمیان بہشت و جہنم بعض کہتے ہیں کہ اعراف سے مراد وہ کنکری ہیں کہ جو
اوس حصار کو اوپر واقع ہیں اور بعضی کہتے ہیں صراط سے مراد ہے اور پہلا قول یا
تر مشہور و ظاہر ہے اور ان لوگوں کو باب میں بھی اختلاف ہے کہ جو اعراف میں ہیں
بعض کہتے ہیں یہ لوگ وہ گروہ ہیں کہ حسنات و سیئات انکے برابر ہیں حسنات انکے
ایک مانع ہیں کہ یہ جہنم میں جائیں اور گناہ انکی اسکے مانع ہیں کہ بہشت میں داخل ہوں
پس انھیں اعراف میں جگہ دی گئی ہے یہاں تک کہ خدا انکے حق میں جو کچھ چاہی وہ حکم فرما

بعد اسکے انکو داخل بہشت کریں گے اور بعضی کہتے ہیں کہ مثل مرد و بکی صورت کو
 چند ملائکہ ہیں کہ اہل بہشت اور اہل جہنم کو پہچانتے ہیں یا خازن ہشت و جہنم ہیں
 یا حافظان اعمال ہیں کہ وہ لوگوں کی آخرت میں گواہ ہوں گے اور بعضی کہتے ہیں کہ ملکداران
 اور بہترین مومنان ہیں اور ثعلبی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ اعراف صراط پر
 ایک موضع بلند ہے کہ علی علیہ السلام اور جعفر اور حمزہ اور عباس اوس جگہ سے
 رکھتے ہیں اور اپنی دوستوں کو اوس کے چہرہ کی سفیدی سے اور اپنے دشمنوں کو اونکی چہرہ کی
 سیاہی سے پہچانتے ہیں احادیث کشیہ میں امہ اطہار علیہم السلام سے وارد ہوا ہے
 کہ ہم میں اصحاب اعراف کہ ہر شخص کو اوسکی پیشانی سے پہچان لیتے ہیں اور جو شخص
 کہ ہمارے مراتب کا عارف ہے اور ہم اوسے پہچانتے ہیں اوسکو داخل بہشت
 کرتے ہیں اور جو کہ ہمارا شیعہ نہیں ہے اور ہم اوسکو نہیں پہچانتے اوسکو داخل جہنم
 کرتے ہیں اور دوسری روایت میں وارد ہوا ہے کہ اعراف میں ایک جماعت
 مستضعفین اہل سنت کی ہوگی اور ایک جماعت مرعون لائمرا اللہ اور فساق شیعہ
 کی ہوگی اور مرعون لائمرا اللہ سے وہ لوگ مراد ہیں کہ جو لوگ چوڑے گے گویں
 اور اونکے باب میں حکم خدا کا انتظار ہے اور حسنات اور سیئات ان لوگوں کے
 برابر ہیں اور طریقہ جمع ان مختلف حدیثوں کا یہ ہے کہ اصحاب اعراف یعنی جو حاکم
 اعراف ہیں رسول خدا اور امہ ہدی صلوات اللہ علیہ وسلم جمعین ہوں گے
 کہ مومنان حقیقی کو پہلے روانہ بہشت کریں گے اور صراط سے اوتا رہیں گے اور اپنے

دشمنوں اور کافروں اور مخالفوں اور متعصبوں کو جہنم میں بھیجیں گے
 اور ایک جماعت فاسق شیعہ اور مستضعفان اہل سنت کہ وہ اہل اعراف میں
 اعراف میں ٹھہرائے جائیں گے اور آخر کار یہ سب شفاعت حضرت رسول مختار
 صلی اللہ علیہ وآلہ اور اہلبیت اطہار علیہم السلام سے مع بعض شیعہ کہ قابل شفاعت ہیں
 داخل بہشت ہوں گے اور بعض ہمیشہ اعراف میں رہیں گی چنانچہ ہر مقام پر دونوں باتوں کا
 احتمال ہے مولف کہتا ہے کہ مراد یہاں مستضعف سنی سے وہ سنی ہے کہ حق کو نہیں
 پہچانتا اور کسی مذہب سے عداوت نہیں رکھتا اور نہ کسی شخص سے دوستی رکھتا
 جناب علامہ مجلسی اعلی اللہ مقامہ حق الیقین میں لکھتے ہیں کہ شیخ طبرسی رحمہ اللہ نے
 حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اعراف بہشت درج
 کی درمیان میں چند مقامات بلند ہیں کہ سب پیغمبر اور کل وصی پیغمبر ان پر زماں گے
 مردمان گنہگار کے ہمراہ اُن مقامات بلند پر اس طرح کھڑے ہوں گے جس طرح
 سرگروہ ہائے لشکر اپنے لشکر کے ضعیفوں کی حفاظت کے لئے کھڑے ہوتے ہیں
 اور نیکو کاران ہر امت پہلی سے ہی داخل بہشت ہو جائیں گے پس ہر نیکو
 پیغمبر یا خلیفہ اپنے گنہگار ان امت سے کہو گا کہ تم اپنے برادران نیکو کار کو
 دیکھو کہ وہ تم سے پہلے داخل بہشت ہو گئے پس یہ مردمان گنہگار ان نیکو
 کاروں کو سلام کریں چنانچہ حق تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے وادعوا اصحاب الجہنم علیکم

نقل دستخط عمدة العلماء الاعلام زبدة الفقهاء والكرام حقیر بن البیت
 علیہم السلام ظہیر الملة والاسلام اور مع البقی الزکی النقی تسبیح وصد
 وقرید کمدہ ذوالمتاقب المفاضر باب مولانا السید محمد باقر نجیل التیالہ
 الہدیین مولانا السید ابوالحسن علی اللہ مقامہ فی علی علیین کہ قلم افادت
 حضرت سابق الاقاب برین کتاب بعنوان تقریرات نسق و تسام پسند
 باسمہ سبحانہ

بید رسالہ شریفہ تلخیص بی باب اول تحفہ احمدیہ کا جو ملاحظہ لامعہ باب والہ ماجدہ
 علی اللہ مقامہ فی دار الکرامۃ سو گزری ہو چونکہ مطالبہ اس کے متعلق باصول دین
 علماء معتدین سے ماخوذ ہیں اور تصحیح اعتقادات واجب و اجاب اور اہم
 معات سے ہے لہذا نہایت مناسب بلکہ واجب و لازم ہے کہ مومنین
 اس رسالہ کو درس میں داخل کریں اور قبل تعلیم دیگر علوم ابتدائے اس رسالہ کو
 حرفا حرفاً کل اطلاق و نسوان کو پڑھائیں بلکہ اور اشخاص کم استعداد ہی
 مطالب اس کے بغور و تامل دیکھیں اور تکمیل اپنے عقائد کی اس رسالہ
 شریفہ سے فرمائیں کہ انشاء اللہ موجب صلاح و فلاح و نجات دنیا و آخرت
 ہو گا واللہ بیدی سن ۱۳۵۷ الی صراط مستقیم وانا القاصر الخاسر محمد بن باقر

